Cat

اِنَّ ہٰذِہٖ تَذْکِرَۃٌ لِمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰی رَبِّہٖ سَبِیْلًا

مآثرِ صدّیقی

موسوم بہ

سیرتِ والاجاہی

حصّۂ دوم

یعنی

سوانح وحالات خاندانی امام المحدثین، وزبدۃ المفسرین آبی ومولائی (امیر الملک والاجاہ) نواب سیّد صدّیق حسن خان حسینی البخاری، قنوّجی، شوہر رئیسہ خلد مکان علیا حضرت نواب شاہجہان بیگم صاحبہ۔ جی سی، ایس، آئی۔ جی، سی، آئی، ای فرمانروائے ریاست بھوپال تغمدہ اللہ بالرحمۃ والرضوان

تالیف

ابو نصر، سید محمد علی حسن خان المخاطب بہ (صفی الدولہ حسام الملک) صانہ اللہ تعالےٰ عن شرور الزمان

باہتمام تمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ مطبع

مطبع منشی نول کشور لکھنؤ میں چھپی

۱۹۲۴ء

صحت نامہ مآثر صدیقی مرحوم حصۂ دوم

صفحہ	سطر	خطا	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب
۱	۲	اولی	الاولی	۴۶	۱۰	مع	معًا
۱	۶	الزمانِ	الزمانُ	۶۷	۱۶	ال	اس
۱	۶	اولَ	اولُ	۷۱	۱	اَرشاد	اِرشاد
۴	۱۰	پنر	پر	۷۱	۱۵	خور	خورد
۹	۱۲	الکل	بالکل	۹۵	۲	آمر	امر
۲۸	۶	قی	فی	۱۰۲	۸	تبت	ثبت
۲۹	۱۷	السلاسل	السلاسل	۱۱۷	۳	اوز	اور
۴۱	۳	مدارلت	مدارات	۱۲۰	۲	بہ	بہ
۴۲	۱۲	بغد	بعد	۱۲۰	۱۰	یان	پان
۴۳	۲	والاجاه	والاجاہ	۱۲۹	۱۰	قیصر	قیصر

فہرست مضامین حصۂ دوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حصّۂ دوم

امام السنۃ خاتم المحدثین نواب امیر الملک والا جاہ ابو طیب صدیق بن حسن بن علی القنوجی تغمدہ اللہ بغفرانہ

یکشنبہ کے روز چاشت کے وقت نوزدہم ۱۹ جمادی اولی سنہ ۱۲۴۸ھ مطابق ۱۴- اکتوبر سنہ ۱۸۳۲ء کو بانس بریلی مین جہان اُنکی ننھیال تھی پیدا ہوئے - جس خاک پاک سے اُنکی طینت سرشت اور مخمر ہوئی تھی اُس کو یاد کرکے وہ اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

بِلَادٌ بِهَا حَلَّ الزَّمَانُ تَمَائِمِي	وَاَوَّلُ اَرْضٍ مَسَّ جِلْدِي تُرَابُهَا

کچھ دنون کے بعد اُن کی والدۂ محترمہ اُنکو بریلی سے لیکر قنوج مین جو آبائی وطن تھا چلی آئین۔

زمانۂ یتیمی ہنوز پانچ برس کی عمر تھی کہ شفیق باپ کا ظلّ عاطفت اُن کے سر سے اُٹھ گیا اور پُرحسرت واندوہ یتیمانہ زندگی کا آغاز ہوا۔ اقربا مین بھی کوئی شخص ایسا موجود نہ تھا جو اُن کے سر پہ ہاتھ رکھتا۔ اور شفقت و محبّت سے اُن کا نگران حال اور متکفل ہوتا کُل راس المال چند قطعات زمین و باغات تھے دوسری کوئی وجہ کفائت موجود نہ تھی جب کبھی وہ اپنے اس یتیمانہ حالت کو یاد کیا کرتے تھے تو یہ شعر پڑھا کرتے تھے[۵]

مرا باشد از حال طفلان خبر	کہ در طفلی از سر برفتم پدر

ایک جگہ وہ لکھتے ہین[۱] ہمارے حضرت صلعم بھی یتیم تھے باوجود اُمّی ہونے کے اللہ تعالیٰ نے اُن کو ناسخ جمیع ملل اور شمع جملہ سبل بنایا تھا۔ اُنکے ساتھ ادنیٰ مناسبت بھی ایک بڑی فضیلت ہے یہ آیۂ کریمہ اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی مجھپر بھی صادق آتی ہے[۵]

مرا از زلف او موئے بسنداست	فضولی میکنم بوئے بسنداست

بہرحال والاجاہ نے اپنی والدۂ ماجدہ کے آغوش مین پرورش اور تربیت پائی چنانچہ خود لکھتے ہین کہ مین[۱] سات برس کا تھا مکان کے دروازے پر مسجد تھی مجھے خوب یاد ہے کہ جب صبح کی اذان ہوتی اور مین سوتا پڑا ہوتا تو والدۂ مرحومہ مجھے اُٹھاکر وضو کراتین اور اپنے سامنے مجکو مسجد مین بھیجدیتی تھین کبھی گھر مین نماز پڑھنے نہین دیتی تھین اگر

[۱]۵ ابقاء المنن صفحہ ۹۷ [۲]۵ ابقاء المنن صفحہ ۸۹ [۳]۵ ابقاء المنن صفحہ ۱۳

نوم غرق کی وجہ سے میری آنکھ نہ کھلتی تو مُنھ پر پانی ڈالدیا کرتی تھین"۵

صبح شب عجبے سر زدازان چاک گریبان	برخیز تواے گوشہ نشین وقت نماز ست

چونکہ وہ مُفتی محمد عوض صاحب جیسے دیندار مقدس شخص کی بیٹی تھین جنکے مذہبی تقدس کا اقتدار تمام شہر بریلی پر چھایا ہوا تھا۔ اور سید علامہ مولانا اولاد حسن صاحبؒ کی بیوی تھین اس لئے اُن مین وہ تمام اسلامی صفتین موجود تھین جو ایک پاک دیندار متبرک خاتون مین ہونی لازم ہین۔ یون بھی اُن مین معمولی عورتون سے کسی قدر قابلیت زیادہ تھی اولاد کی تربیت کا اُنکو خاص ملکہ تھا۔

مکتب نشینی اولاً اُنھون نے والاجاہ کو ایک معلّم مقرر کرکے دو ایک پارے قرآن شریف کے پڑھوائے۔ بقیہ قرآن مجید اُنھون نے مراہق ہونے کے بعد پڑھا فارسی مین کریما ما مُقیمان اور چند اوراق بوستان کے اور دو ایک باب گلستان کے پڑھے تھے پھر خود بعض انشاآت فارسی کا مطالعہ کیا۔ ایک موقع پر وہ لکھتے ہین کہ "جب[۱] شیخ حسینی (جو والد مرحوم کے خادم تھے) کتابون کو دھوپ دیا کرتے تھے تو ہمارا کھیل یہی تھا کہ ہم ایک ایک کتاب کو کھولکر ہر جگہ سے دیکھتے اور پڑھتے کوئی جگہ سمجھ مین آتی کوئی نہ آتی۔ محض ورق گردانی کی برکت سے علم کا شوق دل مین پیدا ہوگیا" دوسرے مقام پر لکھتے ہین کہ "ہر کتاب کے دیکھنے اور سمجھنے کا شوق دامنگیر خاطر رہا کرتا تھا کوئی کتاب کوئی قصہ کوئی داستان خواہ نظم مین ہو یا نثر مین ایسی نہین بچی جسکا مطالعہ ایک بار اول سے آخر تک نہ کیا ہو یہانتک کہ فسانۂ عجائب

[۱] ابقاءالمنن صفحہ ۱۶

مثنوی میر تقی مثنوی غنیمت یوسف زلیخا سکندر نامہ ابو الفضل توقیعات ستہ نثر ظہوری

بدر چاچ اور تمام دواوین فارسی اور اردو جو مشہور و معروف ہین اُن مین سے ایک کتاب

بھی ایسی نہین جو نظر سے نہ گذری ہو سب کتابون سے بحکم۔ خُذ مَا صَفَا وَدَعْ مَا کَدِرَ

اچھے اچھے فقرے اور جملے یاد رہ گئے "

اس طرح ابتدائی عمر ہی مین کافی استعداد تحصیل علوم کی پیدا ہو گئی۔

تعلیم خط تحریر اور خوشخطی کی تعلیم اُنھون نے کبھی بچون کی طرح کسی کاتب سے نہین پائی اور نہ کبھی اصلاح کسی خوشنویس سے لی۔ انکا خط محض طبعی تھا ابتداءً وہ جلی قلم سے لکھا کرتے تھے اخیر زمانہ مین باریک خفی قلم سے لکھنا شروع کیا تھا۔ زود نویسی تو گویا انکو آبائی ترکہ مین ملی تھی۔ آٹھ ورق کا ایک جزو روزانہ لکھنا اُنکے علمی زندگی کا ایک ممتاز کارنامہ تھا۔ اس سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ جس زمانہ مین وہ منصب حکومت پر فائز تھے۔ اُس زمانہ مین بھی یہی حال تھا بلکہ کثرتِ تالیفات نے گردشِ قلم کو اور بھی سریع السیر بنا دیا تھا۔

اوائل کتب کا درس

اوائل[لہ] عمر مین مختصرات فنون کی تعلیم اپنے برادر اعیانی مولانا سید احمد حسن عرشی مرحوم سے حاصل کی تھی چنانچہ میزان الصرف منشعب تصریف زبدہ مختصر المعانی دو ستہ سبق تہذیب منطق شرح تہذیب بدیع المیزان وغیرہ انھین سے پڑھی تھین۔

لہ بیاض قلمی والا جاہ مرحوم ۱۲

پھر سید احمد علی مرحوم ساکن فرخ آباد (جو اُنکے والد سید علامہ سے خاص ارادت رکھتے تھے) اُنکو اپنے ساتھ اپنے گھر لے گئے۔ چند مہینے فرخ آباد مین اُن کے مکان پر قیام رہا مختلف اوقات مین کافیہ اور شرح جامی۔ مولوی محمد حسین مرحوم شاہجہانپوری سے۔ اور ہدایۃ النحو اور ایساغوجی حکیم اصغر حسین مرحوم بن منشی غلام غوث صاحب مرحوم فرخ آبادی سے پڑھین قطبی مع میر و اُفق المبین و در مختار و مشکوٰۃ المصابیح کا درس دوسرے مشاہیر اہل علم سے لیا مگر جو کچھ بھی پڑھا وہ سب غفلت و بے نیازی کی حالت مین پڑھا۔

اسی اثناء مین مولوی مردان علی صاحب مرحوم سے ملاقات ہوئی اور بعض معتقدین سید علامہ اُن کو طلب علم کی غرض سے کانپور لے گئے یہان بھی تعلیم کا کچھ کچھ شغل جاری رہا فوائد الضیائیہ کا درس یہین کے علماء سے لیا ملا محمد مراد صاحب ساکن بخارا نزیل شہر کانپور سے دو ایک سبق قطبی کے اور مولوی محمد محب اللہ صاحب پانی پتی سے دو ایک سبق شرح جامی سے پڑھے۔ فرخ آباد اور کانپور کے زمانۂ تعلیم کی نسبت وہ متأسفانہ لکھتے ہین کہ [له] از شمۂ جوانی چنانکہ افتد و دانی در سوز و گداز و مہر و وفا و نادانی بسر آمد ؎

بما جز عشق بد خویان نیاموخت	خدا اجرے دہد اُستاد مارا

یہ زمانہ بھی فرخ آباد کی طرح کانپور مین زیادہ تر غفلت اور لہو و لعب مین گذرا ؎

چون کتابے را کہ آید فال بد برہم نہند	نسخۂ عالم کشودیم و بہم بگذاشتیم

تعلیم مین کوئی مزید ترقی نہین ہوئی تاہم ذوق علم جو اُن کے آب و گل مین سرایت

له تقصار جیود الاحرار صفحہ ۲۲۰

گر چکا تھا وہ بلے اثر کیونکر رہ سکتا تھا۔ اور علماء عصر کی صحبت کا رنگ جو اُنکی طبیعت پر
چڑھ چکا تھا وہ کہان جا سکتا تھا یہ اُسی کی تاثیر تھی کہ باوجود کوئی علمی مشغلہ نہ ہونے کے
کانپور و فرخ آباد کی مجالس وعظ مین وہ برابر شریک ہوتے رہے کوئی علمی صحبت اور وعظ
کی مجلس ایسی نہین ہوتی تھی کہ وہ اُنسے خالی رہتی ہو۔

علمی صحبتین چند مجلسون اور علمی صحبتون کا ذکر خود اُنھون نے اپنی تالیفات مین کیا ہے[لہ]
وہ لکھتے ہین کہ مین فرخ آباد مین مولوی مردانعلی صاحب بدایونی سے ملا کانپور مین شیخ
سلامت اللہ صاحب کشفی مولوی عبدالحلیم صاحب لکھنوی مولوی سخاوت علی صاحب جونپوری
مولوی خرّم علی صاحب بلہوری کی مجالس وعظ مین شریک رہا مولوی یحیی علی صاحب
مولوی فیاض علی صاحب عظیم آبادی مولوی فخرالدین صاحب اور شاہ غلام رسول صاحب
کانپوری وغیرہ اساتذۂ علم و فلسفہ و تصوف کی صحبتون سے مستفید ہونے کا اور اُن کے
علمی تذکرون اور باصفا مجلسون سے لطف اندوز ہونے کا مجکو بارہا اتفاق ہوا شاہ صاحب
ہی کے دولت خانہ پر مولوی زین العابدین صاحب الہ آبادی سے بھی شرف ملاقات
حاصل ہوا بریلی مین مولوی محبوب علی صاحب مرادآبادی کا وعظ سُنا اور قنوج مین مولوی
محمد علی صاحب ٹونکی کی مجالس وعظ مین شریک ہوا یہ حضرت مجدد العصر مولانا سید احمد صاحب
بریلوی قدس اللہ سرہ کے خلیفہ اور مولوی حیدر علی صاحب ٹونکی کے چھوٹے بھائی تھے
اور بہت خوش بیان واعظ تھے۔ مولوی ولایت علی صاحب اور مولوی عنایت علی صاحب

لہ ابقاء المنن صفحہ ۱۲ و روض الخضیب صفحہ ۱۶۲

یہ دونون بڑے پایہ کے عالم تھے جب وہ قنوج مین آئے تو والاجاہ سے ملنے کو اُن کے مکان پر تشریف لائے مستورات کو جو اُنکے ہمراہ تھین والاجاہ کی والدۂ محترمہ سے ملنے کے لیے گھر مین بھیجدیا مراجعت کے وقت وہ کہہ گئے کہ "سُنو صاحبزادے تم کتاب بلوغ المرام ضرور پڑھنا" اُسوقت والاجاہ کی عمر بارہ[۱۲] تیرہ[۱۳] برس کی تھی۔ مولانائے ممدوح کا یہ ارشاد ایسا مبارک اور موثر ثابت ہوا کہ اُنھون نے بعد فراغ علم جب کہ وہ ریاست بھوپال مین افسر مدارس تھے بلوغ المرام کی ایک شرح بسیط لکھی جسکا نام مسک الختام ہے اُس کتاب کے چھپنے کی اُجرت[1] مین اُنھون نے اپنا سارا کتب خانۂ سابق فروخت کرکے اُس کا تمام زر قیمت صرف کردیا یہ فقہ حدیث کے سبسے زیادہ مستند اور مقبول عام کتاب ہے اور متعدد مرتبہ چھپ چکی ہے۔ شیخ[2] سعدالدین بن المویہ ہبۃ اللہ بن عبدالرحیم بن سلطان بن ابراہیم انصاری یمنی کی خدمت مین (جن سے حدیدہ مین زمانۂ سفر حجاز مین ملاقات ہو چکی تھی) والاجاہ نے اپنے مولفات مین سے کتاب مسک الختام اور حطہ بطور ہدیہ جب ارسال کین تو شیخ موصوف اُن کو پڑھکر نہایت محظوظ ہوئے اور کتاب مسک الختام کی تعریف مین تراسی[۸۳] بیت کی ایک نظم عربی زبان مین تحریر کی اُسمین والاجاہ کی لطف ملاقات کا دلآویز تذکرہ بھی کیا ہے اُس مین سے چند اشعار جو دستیاب ہوئے یہان نقل کیے جاتے ہین ؎

قد حصلنا علی بلوغ المرام	اذ وصلنا الی بلیغ المرام

[1] ابقاء المنن صفحہ ۱۲ و روض الخضیب صفحہ ۱۶۲ [2] اتحاف النبلاء صفحہ ۱۳۹

واتصلنا ولم یکن ثم فصل	للتدانی ونعمة من مرام
وعشقنا علی السماع قدیما	للحدیث الحسام نجل الکرام
من غدا فاضیا بکل صحیح	مستجاد فی النقض والابرام
لم یکن بالضعیف فی ملحکاه	بل هو الراس ثابت الاقدام
حسن النهج ما به من قبیح	راجح الهدی نحو سبیل السلام
کیف لا وهو نجل من جل قدرا	فی یمان الدنا وشرق وشام
ریثما قال رائد الصحب هذا	موضع الحب فادخلوا بسلام
قد خلنا فانجاب سجف حجاب	مُسْبِلٍ فوق کعبة الاستلام
ورأینا وجها ینور المحیا	منه قد فاق ضوء بدر تمام
وجه شخص مکمل المعنی	قدسی سیدٍ جلیل همام

الی قوله نظم

وسألنا عن سنه فاجابوا	هو فوق العشرین فی الافهام
فرأیناه غیر بدع وجل الله	معطیه افهم الافهام
فهو من شاء اودع السر فیه	وحباه وجاهة فی الانام
مثل هذا المولی الجلیل الجمیل	المولوی المفخم الاعلام
صدر اهل الکمال من شرح	الصدر یشرح علی بلوغ المرام

واتی فیه من بواطن علم — الظاهر المحکم البعید المرام
موضحا غامضات ما قد حوا — مبرزا الاهمال بالاعجام
وعجیب اعرابه باللسان — الفارسی المفید للاعجام
ان هذا من حسن صنع ابی الفتح — المسمی لصدیق فی الاسام
ذاته هیکل لطیف منال — صاغه الله قائم الهندام
کاد لطفا یسیل من حسن خلق — قد غدا فعله کفعل المدام
حفظ الله ذاته وحباه — علم شیبت مع هونه عمر سام
وعلی جده کم صلوة الهی — مع سلام تتری بمر الدوام
وکذا آله الکرام وصحب — ما تغنی الهزار فوق البشام

والاجاہ لکھتے ہین کہ مین نے مولوی ولایت علی صاحب مرحوم کے وعظ و تقریر مین جو حیرت انگیز دلکش تاثیر دیکھی وہ بڑے بڑے واعظین و مذکرین کے وعظ و تقریر مین نہ کبھی دیکھی نہ سنی اُن کی بزم صحبت مین بیٹھکر دل دنیا سے بالکل سرد ہو جاتا تھا اور حب دینی حمیت اسلامی اور حق و صداقت کا ایک جذبۂ صادقہ عمق قلب سے جوش مارنے لگتا تھا شیخ العارفین حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب قدس سرہ بارہا قنوج مین تشریف لاتے اور جامع مسجد مین ٹھہرتے جب تک ان کا قیام وہان رہتا وہ والاجاہ کے مکان پر برابر آتے جاتے رہتے اور اُن سے اور اُن کے برادر کلان مولانا عرشی مرحوم سے بہت محبت کرتے تھے۔

مولانا ممدوح کی ذات اقدس اس دور پسین اور بزم آخرین مین زہد و قناعت و تقدس اور اتباع سُنت اور علوم باطنی مین فرید عصر و وحید روزگار رہتی والاجاہ ہنوز کانپور ہی مین مُقیم تھے کہ قاضی کلّو (جو چھپرامئو کے رہنے والے تھے اور اُن سے تعارف سابقہ رکھتے تھے) وہ اُنکو ترغیب دیکر اپنے ہمراہ دہلی لے گئے یہ ۱۲۶۹ھ ہجری کا واقعہ ہے۔

سفر دہلی دہلی کو نہ صرف مہاراجگان ہند کی راجدھانی اور سلاطین مغلیہ کی دارالسلطنت ہونے کا فخر حاصل رہا ہے بلکہ وہ ہمیشہ اکتشافات علمی اور نشر علوم مذہبی کا جامعۂ کلیہ صناعات وفنون کا بیت الحکمۃ اور معارف سلوک وطریقت اور ارشاد کا مرجع عام رہا ہے اگرچہ پچھلے زمانہ مین طوائف الملوکی اور مسلمانون کی جلد جلد تنزل پذیر حالت نے اُس کو بجائے دارالسلطنت ہونے کے بازیچہ روزگار اور بجائے سرچشمۂ علوم وفنون ہونے کے ماتمکدۂ علم و عمل اور بجائے ادب گاہ صفا ہونے کے دارالفتن بنادیا تھا جسکو ایک مختصر مگر جامع اور مانع الفاظ مین اُجڑا دیار کہہ سکتے ہین پھر بھی اُس کی خاک پاک مین جابجا ایسے طلائی ذرے موجود تھے جو اُسکی مٹی کو اکسیر شفا اور اُس کے در کی جبین سائی کو سرمایۂ سعادت کونین بنائے ہوئے تھے دور دور کے تشنگان علم اور طالبان سلوک شدّ رحال کرکے وہان آتے تھے اور نعمت علم و سلوک سے متمتع اور سیراب ہوکر واپس جاتے تھے والاجاہ جب دہلی پہونچے تو وہان مولوی بشیرالدین صاحب قنوجی بن ناظر کریم الدین مرحوم سے ملاقات ہوئی وہ بہت تپاک سے پیش آئے اور اُن کو اپنے گھر لیجاکر مہمان رکھا اسکے بعد صدرالافاضل جلیل المفاخر مُفتی محمد صدرالدین خان بہادر مرحوم صدرالصدور دہلی

اُن کو مولوی صاحب کے مکان سے اُٹھا کر اپنے گھر پر ہمراہ لے آئے پھر اُن کو نواب مصطفیٰ خان بہادر مرحوم کے دولتخانہ پر ٹھہرایا نواب صاحب کا محل متصل چیلی قبر کے تھا قریباً دو برس تک وہ وہان مقیم رہے نواب صاحب ممدوح عالم فاضل ادیب ماہر اور شاعر شیرین مقال تھے اُردو مین شیفتہ اور فارسی مین حسرتی تخلص کرتے تھے انواع فضائل اخلاق سے متحلّی اور مزّین تھے باوجود امارت و مکنت کے صابر شاکر عابد قانع اور درویش صافی مشرب بزرگ تھے غفر اللہ لہ و برّد اللہ مضجعہ۔

کتب نے یردرس

جب قیام کی جانب سے اطمینان ہوا تو اُنھون نے مستقل طور پر مفتی صاحب سے سلسلۂ درس و تدریس جاری کیا اور کتب آلیہ کو ترتیب وار درساً درساً اُن سے پڑھا مفتی صاحب ہر یکشنبہ کو قطب صاحب جایا کرتے تھے یہ اُن کے ہمرکاب رہا کرتے تھے اور راستہ مین پڑھتے جاتے تھے کتب درسیۂ مذکور کی تفصیل یہ ہے مختصر المعانی آخر تک۔ شرح وقایہ عبادات تک۔ ہدایہ معاملات تک۔ توضیح اصول فقہ اور تلویح مشہور درس تک سلم العلوم کامل مُلا حسن کامل حمد اللہ کامل قاضی مبارک تمام میبذی تمام صدرہ الی مایعم الاجسام شمس بازغہ مُقررہ درس تک میر زاہد ملا جلال الی بحث الدلالۃ میر زاہد شرح مواقف الی بحث الوجود میر زاہد رسالہ الی المذہب المنصور بخاری کے چار پارے قراۃً باقی سماعۃً۔

تفسیر بیضاوی مین سے سورۂ بقر دیوان متنبی قریب نصف مقالۂ اول تحریر اقلیدس تمام

---

۱ القاء المنن صفحہ ۱۳ ۲ بیاض قلمی صفحہ ۵

میر قطبی قطبی تمام شرح عقائد نسفی تمام حاشیہ ملا عبد العلی بحر العلوم بر رسالۂ میر زاہد درس تک
مقامات حریری و مقامات ہندی چند مقالہ سماعۃً شرح مطالع سماعۃً دیوان حماسہ بعض حصہ
سبعہ معلقہ -

دوران تعلیم ہی مین بعض کتابین اور حواشی اُنھون نے اپنے ہاتھ سے نقل کیئے مثلاً
ترجمۂ اُردو ملبہات ابن حجر کی حدیث مین حبل المتین اور اربعین فی اصول الدین مصنفۂ
امام غزالی کو اپنے قلم سے لکھا۔ مختصر المیزان کی ایک شرح مختصر عربی زبان مین خود تحریر
کی ساتھ ہی اس کے شرح تہذیب اور بعض دوسری کتابون کا درس بھی وہ طلبہ کو دیتے
رہتے تھے تالیف کا بھی کسی قدر شغلہ اُسی وقت سے شروع ہو گیا تھا جو علوم اُنھون نے اثنائے
تعلیم مین حاصل کیئے انکی اسناد متصل کا سلسلہ ایک واسطہ سے مولانا شاہ عبد العزیز صاحب
دہلوی رحتک منتہی ہوتا ہے اور اُن سے لیکر یہ سلسلہ مولفین تک پہونچ جاتا ہے. یہ تمام علمی سلسلے
اور دیگر کُل اسانید و حالات مشائخ وغیرہ کے اُنھون نے اپنی کتاب سلسلۃ العسجد مین بالترتیب
نقل کیئے ہین یہ کتاب شائع ہو چکی ہے اسلیئے اس جگہ اُن اسانید اور سلسلون کے تحریر کرنیکی
ضرورت نہین والاجاہ قیام دار السلطنت دہلی مین تقریباً دو برس تک رہا یون تو انسان
کی تعلیم کا زمانہ مہد سے شروع ہوتا ہے اور لحد پر تمام ہوتا ہے لیکن زمانۂ تعلیم مین چند ہی سال
چند ہی ماہ چند ہی روز اور چند ہی لمحے ایسے ہوا کرتے ہین جنکو علمی زندگی کا عطرا در عصارہ
فصل بہار کہنا چاہیے۔ انھین محدود اوقات مین بعض تشنہ جگر طالبان علم کو خوش قسمتی سے
جب اسباب موافق جمع ہو جاتے ہین تو فیضان باری تعالیٰ اور اُس کے نامتناہی فضل وکرم سے

وہ سب کچھ حاصل ہو جاتا ہے جو دوسرون کو بلکہ خود اُنھین کو سالہا سال کی تحصیل علم اور جد وجہد شاقّہ سے بھی حاصل نہین ہوتا۔

قیام دہلی کے ان دو برسون کو بھی اسی زمانہ مین شمار کرنا چاہیے۔ اسلیئے کہ انھین دو برسون مین والاجاہ نے علوم متداولہ کی تعلیم سے فراغت پائی۔

اسی زمانہ مین ان کو اکابر ملت اور اجلۂ ارباب کمال سے ملنے کا اتفاق ہوا عصابۂ محدثین جماعت علمای متفقہین وواعظین اور اصحاب طریقت وسلوک وارشاد کی صحبتون مین رہکر وہ اقتباس انوار باطن اور اکتساب علوم ظاہر اور فنون ادبیّہ کی تکمیل کرتے رہے اور شاہزادون اور امرای ملک وملت کی مجلسون اور محفلون مین رسوخ پیدا کرکے آداب مجالس اور قواعد آئین دربار شاہی سے بھی وہ واقفیت حاصل کرتے رہے۔ اسی زمانہ مین انکو خوش قسمتی سنے بچشم خود سلطنت اسلامیۂ مغلیہ کے آخری جاہ وجلال اور سطوت وجبروت کے دیکھنے کا موقع ملا۔ پھر جن آنکھون سے اُنھون نے دبدبۂ جاہ وجلال اور طنطنۂ شوکت واقبال کو دیکھا تھا انھین آنکھون سے انکو بدبختانہ طور پر سلطنت مغلیہ کی تباہی وبربادی اور ایوان فرمانروائی اسلامیہ کی شکستگی ودرختگی کا دل پاش پاش کرنے والا درد انگیز منظر بھی بہ نگاہ عبرت دیکھنا پڑا ان متضاد واقعات کے مشاہدے سے اور گوناگون حالات پیش آنے سے ان کو بہت سے ایسے تجربے اور عبرتین اور بصیرتین حاصل ہوئین جنھون نے لطائف وافضال رحمانی کے رموز اور قہر وغضب ربّانی کے اسرار وغوامض آشکارا کرکے انکے لیئے علمی جد وجہد کی راہین وسیع اور کشادہ کردین اور ہر طرح کی رفعت دنیوی واُخروی حاصل کرنے کے لیئے اُنکی

حوصلہ مندی کے سامنے فتح و نصرت حق کے دروازے کھولدیئے اسی امر کی طرف اشارہ کرکے وہ لکھتے ہین۔ لَوْلَا السِّنَتَانِ لَهَلَكَ النُّعْمَان

اکابر قوم کی مجلسون مین شرکت

اُن نامور مشاہیر قوم اور ارباب جاہ وحشم کے اسماء گرامی (جن سے اُن کو زمانۂ قیام دہلی مین اتفاق صحبت وملاقات ہوا تھا) اُنھون نے اپنی مختلف کتابون[۵] مین لکھے ہین دار السلطنت دہلی مین قلعۂ معلےٰ کے اندر خاتم السلاطین تیموریۂ ابوظفر محمد سراج الدین بہادر شاہ طاب ثراہ اور اُن کے ولی عہد شاہزادہ مرزا فخر الدین بہادر مرحوم اور دیگر شاہزادگان والا تبار کی بارگاہ شاہی مین باریابی کا شرف حاصل ہوا۔ طبقۂ امرا مین عظیم الدولہ سرفراز الملک نواب محمد مصطفےٰ خان بہادر مظفر جنگ مرحوم و نواب ضیاء الدین خان بہادر مرحوم و نواب امین الدین خان بہادر مرحوم کی بزم صحبت مین ہم جلیس و ندیم رہے۔ طبقۂ حکما اور اطباء مین معتمد الدولہ احترام الملک حکیم احسان اللہ خان بہادر مرحوم وزیر بادشاہ دہلی اور حکیم امام الدین خان مرحوم سے لطف ملاقات رہا۔ طبقۂ علماء اور واعظین مین مولوی مخصوص اللہ صاحب و مولوی کریم اللہ صاحب و حاجی محمد صاحب محدث و مولوی نوازش علی صاحب مہاجر مکہ معظمہ و خواجہ ضیاء الدین صاحب واعظ شاگرد مولوی قطب الدین صاحب مرحوم مترجم مشکواۃ المصابیح و مولوی عبدالخالق صاحب و مولوی حفیظ اللہ صاحب واعظ۔ و مولوی عبدالکریم صاحب و مولوی محبوب علی صاحب و مولوی نصیر الدین صاحب واعظ مسجد جامع کی مجالس علمی مین شریک رہے مولوی سید

[۵] ابقاء المنن صفحہ ۱۳ و روض الخضیب صفحہ ۱۶۳

نذیر حسین صاحب محدث دہلوی مرحوم کو دیکھا مگر اتفاق صحبت کم ہوا۔ طلبۂ مستعدین مین مولوی شیخ فیض الحسن صاحب سہارنپوری ملا نواب[۱] صاحب مقیم مکۂ معظمہ و مولوی ارشاد حسین صاحب رام پوری و مولوی فضل رسول صاحب بدایونی و مولوی ثناء الدین صاحب و مولوی شیخ محمد صاحب تھانوی و مولوی فضل حق صاحب خیرآبادی کے ساتھ ربط وضبط رہا اُن کے بیٹے مولوی عبد الحق صاحب سے جلسۂ دربار قیصری مین دوبارہ ملاقات بمقام دہلی ہوئی خانقاہ میرزا مظہر جانجانان شہید قدس سرہ مین مشائخ عصر شاہ احمد سعید صاحب اور شاہ عبد الغنی صاحب کی بزم خلّت و صفا مین شریک ہوکر لذاتِ روحانی سے متمتع ہوتے رہے طبقۂ شعرا مین نواب نجم الدولہ دبیر الملک میرزا اسد اللہ خان بہادر غالب اور ملک الشعرا خاقانی ہند شیخ ابراہیم ذوق دہلوی اور مولانا امام بخش صہبائی کے بہارستان سخن کے گلہائے معانی سے دل و دماغ معطر کرتے رہے زمانۂ آغاز ملاقات مین والاجاہ ایک بار میرزا غالب مرحوم کے دولتخانہ پر خانۂ بے تکلف سمجھکر بلا اطلاع سابق یکایک پہونچ گئے اُسوقت یاران رنگین طبع کی محفل گرم تھی مرزا صاحب نے اُنکو دیکھکر بے ساختہ یارانہ لہجے مین کہا ع

بیا برادر آورے بھائی

اِسوقت آپ کی کیا دعوت کردن۔ پہلے سے مجکو آپ کے آنیکا علم بھی نہ تھا۔ خیر بیٹھیے مین

[۱] ملا نواب صاحب نے پانچوین جمادی الثانی ۱۲۸۶ ہجری کو ہجرت کی قلمی بیاض صفحہ ۵۲۔ مولویصاحب موصوف کے ساتھ والاجاہ مرحوم کو خاص خصوصیت تھی۔ قیام رامپور کے زمانہ قلیل مین بھی انکے ساتھ مذکرات علمی کی صحبتین گرم رہا کرتی تھین ۱۲

ضیافت طبع کیئے دیتا ہون یہ کہکر مرزا صاحب نے اپنی تازہ غزل سُنائی جو اُنھین دنون مین شاہی دربار کی فرمایش سے لکھی تھی اسکا مطلع یہ ہے ؎

نکتہ چین ہے غم دل اُسکو سنائے نہ بنے	کیا بنے بات جہان بات بنائے نہ بنے

والاجاہ اکثر اوقات کہا کرتے تھے کہ میرزا صاحب کا وہ دل آویز لب ولہجہ اور اُن کے فصیح و بلیغ اشعار کی حسن ترتیب و ادا اور لطایف شعریہ اور جزالت معانی کی تاثیر کچھ ایسی دل مین پیوست ہو گئی ہے کہ جب کبھی اُسکی یاد آجاتی ہے تو دل مین ایک عالم وجد وحال پیدا ہو جاتا ہے اور ہر وقت تازہ بتازہ نو بنو لطف حاصل ہوتا ہے ع

تازہ تر از تازہ ترے می رسد

اللہ اللہ کیا لوگ تھے کیا زمانہ تھا کیسی صحبتین تھین اب نہ وہ لوگ رہے نہ وہ علمی صحبتین رہین نہ وہ باصفا مجلسین باقی رہین۔ خواب وخیال کی طرح اُن کی یاد دلون مین اور اُن کا تذکرہ کتابون مین لکھا رہ گیا۔ والاجاہ ان دلچسپ اور دل مین گدگدی پیدا کرنے والی گذشتہ علمی صحبتون کو یاد کر کے لکھتے ہین "نہ فکرے از نان وجامہ بخاطر آمدے و نہ یاد یار و دیار راہ اندیشہ زدے۔ عمر عمر شباب بود و صحبت۔ صحبت احباب و شغل شغل درس کتاب" ؎

سَقَى اللّٰهُ وَقْتًا كُنْتُ أَخْلُو بِوَجْهِكُمْ	وَثَغْرُ الْهَوَى فِي رَوْضَةِ الْأُنْسِ ضَاحِكُ
أَقَمْنَا زَمَانًا وَالْعُيُونُ قَرِيرَةٌ	وَأَصْبَحْتُ يَوْمًا وَالْجُفُونُ سَوَاكِبُ

تکمیل تعلیم اور فارغ التحصیل ہونیکے بعد دہلی سے اُنھون نے مراجعت وطن کا قصد کیا اور

لـه روض الخفیب صفحہ ۱۶

مفتی صدر الدین خان بہادر سے اسکا تذکرہ کیا۔ مفتی صاحب ممدوح نے بلا طلب ایک سند تکمیل تعلیم کی اپنی مہر اور دستخط اُسپر ثبت کرکے اُن کو عطا کی۔ سند یہ ہے[۵۱] مولوی صدیق حسن صاحب قنوجی ذہن سلیم و قوت حافظہ و فہم درست و مناسبت تام باکتاب و مطالعۂ صحیح و استعداد تمام دارند جملہ کتب معقول رسمیہ از منطق و حکمت و از علم دین اکثر از بخاری و چیزے از تفسیر بیضاوی و معاملات ہدایہ و فقہ و اصول فقہ و عقائد و ادب از فقیر اکتساب نمودند و مستعدانہ فہمیدہ خواندند با وجود بسعادت و رشد و صلاح و نیک نہادی و صفائی طینت و غیرت و اہلیت و شرم و حیا در اقران و اماثل خود ممتاز اند محمد صدر الدین۔

اساتذۂ علم ان کے علاوہ جن اساتذۂ علم سے اُنھون نے سند لی اُن کے نام یہ ہین قاضی شیخ حسین عرب مرحوم بن محسن بن محمد السبعی الانصاری حدیدی۔ شیخ المعمر عبدالحق[۵۲] مرحوم بن فضل اللہ ساکن نیوتنی۔ مولوی محمد یعقوب[۵۳] صاحب مرحوم مہاجر مکہ[۵۴] معظمہ ان سے سنہ ۱۲۸۱ ہجری مین کتب حدیث و قرآن حکیم کی سند لی۔ شیخ یحییٰ بن محمد بن احمد بن حسن الحازمی قاضی عدن ان سے ذی حجہ سنہ ۱۲۹۵ ہجری مین سند لی۔ علامہ سید نعمان خیر الدین آلوسی زادہ مفتی بغداد سے سنہ ۱۲۹۶ ہجری مین سند لی۔ صدر الافاضل مولوی صدر الدین خان مرحوم مفتی دار السلطنت دہلی۔ اور شیخ زین العابدین بن محسن بن محمد السبعی الانصاری حدیدی سے علاوہ سند لینے

۵۱ سلسلۃ العسجد صفحہ ۳۲ ۵۲ ابجد العلوم صفحہ ۹۴۰ ۵۳ شیخ موصوف نے مکۂ معظمہ مین بمقام منے ہاشتم ذی حجہ سنہ ۱۲۶۴ ہجری مین وفات پائی ۱۲ بیاض قلمی صفحہ ۳ ۵۴ مولوی صاحب ممدوح مولانا محمد اسحاق صاحب مہاجر دہلوی رح کے بھائی تھے انھون نے مکۂ معظمہ مین ۲۷ ذیقعدہ سنہ ۱۲۸۳ ہجری کو ۱۱ بجے وفات پائی اور قریب روضہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا مدفون ہوئے رحمہ اللہ تعالےٰ رحمۃً واسعۃً۔

کے صحیح مسلم سنن ترمذی سنن ابن ماجہ سنن نسائی اور دراری المضیہ شرح دررالبہیہ وغیرہ کتب اُنکو پڑھکر سُنائین۔

معاودت وطن

اکیس[۲۱] سال کی عمر مین علوم متداولہ سے فراغت حاصل کرکے دہلی سے اپنے وطن قنوج مین واپس آئے یہان مشکل چند ماہ اُنکا قیام رہا کیونکہ سوائے اُنکے کوئی دوسرا مربی خاندان موجود نہ تھا۔ متعلقین اور عزیزون کی معیشت کا دار و مدار صرف اُن کے قوت بازو پر تھا وجہ کفاف بھی کوئی ایسی موجود نہ تھی جو زندگی کی ضرورتون کے لیئے کافی و وافی ہوتی اس پریشان حالی اور تشمتت بالی کی نسبت وہ لکھتے ہین۔

”نہ یارے کہ درین سراسیمگی جوانمردی نماید و نہ غمگسارے کہ درین افتادگی دستگیری فرماید دریاب ہر کرا بجز دچشم کشودن و دیدہ واکردن بے پدری ربوبیت کند و در خانہ از نام درہم و دینار پشیزے میسر نہ بود۔ واحدے از اقارب ہمدرد دل نباشد و راہے بسوئے کسب قوت لایموت نگشاید۔ و ہنرے کہ آلۂ رزق و زندگانی تواند بود حاصل نبود۔ و بار جملہ خرد و بزرگ خانہ وماند و بود خویش و بیگانہ بر سرش افتد حالت دل آن بیچارہ پراگندہ خاطر چہ خواہد بود؎

نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے	کسے ز بیکسی من نمی برد خبرے

لہ روض الخصیب صفحہ ۱۶۴

روانگی جانب بھوپال

ناچار آیۂ کریمہ فامشوا فی مناکبہا وکلوا من رزقہ پر نظر کرکے تلاش معاش کا خیال پیدا ہوا محلّہ[۵] مین ایک نورباف رہا کرتا تھا جس کا نام محمدی تھا وہ پیشۂ عطاری بھی کیا کرتا تھا اُس سے اسلامی ریاست بھوپال کے حالات سُنکر اور خدا کا نام لیکر تیرہ[۱۳] رجب ۱۲۷۱ھ ہجری مطابق ۱۸۵۵ء کو ۲۳ سال کی عمر مین سامان سفر درست کرکے بھوپال کی طرف چل کھڑے ہوئے پچیس[۲۵] روز قطع منازل مین صرف ہوئے چھبیسوین[۲۶] روز بھوپال پہونچے اور ایک کرایہ کے مکان مین اُترے۔ اس عالم غربت مین نہ کوئی ہمدم و دمساز ساتھ تھا نہ اخوان و ارکان ریاست مین کسی سے تعارف سابقہ تھا کہ وہ رئیسۂ عظمہ نواب سکندر بیگم صاحبہ مرحومہ کے حضور مین (جو اُس وقت مختار ریاست تھین اور تمام ملک محروسہ کی عنان حکومت اُن کے دست اقتدار مین تھی) تقریب کرتا یا نائبان ریاست سے اُن کو لیجا کر ملاتا۔ یا رعایت درمے قدمے قلمے اُنکے ساتھ کرتا مجبوراً اُنھون نے تائید ربانی اور لطیفۂ غیبی پر اعتماد کرکے اپنے ہاتھ سے ایک مختصر عرضداشت اپنے حال پُرملال کی لکھ کر منشی محمد جمال الدین خان صاحب بہادر مدار المہام نائب اول ریاست کی خدمت مین گذرانی شیخ علی عباس صاحب مرحوم چپرا کوٹی وہان اتفاق سے موجود تھے اُنھون نے ہمدردانہ مین اعانت و تائید کی۔ مدار المہام صاحب (جو باوجود کثرت دولت و مکنت اور ایک عالی شان

۵ ابقاء المنن صفحہ ۱۳۱۴۔

مرتبۂ وزارت پر فائز ہونے کے بدرجۂ غایت موحّد خدا پرست علم دوست قدر شناس
فضل و ہنر وسیع الخلق اور خیر محض تھے اُن کی علم پرستی زر بخشی اور گہر پاشی کا سارا شہر
معترف و معرّف تھا اُنکی فیاضی کے افسانے ابتک بھوپال میں آویزۂ گوش ہر خاص و عام
ہین) نہایت محبت و تپاک سے والاجاہ کے ساتھ پیش آئے۔ اور اُسی دن رئیسہ معظمہ کے
سمع مبارک تک من وعن اُنکی سرگذشتِ حال پہونچا دی اور اُن کے صفات ذاتی و اضافی
سے اُن کو مطلع کیا۔

رئیسۂ معظمہ کی خدمتمین باریابی

اُس زمانہ مین مخیم دولت و احتشام باغ فرحت افزا مین تھا رئیسہ معظمہ
وہین رونق افروز تھین اُسی وقت نقیب بھیجکر طلب فرمایا رات کا وقت
تھا محفل اہل دربار و اغیار سے خالی تھی چند خاص الخاص ارکان ریاست شرف اندوز حضور
تھے کہ نقیب نے اُنکے حاضر ہونے کی اطلاع دی۔ رئیسہ معظمہ نے اُن کو شرف باریابی بخشا اور
نہایت عزت اور حسن اخلاق سے پیش آئین مختلف سوالات اور گفتگو کرنے کے بعد بہت مسرور
ہوئین اور مدار المہام صاحب سے فرمایا کہ یہ تو اس قابل تھے کہ مین ان کو اپنے سایۂ عاطفت
یعنی دامادی مین لیتی مگر مجبوری یہ ہے کہ مین ان سے قبل ایک صاحب کو نواب شاہجہان بیگم
سے منسوب کر چکی ہون اور حسب قرار داد صدر (گورنمنٹ آف انڈیا) وہ نامزد ہو چکے ہین
رئیسہ معظمہ کے دل مین اُس وقت جو خطرہ گذرا تھا وہ محض ایک خطرہ نہ تھا بلکہ قدرت کا
ایک الہامی کرشمہ تھا اُن کو یہ کیا خبر تھی کہ گردش لیل و نہار اور مساعدت بخت اتفاق سے

لہ روض الخصیب صفحہ ۱۶۵

سولہ سال کے بعد اُن کی یہ دلی آرزو صورت حال کے لباس مین جلوہ گر ہونے والی ہے
دوسرے روز علی الصباح پھر فرمان طلبی صادر ہوا اور چاشت کے وقت وہ رئیسۂ معظمہ
کی خدمت مین باریاب ہوئے اِس مرتبہ پہلی مرتبہ سے بھی زیادہ التفات اور دلجوئی کا
اظہار فرمایا اور غرۂ رمضان ۱۲۸۵ھ ہجری سے اپنے ملازمان آستانۂ خاص مین تیئس روپیہ
مشاہرہ پر جگہ دی جو خدمت منشی گیری اُن کو تفویض ہوئی وہ ایک نوع کی قرب حضوری
تھی۔چند مہینے وہ اِس خدمت مفوّضہ کو بہ مستعدی تمام انجام دیتے رہے۔ہر جمعہ کو وہ معمولاً
مسجد ابراہیم خان مین وعظ کہا کرتے تھے یہ مشغلہ انکا کم سنی سے جاری تھا۔وہ قنوج مین
امام اور خطیب بھی تھے اور واعظ بھی۔لیکن نہ بطور اُجرت و خدمت بلکہ محض دینی شغف سے
یہ اُنکا معمول تھا۔

ایک روز عزیزون کی یاد اور خیال وطن نے انکے دل کو بیچین کیا عزیز و اقارب کی جدائی
اور معاش کی تنگی پر نظر گئی تو طبیعت کی آشفتگی مین دوچند اضافہ ہو گیا اور تیس روپیہ
مشاہرہ مین گذر اوقات دشوار معلوم ہوئی عاجز آکر یہ ارادہ کیا کہ ترک ملازمت کرکے
بھوپال کو خیرباد کہنا چاہیے مگر خدا کی مشئیت تو کچھ اور ہی تھی جو نقش عظمت اُنھون نے اپنی
حاضر باشی مستعدی اطاعت گزاری اور جانفشانی کا رئیسۂ معظمہ کے دل پر بٹھایا تھا وہ ایسا نہ تھا
جو محو ہو جاتا۔

خدمت میر دبیری

حسن اتفاق سے اسی زمانہ مین ریاست کی میر دبیری خالصہ کی خدمت خالی ہوئی۔

رئیسہ معظمہ نے اولاً چہل روپیہ مشاہرہ وبعد ازان پچاس روپیہ مشاہرہ تنخواہ پر انکا تقرر کیا۔ بست ونہم ربیع الاول ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۸۵۵ء مین ہنگام سفر اندور سرکار سے میر دبیری کا خلعت جسکی مجموعی قیمت ایک سو پندرہ روپیہ تھی عطا ہوا۔ ملازمت کا ابتدائی زمانہ تھا ناتجربہ کاری۔ جو لازمہ نوعمری ہے شامل حال تھی وہ خلعت کوئی چور چرا لے گیا اُسی سال کے آخر مین سابق میر دبیر منشی عبد العلی خان (جو میان سکین مشہور شاعر کے بیٹے تھے) اپنے عہدۂ سابق میر دبیری پر واپس آگئے۔ رئیسہ معظمہ نے اُن کی تقصیرات گذشتہ معاف فرما دین اور والاجاہ کو مسند میر دبیری کی جگہ خالی کرنی پڑی۔

مناظرہ بقول مشہور مصیبت تنہا نہین آیا کرتی اسی زمانہ مین طالب علمی کے اقتضا اور نوجوانی کے جوش مین بعض لوگون کے اصرار سے شیخ علی عباس صاحب مرحوم چریا کوٹی۔ سے مسئلہ قلیان کشی کے باب مین مناظرہ ہوگیا۔ والاجاہ اُسکی اباحت کے اور شیخ موصوف اُس کی کراہت کے قائل تھے بحث نے اسقدر طول کھینچا کہ مناظرہ سے مناقشہ اور مناقشہ سے منافرت کی نوبت پہونچی یہی منافرت خدمت ریاست سے اُنکی معزولی کا سبب ہوئی ؎

محبت لگسلان اے دل کہ چون بگسستہ شد رشتہ
توان پیوند کردا امّا گرہ اندر میان دارد

چنانچہ اس واقعہ کے ذکر مین وہ لکھتے ہین۔

"بے فائدہ بآن یار عزیز طرف شدم ومحسن قدیم را کہ باعث این ملازمت بود درسر

۱؎ بیاض قلمی صفحہ ۲۵۲ روض الخضیب صفحہ ۱۶۶

اسادت آورد دم صحبت باہم گیرا نیفتاد نوبت این ناخوشی بعزل من کشید بکار شدم"

معزولی اور روانگی جانب وطن

ریاست سے سلسلۂ ملازمت منقطع ہو گیا تو وہ یہ کہکر کہ الدُّنیا غَرُوْرٌ وَّ نَجِدْ لَا رَاحَۃَ لِلْمُؤْمِنِ مِنْهَا وَلَا مَجْدُ شانزدہم محرم ۳۰۲ھ مطابق ۱۸۸۵ء کو بھوپال سے بعزم وطن روانہ ہوئے ہیزدہم محرم کو ہوشنگ آباد پہونچے یہان آنا تھا کہ تپ ولرزہ نے انکو ایک بیکس نووارد مسافر پا کر دست تطاول دراز کیا علالت کی وجہ سے دو ایک ہفتہ وہان قیام کرنا پڑا یازدہم صفر ۳۰۲ھ کو وہان سے پھر وہ بھوپال کی طرف پلٹے تاکہ ساگر ہوتے ہوے وطن کی طرف روانہ ہون سیزدہم صفر ۳۰۲ھ کو بھوپال پہونچے۔ ضعف علالت کی وجہ سے اور بخیال رفع تکان دو تین روز مولانا محمد عباس صاحب مرحوم بن شیخ احمد عرب شروانی مولف نفحۃ الیمن کے مکان پر فروکش رہے شانزدہم صفر کو یہان سے روانہ ہو کر بیس صفر کو ساگر پہونچے اور پانچ روز وہان آرام لیکر بست و ششم صفر کو کانپور کی طرف روانہ ہوئے اس سفر مین صرف ایک ملازم ساتھ تھا اور تمام سامان اور زاد راہ کرایہ کے ٹٹو پر لدا ہوا تھا اثناء راہ سے وہ ناہموار ملازم بھاگ گیا بہر حال النصیب یصیب مجبوراً اُن کو ایک حجرۂ مسجد مین قیام کر کے عالم تنہائی اور بیکسی مین کچھ دن بسر کرنا پڑے اور بہت سے مصائب غربت وسفر برداشت کر کے آخر بدقت تمام پانچوین ربیع الاول ۳۰۲ھ ہجری کو کانپور مین وارد ہوئے۔ بعض ہنگامی ضرورتون کی وجہسے چند روز تک اُن کو یہان ٹھہرنا پڑا

شانزدہم ربیع الاول ۱۲۷۳ہجری کو بخیریت تمام قنوج پہونچے ۵

بر رُخ نشستہ گرد ملالت بسے مرا	نبود عجب اگر نہ شناسد کسے مرا

سفر کانپور

چند مہینے وطن مین عزیزون کی صحبت یاران وطن کی ملاقات اور گذشتہ مصیبتون کے غم غلط کرنے مین اطمینان و آرام کے ساتھ بسر ہوئے چونکہ دنیائے ناپائدار مین آرام ہو یا تکلیف کسی کو قرار و قیام نہین ہے ۵

آرام سے ہے کون جہان خراب مین	گل سینہ چاک اور صبا اضطراب مین

اس لیے جب دل کو کسی قدر ان چیزون سے سیری حاصل ہو چکی اور آیندہ کے خیالات اور زندگی کی ضرورتون نے نئے فکری کو تردد سے بدل دیا تو چند روزہ عارضی آرام کی طرف سے دل اُچاٹ ہونے لگا وحشت خاطر نے ہر طرف سے آگھیرا اور آخر کار تلاش معاش نے اُمن کو وطن و عزیزان وطن سے چھڑا کر پھر ایک مرتبہ کانپور پہونچا دیا۔

غدر ۱۸۵۷ء

یہان آئے ہوئے تھوڑے روز گذرے تھے کہ دوازدہم شوال ۱۲۷۳ہجری سے افواج انگریزی کے برگشتگی کی مختلف صدائین ہر گوشۂ ملک سے بلند ہونے لگین غدر کا سمان ہر طرف چھا گیا یہ ایک عجیب عالم آشوب قیامت خیز وقت

تھا جدھر دیکھیے ایک ہنگامۂ شور و شورا در مقاتلۂ عظیم برپا تھا والاجاہ اس حادثۂ رستخیز
کی کیفیت ان لفظون مین لکھتے ہین -

"واقعہ[1] طلبان از ہر سوراخ موش در رنگ جراد منتشر و فتنہ جویان در غارت گری اہل بلدۂ خود غیر مقصر شد آنچہ شد و گردید آنچہ گردید و آنچہ شد - ہمہ بیجا شد - و ہرچہ گردید - ناسزا گردید۔"

یہ حالت شور و شر و فتنہ و فساد کی دیکھ کر اُن کو وطن کی بربادی مستورات کی تنہائی اور اہل وطن کی بے چینی و اضطراب کا خیال آیا اور یہ سوچکر کہ تنہائی اور بیکسی کی موت سے سب کے ساتھ مل کر مرنا اچھا ہے مرگ انبوہ جشنے دارد قربانی وطن کے لئے یاران وطن کو تنہا چھوڑ دینا مروت و انسانیت سے بعید اور اُخوتِ اسلامی کے منافی ہے پانزدہم[15] شوال سنہ ۱۲۷۳ ہجری (۱۸۵۷ع) کو قنوج واپس چلے آئے کچھ دن یہان برائے نام سکون و اطمینان سے بسر ہوئے لیکن یہ حالت زیادہ دنون تک قائم نہین رہی اور نہ رہ سکتی تھی۔ باوجود اسکے کہ قنوج مین ایک متنفس نے بھی حکام ایسٹ انڈیا کمپنی کے خلاف سر نہین اُٹھایا مگر جیسا کہ مشہور ہے کہ آٹے کے ساتھ گھن بھی پس جایا کرتے ہین۔ باشندگان قنوج کو بھی کسی قدر مصائب جنگ کا شکار ہونا پڑا۔ انگریزی فوج کی ایک جھڑپ فرخ آباد کی سپاہ سہ بندی کے ایک دستۂ فوج سے ہوگئی یہ فوج فرخ آباد کے ایک رئیس ناسزا کم اندیش کے حکم سے وہان پڑاؤ ڈالے ہوئے تھی اس معرکۂ جنگ مین تمام رعایائے شہر کے مکانات مسمار اور زراعتین برباد ہوگئین اور انکا تمام اسباب و اثاث البیت

[1] روض الخصیب صفحہ ۱۲۷

سکھون اور پنجابیون کی غارت گری کے نذر ہوگیا دوسرے روز قتل عام کا غلغلہ زور شور سے بلند ہوا اور مارشل لا کے جاری ہونے کی افواہین فرخ آباد سے قنوج اور قنوج سے تمام نواح اور مضافات شہر مین پھیل گئین اور ہر طرف ایک بھاگڑ سی مچگئی سارا گھر تاراج دست ستم ہوگیا۔

ورود بلگرام | والاجاہ کے والد سید علامہ کے معتقدین اور ارادتمندان خاص نے جب یہ حالت دیکھی تو وہ اُن کو اور اُن کی اخوات و والدہ کو اپنے ہمراہ بلگرام مین لے آئے۔ یہ ا نامور مشہور قصبہ ہے جسکو قدیم زمانہ سے دار العلم ہونے کا فخر رہا ہے اور اودھ کے م قصبون مین وہ اول درجہ کا قصبہ شمار کیا جاتا ہے۔ بڑے سے بڑا شہر بھی اُس کی عظم شرف کا مقابلہ نہین کرسکتا۔ یہ شہر قنوج سے دریاے گنگ کے دوسرے کنارہ پر چار پانچ کو کے فاصلہ پر ہے یہان ایک محلہ میدان پورہ ہے اسی مین کرایہ کا مکان لیکر یہ کاروان آ اُتار اگیا چند مہینے تک یہان قیام رہا۔ درحقیقت یہ زمانہ اپنے سلحشوری اور ظلمت وضلا کے لحاظ سے ہندوستان پر نہایت مصیبت خیز اور اندوہناک زمانہ تھا۔ جو ازمنۂ مظلم کی یاد دلا کر دلون کے زخمہاے کہن کو تازہ کردیتا ہے۔ والاجاہ کو کئی مہینہ تک صرف ا سیاہ جامۂ خشن اور نانِ خشک شبینہ پر دقت گزاری کرنا پڑی۔ جب کپڑا پھٹ جاتا اپنے سے سی لیتے جب میلا ہوجاتا خود دریا پر جاکر دھو لاتے متعلقین کا بھی اس سے زیادہ حال نہ تھا ؎

کسے مباد اسیر شکنجۂ افلاس	کہ آدمی بسر دار بہ زِ نا داری

مگر باوجود اس تہیدستی اور فاقہ مستی کے نہ کسی سے کبھی قرض لیا نہ کسی کے سامنے دست سوال پھیلایا۔ اور اپنی حالت بے مائگی پر صابر اور قانع رہے ؎

حرص قانع نیست بیدل ورنہ اسباب جہان		آنچہ ما در کار داریم اکثرے درکار نیست

اسی زمانہ مین ایک روز کا ذکر ہے کہ وہ نہانے اور کپڑے دھونے کے لیے دریا پر گئے کپڑے اُتار کر کنارے پر رکھے اور پانی مین اُتر کر غسل کرنے لگے اتّفاق سے سکھ اور پنجابی پلٹن کے کچھ سپاہی اُدھر سے گذرے چونکہ والاجاہ کا سُرخ وسفید کھلا رنگ تھا۔ سپاہیون کو ان پر انگریز ہونیکا شبہہ گذرا۔ اور اِن سپاہیون نے لپک کر اُن پر بندوق کا فیر کرنا چاہا۔ انکی خوش قسمتی سے ایک دہقان اُدھر آرہا تھا جو چند سال قبل قنوج مین کاشتکاری کرچکا تھا اور وہ وہان کے دیہات کا مکھیا تھا۔ وہ اُن سے اچھی طرح واقف تھا۔ اور یہ ساری کیفیت دور سے دیکھتا چلا آرہا تھا۔ وہ دوڑا اور اُن لوگون سے چلا کر کہا۔ ایسا غضب نہ کرنا یہ تو بڑے حضرت صاحب کے صاحبزادے ہین۔ مین اِن کو برسون سے خوب جانتا پہچانتا ہون۔ جب اِن لوگونکو اُس کے بیان اور گواہی پر کامل وثوق ہوگیا اور انھون نے اپنا اطمینان کرلیا تو وہ سیدھے منھ اُٹھائے ہوئے اپنے راستہ پر چلدیئے والاجاہ نے خدائے ارحم الراحمین کا شکر ادا کیا اور نہا دھو کر گھر واپس آئے۔ اِس حالت کشمکش اور عالم اضطراب مین اُنھون نے ایک قصیدہ عربی زبان مین جناب رحمۃ للعالمین سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت مین لکھا اور اُسکا نام قصیدۃ العنبریہ فی مدح خیر البریۃ رکھا جو حسب ذیل ہے۔

اخترت بين اماكن الغبراء ‏ ‏ دار الكرامة بقعة الزوراء

هل لي مكان فيه اطلب راحتي ‏ ‏ من دونها في البر والدأماء

ما فضلها فوق المواضع كلها ‏ ‏ الا لعرف فاح في الارجاء

قلبي يطير الى طيور مروجها ‏ ‏ والى جوار رياضها الغناء

بابي بلاقعها التي فاقت على ‏ ‏ وادي المقدس مهبط الايحاء

ما لاح في جو السماء بوارق ‏ ‏ الا اوارى النار في احشائي

كيف الوصول الى منازل طيبة ‏ ‏ فيها المفتقر حصول رجاء

لوكان ادنى جذبة نبوية ‏ ‏ لوصلت ثم باسرع الآناء

اني عشقت على اقامة طابة ‏ ‏ فمتى افوز بجنة الدنياء

ليس البلوغ بارضها في قدرتي ‏ ‏ شتان بين الهند والزوراء

كيف الذي يرجو نزول ربوعها ‏ ‏ يثوي بها في بهجة وسراء

ان بات جسمي نازحا عن ارضها ‏ ‏ فالقلب فيها عمدة الوكلاء

ولقد تملت بنفحة انسيمها ‏ ‏ من روضة محفوفة ببهاء

نفسي الفداء لتربة قدسية ‏ ‏ فيها نبي سيد البطحاء

طوبى لها من حيث حل بسوحها ‏ ‏ نور تجلى فوق سبع سماء

فازت بمعراج البراقع ذاته ‏ ‏ هذا العمري اعظم النعماء

لله جذبة واهب الآلاء ‏ ‏ اونها بروية ربه بلغ المنى

لم يلق فى هذا الذهاب كآبة … ولعاد فى آن مع المسرّاء

واتى برضوان وغفران الى … عشاق حضرته اهيل ولاء

ثبتت نبوته وآدم جدنا … قد كان فى اسر الثرى والماء

اوفى امارات النبوة انه … اعيى المصاقع عمدة العرباء

لم يخلق الله القدير عديله … فى رتبة وفضيلة وضياء

هو ركن بيت الله جل جلاله … وعماد هذى القبة الخضراء

يكفيه فى وصف المكانة انه … سبب لتخليق الثرى وسماء

نور الهى تجلى رحمة … حتى انار رحاوس الغبراء

نبراس نادى الانبياء ونورهم … حادى حداة الليلة الظلماء

ماوى الذى اضناهم معيشة … القاه صرف الدهر فى الباساء

اعلى بمرحمة خصاصا سائلا … وافاده عزًّا على الاغناء

روّى صداة الخافقين يمينه … فيه سخاوة ديمة هطلاء

مجلى اله العرش عز مكانه … متنزه عن وصمة الاكفاء

قد ابطل الملل السوابق دينه … ان الضياء لمبطل الظلماء

ماذا يقرّب فى مديحك مادح … عجز الموصف عن بيان ثناء

انت الذى اثنى عليك الله فى … سفر كريم كاشف الاشياء

قد كنت مشتاقا الى لقيائه … متقيد البلا سل الاهواء

حتی لقیت جماله بین الکرے ۔۔۔ وظفرت بالنبراس فی الظلماء

ومثلت مبتهلا لدیه وراجیا ۔۔۔ نیل العنایة عمدة السرّاء

نظر الکریم الی الفقیر عطوفةً ۔۔۔ نظر العطوفة شیمة الکرماء

وحبا المومل ههنا رفاقةً ۔۔۔ شتان فی التعداد والاحصاء

فجعلت اجمع رحمةً من نظرة ۔۔۔ وطفقت اقطف وردة النعماء

ووجدت تعبیر الهدا کاملا ۔۔۔ نیل الامنی من طابة وحراء

وجلت فی کمد عریض مزنوے ۔۔۔ متصرفا بلواعج النوعناء

یلیتنی القیت یوما بلغةً ۔۔۔ ورحلت نحو الحضرة العلیاء

لخرجت عن داری سریعا راجلا ۔۔۔ لوکان شیئاً فی یدی الصفراء

لیس التعجب ان ظفرت برویة ۔۔۔ بعد التمادی وانقطاع رجاء

فالصب احیانا یقوعبونه ۔۔۔ نیل المنی من غادة الدّهناء

والشوق للمشتاق هادٍ موصل ۔۔۔ نحو الرجاء بوسیلة الاهواء

لاعز وان القیت زورةً کهفنا ۔۔۔ حق علی الاٰباء للابناء

یاسیدی یا عروتی وسیلتی ۔۔۔ یا عدّتی فی شدةٍ ورخاء

یامقصدی یا اسوتی ومعاضدی ۔۔۔ وذ ریعتی یا مرصدی مولائی

قد جئت بابك خائفا متر قبا ۔۔۔ متاوها بتنفس الصعداء

شفعت جاهك ضارعا متذللا ۔۔۔ حالی وراءك صارت الضرّاء

ن ضارعا متضرعا

انت المغیث برحمة وكرامة	فی غمّة وغوائلٍ وبلاء
ارحم فقیراً جاء بابك راجیا	انت الضمین بحرمة الفقراء
واحسن الی عبد بجنبك لائذ	اوی الیك مخافة الاعداء
كن انت للمحزون جاراً جُنّةً	من هذه البلوی وذی اللأواء
انجح مرامی یا كریم كرائم	انت القدیر علی نفاد رجائی
اخشی مدافع معشرٍ متجانفٍ	همّوا بقتلی وانقطاع بقائی
مالی وراءك مستغاث فارحمن	یا رحمة للعالمین بكائی
لا ینبغی ردّ العفاة تغافلا	شان الكرام رعایة الغرباء
نهر الذی هو سائل مترقب	انّی یجوز لنخبة العظماء
یا ایها الشمس الرفیع مكانه	ضاءت بنورك ساحة الترباء
المع علیّ عنایة وعطوفة	وانر حنادس مهجتی السوداء
ولك الشفاعة والمكانة فی غدٍ	ولانت اكرم معشر الشفعاء
ورجاء عبدك من جنابك سیدی	نیل الشفاعة زبدة الآلاء
وعظیم رجوی ان تكون مشفعی	فی عفو زلاتی بیوم جزاء
وسواك مالی فی القیامة شافع	انت المخلص لی من الباساء
لازال مدحك باقیا بین الوری	من عبدك المصروف فی الاطراء
اهدی الیك الهنا متواترا	دار الصلوة الزهرة الغرّاء

والی معاشر صحبتک العالمین و	آل الکرام السادۃ الکبراء
ما تہزت الارواح من نفس الصبا	وتنفس الارواح بالاضواء

والاجاہ مرحوم نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار پرُانوار سے
خواب مین مشرف ہونے کا جو ذکر اس نظم مین کیا ہے اس کا واقعہ یہ ہے کہ ماہ رجب
سنہ ۱۲ ہجری مین وقت تہجد قریب صبح صادق جبکہ وہ قنوج مین تھے اُنھون نے خواب مین
دیکھا تھا کہ وہ محلسرا سے اُٹھکر مردانخانہ مین آئے ہین وہان صحن مین چھوٹے چھوٹے
تخت بچھے ہین اور اُن تختون کے نیچے آب صافی کی ایک نہر جاری ہے اور اُن تختون مین
سے ایک تخت پر حضور سرور کائنات روحی فداہ رونق افروز ہین اور آپ کے سامنے
انار ہائے شیرین کا ایک انبار لگا ہوا ہے آپ کے جانب قفا ایک عمارت بوضع حمام
بنی ہوئی ہے اسی اثنا مین کسی نے والاجاہ سے کہا کہ دیکھو نواب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
یہان تشریف فرما ہین یہ سُنتے ہی وہ قریب پہونچے اور ادب کے ساتھ سلام کیا آپ نے
سلام کا جواب دیا یکبیک اُنکی نظر رسول خدا کے روئے مبارک پر پڑی تو تمام سر پر
موئے مشکین نظر آئے جو بنا گوش تک دراز تھے ریش مبارک مدور تھی لیکن نہ طویل
نہ عریض بلکہ بقدر یک قبضہ۔ چہرۂ مبارک چمک رہا تھا قصد کیا کہ آگے بڑھین ناگہان
تخت کے قریب طغیانی آب کی وجہ سے پاؤن پھسل گیا مگر انھون نے اپنے کو سنبھالا اور
تخت کے ایک جانب قبلہ رو ہوکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ادب سے بیٹھ گئے۔
آنحضرت نے مسند سے اُٹھکر کچھ ارشاد فرمایا جس کو وہ پورے طور پہ یاد نہ رکھ سکے مگر اُسکے

جواب مین یہ عرض کیا کہ میرے یہ نصیب کہان تھے کہ مین دیدار پُرانوار سے سعادت اندوز ہوتا ؎

من واین رتبہ ازکجا لیکن	مور پروردۂ سلیمان است

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو انار اُس انبار سے اُٹھا کے اور اُنکے قریب قدم رنجہ فرمایا پھر وہ دو انار عطا فرمائے اُنھون نے جلدی سے اُن انارون کو لے لیا اُس کے بعد کے جو واقعات خواب مین گذرے وہ اُن کو بیدار ہونے کے بعد یاد نہین رہے صرف اتنی بات یاد رہی کہ کسی مکان کے گوشہ سے ایک نرم وحزین آواز سنائی دی اور ایسا معلوم ہوا کہ کوئی شخص چند اشعار مثنوی مولانا روم کے طرز پر پڑھ رہا ہے اُنھون نے وہ اشعار خواب مین یاد کرلئے مگر صبح کو جب سوکر اُٹھے تو وہ سب اشعار فراموش ہوچکے تھے صرف یہ ایک مصرع یاد رہ گیا مطلع

فتنہ گم اندر مدینہ می شود	

جس وقت یہ اشعار خواب مین اُنھون نے سُنے تھے اُس وقت مدینۂ منوّرہ کی پوری شکل اُن کی آنکھون کے سامنے تھی بیداری کے بعد بھی مدینہ کے در و دیوار جو خواب مین نظر آئے تھے وہ بخوبی یاد رہے ۔ والاجاہ کہا کرتے تھے کہ مین نے خواب مین مدینہ کے ایک کوچۂ تنگ کو دیکھا جو بہت پاک وصاف تھا اُس کی دیوارین مٹّی کی بنی ہوئی دور تک چلی گئی تھین کہنگی اور قدامت کے آثار اُسکے تمام اطراف وجوانب مین نمایان تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا گویا اُس مین آبادی کم ہے اور اُس کے تمام گلی کوچے سنسان پڑے ہوئے ہین اسی حالت مین

کسی جانب سے ایک آواز بطرز غزل سُنائی دی مین نے اُدھر کان لگائے اور اشعار یاد کر لیے
مگر آنکھ کُھلنے کے بعد بجز اس ایک مصرع کے کچھ یاد نہ رہا وہ مصرع یہ ہے ع

	نا بدانستیم ضعف بددلی است	

خواب سے بیدار ہونے کے بعد والاجاہ پر صبح تک گریۂ شادی آمیز اور رقت و ذوق
و وجد کا ایک تلاطم برپا رہا اور ایک عجب سرور اور بہ دقلب حاصل ہوا ؎

سحر کرشمۂ وصلش بخواب میدیدم		زہے مراتب خوابے کہ بہ ز بیداری است

والاجاہ نے اس خواب کی تعبیر خود اس طرح بیان کی ہے کہ دو انار دینے سے
حرمین شریفین کے حصول زیارت کی طرف اشارہ ہے اور مصرع اول مین مدینۂ طیبہ کا تمام آفات
و حوادث سے محفوظ و مصئون ہونا پایا جاتا ہے اور اُس کی اقامت کے متعلق اس مصرع مین
ایک نہایت لطیف تلمیح ہے اور دوسرے مصرع سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ زمانۂ فتنہ و فساد مین
ظلمتکدۂ ہند کو چھوڑ کر دار الاسلام حجاز کی طرف ہجرت نہ کرنا اور تہیدستی اور زاد و راحلہ کی
قلت و کمیابی وغیرہ کے عذر ہائے لاطائل کو موانع سفر قرار دینا پست ہمتی اور ضعیف القلبی
کی صریح دلیل ہے۔ یہ بیان کرنے کے بعد اس تعبیر برمحل سے متاثر ہو کر اور شوق زیارت
حرمین محترمین سے بیتاب ہو کر وہ دعا کرتے ہین ؎

از گدایان توام شاہ بفرما مددے		کہ چو مرغان حرم در حرمت جا گیرم

رزقنا اللہ سبحانہ اقامۃً فی بلد رسولہ و شہادۃً فی سبیلہ والاجاہ نے
اس مُبشّرۂ عظمیٰ کو ایک مستقل نظم عربی مین بھی تحریر کیا ہے اس کی نسبت وہ لکھتے ہین

تعبیر ابن بشّرہ فقیر این قصّہ را اصباح رویت برشتۂ نظم کشیدم و با آنکہ سلیقۂ نظم تازی چنانکہ باید نبود اما از برکت دیدار جناب سیّد الابرار آن صعب بول غمہ نتہی وہ ابیات یہ ہیں۔

رایت رسول اللہ فی النوم لیلۃ ۔ وقد کنت مشتاقا الیہ متیّما
فسلمت تسلیما کریما معظّرا ۔ وصادفت رجعا نلت شرفا معظما
وناولنی رمانتین برافتہٖ ۔ واولی نصیبا من عطاء متمّما
وغانٍ تغنّی فی جوانب بقعۃ ۔ بصوتٍ حزین مستبین ترنّما
فطار فوادی من غناہ تاثرا ۔ وسالت دموعی فی ہواہ معمّما
نسیت انا شد المغنی کلہا ۔ سوی المصرعین فی حیالی تقدّما
حفظتہما رؤما النصحی وکیف لا ۔ ہما فی فوادی بارق العشق اضرما
فاحداہما اومت الی امن طیبۃ ۔ واخری بضعف القلب والنفس عبرما
فبالضعف لم یبلغ ترابی بارضہا ۔ نعم جاد شادٍ فی مقالٍ تکلّما
وجدّت بہ شرحا لصدری وہو ۔ وعبرت ذالک النوم خیرا مصمّما
سأتی الی زوار طیبۃ ثاویا ۔ واوی الی بطحاء مکۃ محرما
اقبل حجرا اسود متواضعا ۔ واشرب ماء شافیا کان زم
والقی رحالی فی ربع مدینۃ ۔ وادفن اکراما بقـ

...یہی اور تعمیل حکم ... الثانی نخستہ

لہ بن التنعیم یعنی عام ہونا ۱۲

آغاز حفظ قرآن قیام بلگرام مین بیکاری اور روزافزون ترددات سے تنگ آکر والاجاہ
نے چاہا کہ کوئی ایسا مفید مشغلہ اختیار کیا جائے جس مین بیکار وقت اچھی طرح کٹے اور جس سے
خاطر آشفتہ کو ایک گونہ تسلّی و تشفی حاصل ہوتی رہے یہ خیال کر کے غرّہ رجب ۱۲۷۴ھ ہجری
سے اُنھون نے قرآن مجید حفظ کرنا شروع کیا اور تھوڑے دنون مین چند پارے اُس کے از بر
یاد کر لیے مولوی سیّد محمد بلگرامی مرحوم نے حفظ قرآن کے شروع کرنے کی چند تاریخین لکھین اول
بحفظ کلام اللہ الحلیم دوسری بدو حفظ کلام قدوسی بعد اسکے ختم حفظ کی یہ تاریخین لکھین کلام متقدم
گرفتہ بقصد حفظ کلام اللہ الملیک۔

مُراجعت وطن

قرآن کریم کے اسی دوران حفظ کے زمانہ مین آتش غدر (جو ہندوستان بھر مین سلگ رہی
تھی اور جس کے شعلہائے خانمان سوز آسمان تک بلند ہو رہے تھے) اب فرو ہونے لگی تھی بجھی
چنگاریان اُس کی ادھر اُدھر اُڑتی ہوئی باقی رہ گئی تھین اور غریب الوطن لوگ اپنے اپنے اُجڑے
گھرون کو واپس آنے کا قصد کر رہے تھے اور بعض اُن مین چل کھڑے ہوئے تھے والاجاہ کو بھی
قنوج چھوڑے ہوئے ایک زمانہ گذر گیا تھا شہرون کی تباہی دیکھ کر اپنے گھر کی بربادی یاد آئی

ازاندایہ	یاد آیا مجھے گھر دیکھ کے دشت		دشت کو دیکھ کے گھر یاد آیا	

رفتہ رفتہ اللہ سبحانہ عزیزون کو ساتھ لے کر بلگرام سے قنوج روانہ ہو گئے یہان پہونچنا تھا کہ
اس مُبشّرہ عظمیٰ کو ایک مسکین نے خیر مقدم کیا اور فاتحہ پڑھا ہے ارے ... تہ دل پر اگرد سنگ دی اب نکلے
رعاش نے دردِ دل پر

بیٹھنے کی کوئی صورت نہ تھی چار ناچار وطن کو چھوڑ کر تھیۂ سفر کیا۔

وطن سے روانگی

دہم ذیقعدہ ۱۲۸۵ھ ہجری کو فتح پور ہسوہ اور الہ آباد ہوتے ہوئے تیرہ روز گذرنے کے بعد مرزاپور پہونچے اور اکبر علی[۵] خان سوداگر شاہجہانپوری کے مکان مین مہمان ہوئے خانصاحب موصوف معرفت سابقہ کی وجہ سے بہت خاطرداری اور مہمان نوازی سے پیش آئے اور تواضع اور تکریم کا پورا حق ادا کیا۔

مولوی عبدالرحمن صاحب مہاجر ساکن بھندوئی سے یہین ملاقات ہوئی یہان آئے ہوئے چند ہی روز ہوئے تھے کہ اس اثناء مین خوش قسمتی سے بمفواے سبقت علیہ الکتاب۔

روبکاری فرمان ریاست بھوپال کی جانب سے رئیسۂ معظمہ نواب سکندر بیگم صاحبہ مرحومہ کا فرمان واجب الاذعان انکی طلبی مین صادر ہوا۔

برسات کا موسم تھا زور وشور سے بارش ہو رہی تھی ایسی حالت مین اُن کو تیسری محرم ۱۲۸۵ھ ہجری کو جانب بھوپال روانہ ہونا پڑا۔ گیارہ روز مین ریاست ریوان ہوتے ہوئے محرم کی تیرہ تاریخ کو وہ جبلپور پہونچے اور کمی بارش کے انتظار مین بیس روز مولوی شیخ نصراللہ صاحب لکھنوری کے گھر مہمان رہے مگر بارش کا زور کسی طرح کم نہوا۔

واقعۂ ہائلہ مجبوراً جب انھون نے موسلا دھار پانی مین کسی قسم کی کمی نہ دیکھی اور تعمیل حکم

۵؎ خان صاحب نے پنجشنبہ ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۰۰ھ کو انتقال کیا رحمہ اللہ تعالے۔ ۱۲

سرکاری مین زیادہ تاخیر ہونے کا اندیشہ ہوا تو حَسْبُنَا اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ
کہکر وہان سے روانہ ہوگئے ایک روز کف دست صحرا مین ایک ندی پر سے گذر ہوا جس مین متواتر
بارش کے سبب سے پانی پور آگیا تھا رات کا وقت تھا گرا یہ کا یکہ مع گھوڑے کے اس مین
جا پڑا طغیانی آب کی وجہ سے قریب تھا کہ وہ بھی غوطے کھا کر اس مین ڈوب جائین اتفاق سے
ندی کے وسط مین ایک سنگ گران پڑا ہوا تھا اور اُسکا ایک بڑا حصہ باہر نکلا ہوا تھا جو پانی
کے بہاؤ اور موجون کے تلاطم کا سدراہ تھا وہ اُسکی سطح مرتفع پر چڑھکر بیٹھ رہے اور صبح تک
اسی حالت مین اس پر بیٹھے رہے بارش کا سارا پانی ان کے سر پر سے گذر رہا تھا چنانچہ درد رہ
لکھتے ہین ؎

از برشگال ہند کسے را فراغ نیست	یک خانہ نیست کز گلِ این فصل داغ نیست
ترشد ہرانچہ بود ز اسباب و جامہا	چیزے کہ خشک ماند بجز از دماغ نیست

جب صبح ہوئی اور آفتاب طلوع ہوا راہ گیر ادھر سے اُدھر آنے جانے لگے اُس وقت
اُن کو اس مصیبت جانکاہ سے نجات ملی - کپڑے دھوپ مین خشک کیے سواری ٹھہرائی
اور سوار ہو کر آگے روانہ ہوئے اس طرح بہزار تکلیف و دشواری چوتھی صفر ۱۲۸۵ھ کو
وہ بھوپال پہونچے -

دوبارہ ورود بھوپال

بھوپال پہونچکر مدارالمہام منشی جمال الدین خان بہادر سے ملاقات ہوئی اور اپنی تمام

سرگذشت اُن سے بیان کی وہ مصائب سفر کا حال سُنکر بہت دلگیر ہوئے مگر بھوپال چلے آنے سے اُن کو بہت خوشی ہوئی پھر انھون نے رئیسۂ معظمہ سے جاکر سب حال عرض کیا اور اُنکی حاضری کی اطلاع دی۔

چونکہ حکم طلبی اور عدم حاضری کو زمانہ زیادہ گزر گیا تھا اور اہل غرض اور دراندازون کو اپنے مطلب برآری کا کافی موقع مل گیا تھا اُن کی سعایت کی وجہ سے کوئی بات پیش نہ گئی اور رئیسہ معظمہ نے ملازم رکھنے سے نہ صرف انکار کر دیا بلکہ لوگون کی رخنہ اندازی سے فرمان سرکاری شہر سے چلے جانے کی نسبت صادر ہوا ؎

لن ترانی بجواب ارنی چند دچرا	من نہ آنم بشناس و تو نہ آنی بشنو

روانگی جانب جے پور

قہر درویش بجان درویش۔ والاجاہ نوزدہم ربیع الاول ۱۲۸۵ھ ہجری کو یہ شعر پڑھکر بھوپال سے رخصت ہوئے اور جے پور کی جانب روانہ ہو گئے ؎

ما ز بھوپال گزشتیم تو دل شاد نشین	قفل بر در مزن و خار بہ دیوار مہنہ

اس ناشدنی سوء اتفاق کے نسبت وہ لکھتے ہین۔

الحق ابواب رحمت الٰہی و معرفت کہ درین ابتلاء بر من مفتوح شد ہرگز در روزگار آسودگی ملاحظہ نیفتادہ داند کہ شکر و حمد الٰہی درین معنی در بسیار عمر ادا نتواند کرد بلاشبہہ زمانۂ ابتلاء و مصیبت مین عباد صالحین اور ارباب بصیرت و یقین پر اسرار حکمت الٰہی

اور رموز قدرت کے ایسے عجیب و غریب انکشافات ہوتے ہین جو عامۂ خلائق اور صاحبان دولت وسطوت کو زمانۂ ناز و نعمت مین کبھی نصیب نہین ہو سکتے ؎

تفاوت است میان شنیدن من و تو	تو بستن در و من فتح باب می شنوم

ولہ

غمین مباش طفیلی ز نامرادی بخت	بسا مراد کہ در ضمن نامرادیہاست

ٹونک مین داخلہ اور ملازمت

اثناء سفر مین یازدہم ربیع الثانی ۱۲۵۸ھ ہجری کو اُن کا گذر ریاست ٹونک مین ہوا سید حمید الدین صاحب مرحوم کے مکان پر چند روز مسافرانہ مقیم رہے پھر حضرت مولانا سید احمد صاحب بریلوی قدس اللہ سرہ کے خویش سید اسمعیل صاحب بحکم سید القوم خادمہم اُن کو وہان سے اُٹھا کر اپنے گھر پر لے آئے دو مہینے کچھ دن یہان رکھا نواب وزیر الدولہ امیر الملک محمد وزیر خان بہادر نصرت جنگ مرحوم نے والاجاہ سے ٹونک مین اقامت گزین ہونے پر اصرار کیا۔ اور ساتھ ہی ساتھ پچاس روپیہ ماہانہ مشاہرہ بھی مقرر کر دیا اس تعلق نے اُن کو ٹونک کے قیام پر مجبور کر دیا آٹھ ماہ تک وہ وہان رہے مولوی امام الدین صاحب اور مولوی سراج الدین صاحب مولوی حیدر علی صاحب کے سید محمد زکریا صاحب سے صحبتین گرم رہین وہ بہت کچھ اُنکے ساتھ تواضع و دلجوئی کا برتاؤ کیا کرتے تھے۔ والاجاہ لکھتے ہین کہ ٹونک مین طبقۂ علماء دین سے کوئی ایسا صاحب علم و فضل

لہ سید صاحب موصوف نے یازدہم جمادی الاول ۱۲۷۸ھ ہجری کو بروز جمعہ ریاست اندور مین انتقال کیا اور مقبرہ متصل عیدگاہ اندور مین دفن ہوئے غفر اللہ لہ ۱۲۔

ممتاز آدمی موجود نہ تھا جو قابل ذکر ہو۔ صرف چند سادات پیر کی بستی تھی جو اُنکے ساتھ خاطر و مدارات اور تکریم سے پیش آتے تھے خصوصاً منشی ظہور علی مرحوم جو ایک متین اور جہاندیدہ آدمی تھے اور قدیم سے تعارف رکھتے تھے وہ غایت حسن خلق اور تواضع سے اُنکی مدارات کیا کرتے تھے یہ سب کچھ تھا مگر وہان کی طرز معاشرت کی ناشائستگی اور طریقہ بود و باش کی عام خرابی سے والاجاہ ہمیشہ منغض اور برداشتہ خاطر رہا کرتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ دل مین ترک تعلق کا مصمم ارادہ کر کے نواب وزیر الدولہ بہادر سے چار مہینے کی رخصت کی درخواست کی ہنوز حکم منظوری صادر نہین ہوا تھا کہ یکایک۔

رئیسۂ معظمہ کا دوبارہ ورود فرمان ایک خط مدار المہام منشی جمال الدین خان بہادر نائب اوّل ریاست بھوپال کا اور ایک فرمان طلبی رئیسۂ معظمہ کا پہونچا اس خط کے اور فرمان کے مضمون سے اُن سب خود ساختہ خانہ ساز شکوک اور اوہام کا بھی پورا دفعیہ اور خاتمہ ہو گیا جو بعض افترا پردازون نے رئیسۂ معظمہ کے دل نشین کر دیئے تھے ؎

از طرف چمن نسیم اقبال وزید	وز گلبن امید گل لطف دمید
یعنی کہ ز حسن طالع و بخت سعید	پروانۂ التفات عامش برسید

دو چار روز کے بعد دربار ٹونک سے درخواست رخصت بھی منظور ہو کر آگئی اور وہ بتیسوین تاریخ ماہ ذی الحجہ ۱۲۷۵ہجری کو سرونج ہوتے ہوئے ٹونک سے بھوپال کی جانب روانہ ہو گئے۔

روانگی بھوپال نصف راہ تک حاجی دیوان شمس الدین صاحب کا ساتھ رہا اور اُن کی ذات سے سفر مین بہت آرام ملا دسوین محرم ۱۲۷۶ہجری ۱۸۵۹ء کو وارد بھوپال ہوئے۔

بھوپال مین داخلہ اب بھوپال وہ اگلا سا بھوپال نہ تھا بلکہ قدرت نے والاجاہ
سے عروج و اقبال کے جس قصر عالیشان کی تعمیر شروع کی تھی یہ اُس کا سنگ بنیاد تھا
والاجاہ نے رئیسۂ معظمہ کے حضور مین حاضر ہوکر حسب سر رشتۂ ریاست نذر پیش کی رئیسۂ معظمہ
خندہ پیشانی اور حسن التفات کے ساتھ پیش آئین اور مصارف راہ کے بارے مین حسن مراعات
کا ایما فرمایا۔ گزشتہ واقعات کی نسبت اظہار تاسف و معذرت کیا ؎

تو نظر باز نۂ ورنہ تغافل نگہ است	تو زبان فہم نۂ ورنہ خموشی سخن است

ملازمت ریاست یکم صفر ۱۲۶۶ہجری کو تاریخ نگاری ریاست کی
خدمت اُن کو تفویض کی گئی اور پچہتر روپیہ ماہوار مشاہرہ مقرر ہوا۔ والاجاہ نے
رئیسۂ معظمہ کی شفقت بیش از بیش اپنے حال پر دیکھ کر نواب وزیرالدولہ امیرالملک
محمد وزیر خان نصرت جنگ مرحوم کی خدمت مین ایک عریضہ دربارۂ استعفائے
ملازمت روانہ کیا اور ساتھ ہی اُس کے اپنی جدید مؤلفہ کتاب تحفۂ فقیر ہدیۃً
ارسال کی اُس عریضہ کے مخصوص الفاظ یہ ہین "بعد رسیدن بھوپال چنان
گزارش و التفات جناب نواب سکندر بیگم صاحبہ دام اقبالہا شدم کہ پوزش
وآن درخلاص ازان گنجایش داشتہ باشد از انجا کہ این ریاست سرکار قدیم
این نیازمند ست اما حقوق این آستان فیض نشان بسے بر ذمۂ این ہیچمیرز کس میرس
ثابت است باہمہ شورش و تشویش از دیدار عزیزان وطن ہم بہ محرومی ساخت تا بہ مراجعت
تونک چہ رسد"

مدار المہام منشی جمال الدین خان بہادر نائب اول ریاست بھوپال کی دختر نیک اختر سے نکاح

اسی زمانہ مین مدار المہام صاحب بہادر - جو بہت پہلے سے والاجاہ کی غیر معمولی قابلیت و علم و فضل و موحدانہ خدا پرستی و آزاد منشی اور خاندانی شرافت و عظمت کا صحیح اندازہ اور بارہا تجربہ کرچکے تھے - اُن کی مردم شناسی حق پرستی اور حقیقت بینی کا یہ تقاضا ہوا کہ اُن مین اور والاجاہ مین جو خصوصیات محبت و اتحاد روحانی پہلے سے قائم ہے اُس کو قرابت قریبہ کے ذریعہ سے اور مستحکم کیا جائے اور اُن کے لئے ایک رفیق زندگی پیدا کیجائے ؎

رفیق خوب کمیاب است چون اکسیر در عالم	بدستے ہر کہ اُفتد کیمیا گر می توان گفتن

مدار المہام صاحب بہادر کی دو صاحبزادیاں تھین - رجبی بیگم اور ذکیہ بیگم موخر الذکر صاحبزادی بیوہ تھین اور مدار المہام صاحب بہادر جو ایک اعلیٰ درجہ کے متشرع خدا پرست [illegible] تھے اور احکام مذہبی کے سختی کے ساتھ پابند تھے مُطابق آیۂ کریمہ فانکحوا الایامیٰ منکم [illegible] اُن کے نکاح ثانی کی فکر مین تھے والاجاہ نے انکا ایما پاکر اس مواصلت کو اتباع سنت کا ذریعہ سمجھکر منظور اور پسند کیا ؎

فی الجملہ نسبتے بتو کافی بود مرا	بلبل ہمین کہ قافیۂ گل شود بس است

مدار المہام صاحب نے روز جمعہ پچیس ۲۵ شعبان ۱۲۸۱ھ ہجری کو اپنی دختر نیک اختر کا نکاح ثانی اُن کے ساتھ کردیا اس تقریب سعید مین تمام ارکان و اخوان ریاست و اہالی

و موالی و اعالی و ادانی ریاست شریک تھے مولانا مولوی محمد عبد القیوم صاحب مرحوم
بن مولوی عبد الحی مرحوم نے جو مولوی اسحاق صاحب مرحوم مہاجر مکہ معظمہ کے داماد تھے
موتی مسجد مین خطبۂ نکاح پڑھایا۔ مرزا محمد اسحاق بیگ صاحب اور محمد خان صاحب گواہ تھے
مدار المہام صاحب نے مہر مثل یا جہیز الد مقرر کرنا چاہا تھا مگر والاجاہ نے منظور نہین کیا
آخر کار مہر فاطمی قرار پایا خطبۂ نکاح تمام ہونیکے بعد مدار المہام صاحب نے کھڑے ہوکر نکاح ثانی
کے فضائل اور مخالفان اتباع سُنت سیّد المرسلین کے ذمائم پر ایک فصیح و بلیغ خطبہ دیا۔

مدار المہام منشی جمال الدین خان بہادر مرحوم کے مختصر حالات

یہ منشی وحید الدین مرحوم بن محی الدین بن حسام الدین کے بیٹے تھے سلسلۂ نسب اعلیٰ ان کا
محمد بن ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ پر منتہی ہوتا ہے قدیم وطن اُن کا بوریہ سہارنپور تھا
ملا جلال الدین جدّ شیخ حسام الدین نے سکھون کے مظالم سے تنگ آکر اور ترک وطن کر کے
قصبۂ گوتانہ مین جو شاہجہان آباد کے متصل دہلی کے شمالی جانب تین کوس پر واقع ہے آکر
بود و باش اختیار کی یہان منشی جمال الدین خان مرحوم ۱۲۱۷ھ ہجری مین پیدا ہوئے جب
سن تمیز کو پہونچے تو تحصیل علم کی غرض سے دار السلطنت دہلی مین آئے اور ایک معزز شریف
خاتون کے یہان سے جو اُنکی والدہ سے معرفت سابقہ رکھتی تھین تیس روپیہ ماہوار اُن کا مشاہرہ
مقرر ہو گیا یہان وہ مولوی مملوک علی صاحب مدرّس مدرسۂ انگریزی کے حلقۂ درس مین

داخل ہوگئے اور مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رح کے مجالس وعظ مین شریک ہونا اُنھون
نے اپنے اوپر لازم کر لیا چونکہ عنفوان شباب کا عالم تھا۔ اِس زمانہ مین رفتہ رفتہ اُن کے
مکان پر یاران رنگین کا مجمع رہنے لگا نوجوانی کی ترنگ اور جذبات طبعی کے
جلوہ افروزیونکے سامنے شمع علم کی روشنی ماند پڑنے لگی۔ شطرنج کی ایک بالشت بھر بساط نے
بازیچۂ روزگار کا نقشہ دل سے بھلا دیا شب و روز اسی دلچسپ مشغلے مین سارا وقت گذرنے
لگا۔ اتفاق زمانہ دیکھو کہ اسی دوران سال مین اُس شریف خاتون کا جنکی سرپرستی پر مدار کار
تھا انتقال ہوگیا اور خود بھی بیمار پڑ گئے۔ یاران صحبت نے جب اُن کو مفلوک الحال
اور علیل پایا اور کوئی اپنی دلچسپی کا سامان وہان نہ دیکھا تو اُنھون نے کنارہ کشی اختیار کی
یہ تنہا بے یار و مددگار رہ گئے رباعی

بیگانہ دیکھا ہر اک یگانہ دیکھا	اپنے مطلب کا سب زمانہ دیکھا
جسکو دیکھا غرض غرض کا اپنے	دنیا کا عجیب کارخانہ دیکھا

خوش قسمتی سے مولانا شاہ عبد العزیز صاحب رح نے (جو مجالس وعظ مین منشی جمال الدین خان مرحوم کے بالالتزام
شرکت کی وجہ سے اُن سے بخوبی واقف ہوگئے تھے) جب اُن کو مجالس وعظ مین دفعۃً غیر حاضر
پایا تو اُنکے حالات کے متلاشی ہوئے لوگون سے خبر علالت سُنکر عیادت کے لیے اُنکے گھر پر تشریف لائے
اور ہر طرح سے اُن کی تسلّی و تشفی کرکے اُن کی دستگیری مین کوشش کی۔ شاہ صاحب کے اِس ایثار
اور فیضان صحبت نے اُن پر ایسا اثر ڈالا کہ وہ اُسی وقت سے تائب ہوگئے اور تمام لہو و لعب کو
چھوڑ کر اتباع شریعت اور تحصیل علم کا سلسلہ از سر نو شروع کیا۔ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب رح اور

مولانا شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی رح کے حلقۂ درس مین داخل ہوئے اور مولوی محمد اسحاق صاحب رح اور محمد یعقوب صاحب رح مہاجر مکۂ معظمہ سے تعلیم کی تکمیل کی حکیم مومن خان دہلوی مرحوم اور خاقانی ہند محمد ابراہیم ذوق دہلوی مرحوم اور مولوی امام بخش صاحب صہبائی مرحوم کے بزم شعر وسخن مین شریک رہے۔ علاوہ اُن کے اور جو مشاہیر شعرائے دہلی اور لکھنؤ اُس وقت ہندوستان کے سرمایۂ ناز وافتخار تھے اکثر اُن کے مشاعرون مین اُنکو شرکت کا اتفاق ہوا۔ جب تحصیل علم سے کلیتہً فراغت حاصل ہوئی تو وہ بر سبیل تلاش معاش اندور پہونچے اور صاحب رزیڈنٹ اندور کے آفس مین پندرہ یا بیس روپیہ مشاہرہ پر ملازم ہوگئے ہنوز کچھ زیادہ زمانہ نہین گزرا تھا کہ اُنھون نے ایک شب خواب مین دیکھا کہ وہ ایک بلند دیوار پر کھڑے ہین اور خنزیر ہر طرف سے اُس دیوار پر حملہ آور ہین۔ جب یہ سو کر اُٹھے تو تعبیر کے طور پر معاً یہ خیال اُنکے دل مین جم گیا۔ کہ میری موجودہ ملازمت کو ضرور اس واقعہ سے ایک گونہ تعلق ہے چنانچہ وہ فوراً اپنی خدمتِ مفوضہ سے مستعفی ہوگئے۔ چونکہ رزیڈنسی اندور سے اسلامی ریاست بھوپال کو تعلق تھا اس لیئے اُنھون نے اپنی ملازمت کی جد وجہد کے لیئے اُس کو جولانگاہ قرار دیا اور مولانا شاہ رفیع الدین دہلوی رح کا ایک سفارشی خط مولوی اسلام اللہ خان صاحب کے نام لیکر تیس برس کی عمر مین بھوپال آئے اور اُن کو خط دیا۔ مولوی اسلام اللہ خان صاحب نے اپنی ایک عرضی کے ساتھ اُن کو نواب قدسیہ بیگم صاحبہ مرحومہ کی خدمت مین بھیجدیا وہ عجیب خیالات کی بزرگ خاتون تھین اُنھون نے حُبِّ اسلامی پر حُبُّ الوطنی کو مقدم رکھکر

اور اُن کو غیر مُلکی سمجھکر ملازم رکھنے سے انکار کر دیا یہ وہان سے واپس لوٹ کر مولوی اسلام اللہ خان صاحب کے پاس آئے اور سب واقعات اُنکو کہہ سُنائے مولوی صاحب نے اُن کو اپنی ایک دوسری عرضداشت کے ساتھ رئیسہ مُعظمہؒ نواب سکندر بیگم صاحبہ مرحومہ کے حضور مین بھیجدیا۔ مولوی صاحب موصوف کی عرضداشت مین ایک چُبھتا ہوا بڑا موثر اور معنی خیز یہ فقرہ بھی تھا کہ "وہ یہ ایک ایسی تلوار ہین جو بھوپال سے لندن تک کاٹ کریگی" رئیسہ مُعظمہؒ نے فی الفور اُن کو نوکر رکھ لیا پہلے وہ محض ایک معمولی خدمت پر مامور ہوئے تھے۔ لیکن تھوڑے دنون کے بعد وہ اپنی حُسن مساعی اور اعلیٰ اوصاف کی وجہ سے ۱۲۶۳ھ ہجری مین لالہ خوشوقت رائے کے انتقال کے بعد نائب اول کے منصب جلیلہ پر فائز ہو گئے۔ منجملہ اُن کے کارنامہائے عظیم کے ایک واقعہ یہ ہے کہ اُنھون نے رئیسہ معظمہ خلد نشین کو اُنکے شوہر کے قاتلانہ حملے سے بچانے مین پوری مدد کی اور اس دلی خیر خواہی ورفاقت کے صلہ مین اُنھون نے رئیسہ مُعظمہؒ کے ہمدم و محرم راز ہونے کا مرتبہ حاصل کیا اور تمام اخوان وارکان و اعیان مُلک پر سبقت لے گئے اور اُس منصب عظیم الشان پر پہونچے جو ایک دلسوز و خیر خواہ انسان کا منتہائے آرزو ہو سکتا ہے جس زمانہ مین کہ رئیسہ معظمہ مختار ریاست تھین اور پھر اُس زمانہ مین جبکہ وہ ایک مستقل فرمانروائے ریاست کی شان سے تخت بھوپال پر جلوہ افروز ہوئین دونون زمانون مین اُنھون نے اپنے فرایض کو نہایت حُسن و خوبی اور کوشش اور قابلیت سے انجام دیا۔ یورپین حُکام اور رعایا دونون کو اُن کی دیانت و خیر خواہی پر پورا اعتماد تھا ان کی سب سے بڑی خوش قسمتی یہ تھی کہ اُسوقت کوئی دعوے دار ریاست

اور حریف اُن کا مدّ مقابل نہ تھا وہ رئیسۂ اور ریاست اور عامۂ رعایا کی ترقی کے
بدل خواہان تھے۔ البتہ دورِ ارتقاءِ جدید کی نت نئی ترقیون کو وہ اچھی نظر سے نہین دیکھتے
تھے اور ریاست مین اجرائے ریلوے اور مشینین قائم کرنے کے موافق نہ تھے۔ اُن کی کوشش
اور جانفشانی کی یہ ایک ادنی مثال ہے کہ سیاسی معاملات ریاست کے متعلق باوجود
مشکلاتِ راہ اور ریلوے لائن نہ ہونے کے یکہ وتنہا وہ مہینون سانڈنی پر سوار ہوکر بھوپال
سے اندور اور اندور سے بھوپال آتے جاتے تھے۔ اور صرف آٹھ نو گھنٹہ مین وہ اس مسافت بعید
کو قطع کیا کرتے تھے اسی قسم کے ادائے فرائض کے معاوضہ مین رئیسۂ معظمہ نے ۱۲۶۵ھ ہجری
مین خطاب مدار المہامی وخانی وبہادری سے ممتاز فرمایا تھا اور ایک تمغۂ طلائی عطا کیا
تھا اور اپنا محرم خاص بناکر چونتیس ہزار روپیہ سال کی جاگیر مرحمت فرمائی تھی چھ ہزار روپیہ
سالانہ کی سندِ جاگیر نسلاً بعد نسلٍ اور بطناً بعد بطن ان کو عطا ہوئی تھی دہلی کے دربار
قیصری مین گورنمنٹ انگلشیہ نے بھی اِن کو تمغہ عطا فرمایا تھا۔ زمانۂ جنگ روم وروس مین
چونکہ انھون نے بہت کچھ چندہ دیا تھا اس لیئے اعلیٰ حضرت سلطان المعظم عبدالحمید خان غازی
مرحوم نے تمغۂ مجیدی درجۂ سوم ان کو ارسال فرمایا تھا۔ مدارالمہام صاحب اعتقاداً وعملاً
موحّد متبع سنّت مدبر بیدار مغز اور بڑے راسخ الاعتقاد تھے پولٹیکل قابلیت اور فنون سپہ گری
کے ماہر تھے فن سباحت یعنی تیراکی مین خاص کمال رکھتے تھے۔ کتبِ متبرکۂ مذہبی کی ترویج
مین اُن کو بڑا شغف تھا باوجود اس کے کہ منصب عالیشان وزارت کے سبب سے اُنکے تعلقات
سرتاسر دربار سے وابستہ تھے اور اہلکاران سرکاری سے ہمہ وقت اُن کو واسطہ رہا کرتا تھا

باایں ہمہ اُن کی کوئی صحبت علما، اور طلبہ کے مجمع سے خالی نہین ہوتی تھی - حضرت
شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح کے خاندان سے ان کو خاص ارادت تھی اور اُن کی صحبت مین بہت
سے مدارج علم وعمل طے کیئے تھے - شاہ صاحب کی بہترین تصنیف حجۃ اللہ البالغہ جو دنیاے اسلام
مین فن اسرار شریعت کے لحاظ سے بے نظیر خیال کی جاتی ہے وہ اُنھین کی وسعت فیاضی
اور علم پروری سے پہلے پہل ۱۲۸۶ھ ہجری مین چھپکر شائع ہوئی قطع نظر اس کے کتب دینیات
کو طبع کراکر تقسیم کرنا مدارالمہام صاحب کی زندگی کا ایک دلچسپ مشغلہ اور لازمی جزو تھا -
مگر سب سے بڑھکر جس شے سے اُن کو شیفتگی تھی وہ وعظ ونصیحت اور قرآن حکیم کا ترجمہ تھا
یہ شیفتگی درجۂ عشق تک پہونچگئی تھی - ترجمۂ قرآن کریم کے درس وتدریس کے ذوق مین
ہمیشہ سرشار رہا کرتے تھے انھون نے ایک کتاب فرہنگ قرآن لکھی تھی جس کا نام کوکب دُرّی
رکھا تھا وہ بذات خاص طُلبہ کو ترجمۂ قرآن مجید وکتب حدیث کا درس دیا کرتے تھے -
اور طُلبہ کی تکمیل تعلیم کیلیئے اُنھون نے بیش قرار تنخواہون پر متعدد اساتذۂ علم کو اپنے صرف خاص
سے مُقرر کیا تھا اسطور پر گویا ایک مستقل مدرسہ بطور وقف موتی محل مین جہان وہ خود رہتے
تھے قائم ہوگیا تھا - تمام مصارف تعلیم اور یتیم ولاوارث طُلبہ کا صرف خوراک وپوشاک اپنی
جیب خاص سے ادا کیا کرتے تھے - میرے برادر معظم میر نورالحسن حنان مرحوم کو بھی
مدارالمہام صاحب مرحوم سے شرف تلمذ حاصل تھا اور مین نے بھی چند سبق ترجمۂ قرآن حکیم کے
اپنے نانا مدارالمہام صاحب مرحوم سے پڑھے تھے - ایک مسجد مُملّہ پاترا مین پری گھاٹ پر اپنے

لہ ابقاء المنن صفحہ ۸۸ =

صرف سے تعمیر کی تھی اور خود حاجی صاحبہ کی مسجد مین جو متصل موتی محل تھی پنج وقتہ نماز اول وقت جماعت کے ساتھ دم واپسین تک ادا کرتے رہے۔ جب وہ مسجد مین جاتے تھے تو اپنی نعلین خود اپنے ہاتھ سے اُٹھایا کرتے تھے کبھی اُنھون نے نوکر کو اُٹھانیکی اجازت نہین دی۔ علیا حضرت ہر ہائنس۔ نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ فرمانروائے حال ریاست بھوپال بالقابہا خلد اللہ ملکہا کو جو اُس وقت ولیعہد ریاست تھین بہ نفس نفیس فارسی اور قرآن مجید کا ترجمہ پڑھایا تھا بعد ختم ترجمہ سنہ ۱۲۹۰ ہجری مین جب تقریب نشرہ کا وقت آیا تو خود تاریخ لکھی ؎

سلطان جہان چو خواند اول	قرآن و معانیش دگربار
قرآن بہ حقیقت است جنت	معنیش صبا نمودہ غفار
گلہائے قصص شگفتہ در وے	دل از سر سیر اوست گلزار
تاریخ ز ختم ترجمہ گو	اعداد صبا بجائے خود دار

قرآن مجید کے متعدد تراجم اُردو۔ فارسی۔ ترکی اور پشتو زبان مین کراکر عرب اور عجم مین شائع کرائے سنہ ۱۲۹۴ ہجری مین ترکی ترجمۂ قرآن کی خود تاریخ لکھی ؎

سلطان حمید را خدا داد	تفسیر ز ترجمہ بہ ترکی
اعجاز غریب گفت تاریخ	از طبع بہ شوکت و بزرگی

علاوہ ان اوصاف کے بے نظیر سخاوت و فیاضی اُن کی طینت کا خمیر تھی انکی اپنی کل آمدنی کا حصہ خواہ جاگیر کا ہو یا کسی دوسرے ذریعہ سے حاصل ہوا ہو وہ سب کا سب بھوکون کو

کھلانے ننگون کو پہنانے تہیدست لوگون کی حاجت برلانے بیوہ عورتون کے نکاح ثانی کرانے اور یتیمون کی تعلیم و پرورش اور عمارات و آبادی مسجد مین صرف کردیا کرتے تھے ایک مانی غلہ یعنی چار من[۱] بھوپالی پختہ روزانہ اُن کے مطبخ مین پکتا تھا۔ یتیمون اور طلبہ کی آسایش کا ہر وقت اُن کو خیال رہا کرتا تھا اور اہتمام بلیغ کیا جاتا تھا خصوصاً جب رمضان شریف کا مہینہ آتا تھا تو ان کی خیرات وحسنات مین اور بھی چار چاند لگ جاتے تھے ایک مرتبہ رمضان شریف کا مہینہ تھا افسر حساب اور داروغۂ مطبخ نے آکر اطلاع دی کہ تقسیم طعام غربا، ویتامیٰ کے مصارف اور ملبوسات خیراتی کے لیے تحویل مین فی الحال نقد روپیہ موجود نہین ہے۔ کیا کیا جائے۔ یہ سُننا تھا کہ وہ آشفتہ خاطر ہو کر اور سر پکڑ کر بیٹھ گئے۔ اور کچھ غور و فکر کرنے لگے خدا کی قدرت ع

رزق را روزی رسان پر می دہد

ناگہان ایک سرکاری نقیب (چوبدار) آیا اور اُس نے مبلغ بائیس[۲۲] ہزار روپیہ نقد گن کر اُن کے سامنے رکھ دیئے۔ واقعہ یہ تھا کہ مدار المہام صاحب نے اپنے باغ دلکشا، مین ایک بہت خوبصورت بارہ دری رئیسۂ معظمہ کے عہد حکومت مین تعمیر کرائی تھی۔ اور رئیسۂ معظمہ نے اُس کا صرفہ مبلغ بائیس[۲۲] ہزار اپنے خزانہ عامرہ سے دینا منظور فرماکر تحریری حکم صادر کردیا تھا جس کا نفاذ کسی وجہ سے نہین ہونے پایا تھا۔ وہ حکم لکھا ہوا شامل مثل پڑا رہا حُسن اتفاق سے رئیسۂ عالیہ علیا حضرت نواب شاہجہان بیگم صاحبہ خلد مکان کی نظر ملاحظہ کاغذات کے وقت

[۱] ع ۴ من بھوپالی کے ۴ من ۲ سیر انگریزی ہوتے ہین ۱۲

اِس حکم پر پڑی اور اُسی وقت رئیسۂ عالیہ نے وہ روپیہ چوبدار کے ہاتھ مدار المہام صاحب بہادر کے پاس بھیجدیا مدار المہام صاحب کو جس قدر خوشی اُس وقت ہوئی اُس کا اندازہ کرنا بہت مشکل ہے۔ ہنستے جاتے تھے اور روپیہ کو ہاتھ سے اُچھالتے جاتے تھے۔ فی الفور افسر محکمۂ حساب اور داروغہ مطبخ کو طلب کیا۔ اور اجرائے خیرات کا حکم دیا۔ اور اِس طرح وہ تمام و کمال روپیہ راہ خدا مین صرف کرڈالا۔ اہل شہر مین مذہبی پابندی کا لحاظ اور ریاست مین اتباع سُنّت اور اوامر و نواہی اسلام کا چرچا اوّل اوّل اُنھین کی ذات اقدس سے پھیلا۔ والاجاہ کو اُن کے ساتھ بوجہ بزرگ خاندان ہونے کے اور سب سے بڑھکر اُن کی پاک باطنی تقدس۔ اتباعِ سُنّت۔ اور تقوےٰ شعاری کے سبب سے غایت درجہ کی محبت اور شیفتگی تھی اور حد سے زیادہ اُن کی تعظیم و تکریم کرتے تھے چنانچہ ایک موقع پر وہ لکھتے ہین [۱] اوّل کسیکہ تخم امتثال احکام اسلام درین سرزمین افشاند ذات بابرکات شیخ جمال الدین خان بہادر نائب اول ریاست مدار المہام سیاست است" کوئی شک نہین کہ ریاست بھوپال مین سب سے پہلے اوامر و نواہی ربانی کی تخم ریزی مدار المہام صاحب بہادر مرحوم نے کی۔ اور والاجاہ مرحوم نے اپنی آبیاری اور شگوفہ کاری سے اُس کو جنت الفردوس کا نمونہ بنا دیا۔ مدار المہام صاحب نے اپنے زمانۂ حیات مین دو حج کیے تھے ایک بار زمانۂ غدر ۱۸۵۷ء سے پہلے۔ اس حج مین اُنکی صاحبزادی یعنی میری والدۂ ماجدہ بھی ہمراہ تھین۔ دوسری مرتبہ ۱۲۸۰ ہجری ۱۸۶۳ء مین رئیسۂ معظمہ نواب سکندر بیگم صاحبہ مرحومہ خلد نشین کے ساتھ حج ثانی ادا کیا رئیسۂ معظمہ کی حیات مین اور اُن کی

[۱] خطیرۃ القدس صفحہ ۲۸۶ =

وفات کے بعد رئیسہ عالیہ علیا حضرت نواب شاہجہان بیگم صاحبہ مرحومہ خلد مکان غفر اللہ لہا
بھی ہمیشہ اُن کے ساتھ نہایت تعظیم واحترام کے ساتھ پیش آتی تھین اور مثل اپنے حقیقی والد بزرگوار
سے ہر امر مین اُن کا لحاظ وادب مرعی رکھتی تھین۔ ایک مرتبہ مدار المہام صاحب بیمار ہو گئے اور
زیادہ دنون تک علیل رہے۔ مرض بھی کسی قدر تشویش ناک تھا۔ جب خدا نے اُن کو اُس مرض
سے نجات دی۔ اور اُنھون نے صحیح و تندرست ہو کر غسل صحت کیا تو رئیسہ عالیہ نے اُن کے
غسل صحت کی خوشی مین چار ہزار روپیہ نقد اور غلہ فقرا اور مساکین کو تقسیم فرمایا۔ اور والا جاہ
نے بہت کچھ خیرات کی۔ مدار المہام صاحب مرحوم دینی تقدس کے ساتھ شعر وسخن کا بھی مذاق
رکھتے تھے مولانا صہبائی ذوق دہلوی۔ اور حکیم مومن خانصاحب کی صحبت اور اُن کے
مشاعرون کی شرکت نے اُن کے دل مین بھی سوز وگداز کی ایک لہر پیدا کر دی تھی اُن کے اشعار
کی رنگینی اور طرز ادا سے پایا جاتا ہے کہ وہ کوچۂ شاعری اور عاشقانہ تغزل کے پیچ وخم سے
بھی کسی قدر واقف ہو چکے تھے۔ ملک الشعرا علامۂ ابو الفیض فیضی کی مثنوی نلدمن کو اُن کی
بزم خیال مین ایک خاص حسن قبول حاصل تھا۔ وہ اِس مثنوی کی طرز ادا و ترکیب بندش
اور درد۔ واثر کے دل سے شیدا تھے۔ جب وہ اپنے بے تکلف احباب کے سامنے اُس کے اشعار
پڑھتے تھے تو اُن کا انداز شعر خوانی ایسا ہوتا تھا کہ سامعین اُس سے متاثر اور مسحور و مسرور
ہوئے بغیر نہ رہتے تھے۔ باوجود اِس کے چونکہ ابتدا سے اُنکی طبیعت پر مذہبی تقدس کا رنگ
غالب تھا اس لیئے اُن کی مجلس صحبت مین آزاد طبع شوخ مزاجون کو اپنے مذاق کے موافق
سامان دلچسپی میسّر نہین آسکتا تھا۔ وہ گمنام تخلص کرتے تھے۔ اور کبھی کبھی اتفاقاً سیر کرتے

ہوئے اِس کوچہ شعر و سخن مین بھی نکل آتے تھے۔ اُنکے اشعار جس قدر دستیاب ہوسکے وہ یہ ہین

غزل

بداغِ گلعذارِ من چہ کردی	نزدی آتش بہارِ من چہ کردی
رقیبان را دہی جامِ لبالب	مداوہ اے خمارِ من چہ کردی
نگاہت رشتۂ چاکِ جگرہا	بہ جیب تار تارِ من چہ کردی
ہلالِ چرخ نقشِ نعل گردید	بجا کم شہسوارِ من چہ کردی
غبارم بر دلش شد سرمۂ غیر	بسر خاکت غبارِ من چہ کردی
قرارم بیقراری ہجر وصلم	بہ تمکینت قرارِ من چہ کردی
چنان گمنام در عشق تو مشہور	زعشاقت شمارِ من چہ کردی

دیگر

چہ ماہِ نو مقابل بود شب جائے کہ من بودم	قیامت دست بر دل بود شب جائے کہ من بودم
جبین از چین غضب آگین تبسم زیر لب پنہان	ادا خود نیم بسمل بود شب جائے کہ من بودم
با برو تیغِ عریان و سنان در پنجۂ مژگان	بہر گم طرفہ قاتل بود شب جائے کہ من بودم

علیا حضرت رئیسۂ عالیہ نے ایک وسیع تالاب ۱۲۸۶ھ ہجری مین تعمیر کرایا تھا اُس کی تاریخ حسب ذیل لکھی ؎

بادشاہِ جہان بشاہجہان	تخت و بختِ سکندری چون داد

مُلک بھوپال راشدہ سلطان	فطرتش بود فیض مادرزاد
طرحِ تالاب ریخت سوئے شمال	تا نماند ز العطش فریاد
سال تاریخش جمال الدین	چشمۂ فیض بے بدل بنہاد ۱۲۸۶

قطعۂ تاریخ اُردو کدخدائی نواب سلطان جہان بیگمصاحبہ ولیعہد ریاست دام اقبالہا

نے رقص سرود و سہرہ و دف	کیا خوب ہوا نکاح سلطان
اے شاہجہان یہ کام تم سے	اللہ نے کیا کیا نمایان
کی تم نے اطاعت محمدؐ	جل بھُن گیا صاف اُس سے شیطان
تاریخ ہے اِس کی نیک تاریخ	دوشنبۂ و ماہ عید قربان ۱۲۹۱

سنہ ۱۲۹۳ ہجری مین جب جلالت مآب سلطان مراد خان مرحوم تخت نشین ہوئے تو اُنکے جلوس ہمایونی کی یہ تاریخ لکھی ؎

چو سلطانِ رومی بعز نشست	بجائے پدر خالقش ملک داد
خبر داد ہاتف ز سال جلوس	مراد آمدہ شاہِ ترکی نژاد ۱۲۹۳

یہ عجب حسن اتفاق ہے کہ مدار المہام صاحب بہادر مرحوم کی پیدائش اور نواب قدسیہ بیگم صاحبہ مرحومہ کی ولادت جو رئیسۂ عالیہ کی نانی تھین ایک ہی سال مین ہوئی تھی اور ایک ہی سال اور ماہ مین دونون نے وفات پائی صرف تین دن کا تفاوت ہوا یعنی

چوبیس ۲۴ محرم ۱۲۹۹ ہجری مین نواب قدسیہ بیگم صاحبہ مرحومہ کا انتقال ہوا اور ستائیس ۲۷ محرم ۱۲۹۹ھ کو مدار المہام محمد جمال الدین خان بہادر مرحوم نے شب کے گیارہ بجے رحلت کی رات کو تجہیز و تکفین کا سامان کیا گیا۔ صبح کو موتی محل سے جنازہ اُٹھا چونکہ وہ یتیمون کے والی۔ بیوہ عورتون کے سرپرست۔ غربا و مساکین کے ملجا و ماوا تھے اور بحیثیت وزیر ریاست کے رکن اعظم تھے اس لیئے بچے جوان بوڑھے امیر و غریب عالم و جاہل ہندو مسلمان سپاہی تاجر ارکان و اخوان ریاست ہر طبقہ اور ہر فرقہ کے آدمی جنازہ کے ساتھ تھے۔ بیوہ عورتین سر راہ چیخین مار کر روتی جاتی تھین۔ یتیم بچے نالان و گریان اپنی آستینون سے آنسو پوچھتے اور گرتے پڑتے جنازہ کے ساتھ چلے جاتے تھے۔ ؎

یاد داری کہ وقت زادن تو	ہمہ خندان بدند تو گریان
آنچنان زی کہ بعد مُردن تو	ہمہ گریان بوند تو خندان

آٹھ بجے کے قریب انکا جنازہ باغ دلکشا مین پہونچا۔ اول نماز جنازہ والاجاہ نے ایک جماعت کثیر کے ساتھ پڑھائی۔ لوگ برابر چلے آرہے تھے اور ہجوم کسی طرح کم نہین ہوتا تھا۔ اس لیئے دوسری بار شیخ حسین صاحب عرب مرحوم نے صلوٰۃ المیّت باجماعت ادا کی اسطرح گیارہ مرتبہ نماز جنازہ پڑھی گئی۔ دس بجے دفن سے فراغت ہوئی مبلغ پانچ صد روپیہ نقد والاجاہ نے مساکین اور فقراء کو تقسیم کیئے اہل مدراس وغیرہ نے طریقۂ محدثین کے موافق نماز جنازہ غائبانہ ادا کی۔ مدار المہام صاحب مرحوم نے اپنے عقب مین دو لڑکیان چھوڑین۔ رجبی بیگم صاحبہ مرحومہ۔ اور ذکیہ بیگم صاحبہ مرحومہ سعدیۂ عالیہ نے

مدار المہام صاحب مرحوم کی چھ ہزار سال کی جاگیر جو نسلاً بعد نسلٍ تھی ازراہ حق شناسی و قدیم نوازی اُن کی دونون لڑکیون پر نصف نصف تقسیم کردی۔ والدۂ مرحومہ کے حصہ مین تین ہزار کی جاگیر آئی جسکی جمع بہ پیمایش کمیاسی کی رو سے سات ہزار آٹھ روپیہ بارہ آنہ تھی علاوہ اس کے رئیسۂ عالیہ نے اپنی طبعی فیاضی سے بلا ضرورت سمجھکر مدار المہام صاحب مرحوم کا فیل سواری تین ہزار نوسو روپیہ قیمت دیگر اُن کے ورثا سے خرید لیا اور تین سو روپیہ ماہوار کا صرف مدرسۂ اطفال یتیم کے لیئے منجملۂ سالانہ داران سے ذمۂ ریاست لینا منظور کیا تاکہ اس خیر جاری کا اجر و ثواب اُن کی روح پُر فتوح کو پہونچتا رہے۔ اہل علم اور تاریخ نگارون نے جو مختلف مادّہاے تاریخ مدار المہام صاحب مرحوم کی وفات کے لکھے وہ یہ ہین۔

(۱) رنج و غم یہ مادۂ تاریخ ہے (۲) دوسری تاریخ رفتہ بفردوس برین۔ (۳) تیسری تاریخ۔ باد در جنت عروجش دائما۔ چوتھی تاریخ (۴)۔ بود مہر آسمان علم و دین و عدل و شرع۔ (۵) پانچوین تاریخ۔ منزوی زیر زمین شد آفتاب اوج دین۔ (۶) چھٹی تاریخ محبان و دل بود او محب سنت عدوے بدعت۔ (۷) ساتوین تاریخ۔ داخل خلد شد جمال الدین۔ (۸) آٹھوین تاریخ۔ آخرت محمود۔

زکیہ بیگم صاحبہ مرحومہ کے مختصر حالات

یہ مدار المہام صاحب مرحوم کی چھوٹی صاحبزادی اور میری والدہ معظمہ ہین خدا نے اُن کو ان کے باپ کی طرح موحّد۔ راسخ الاعتقاد۔ دیندار۔ نرم دل۔ اور نہایت فیاض بنایا

تھا اور زیارت حرمین شریفین کا ان کو شرف بخشا تھا۔ وہ سختی کے ساتھ پابند صوم و صلوٰۃ تھین۔ نماز کو بڑے اہتمام کے ساتھ اُس کے اوقات معینہ پر ادا کیا کرتی تھین۔ اُردو زبان کی کتابون کو خواہ وہ کیسی ہی دقیق عبارت مین ہون۔ بہایت صحت و روانی کے ساتھ پڑھتی تھین۔ مرآۃ العروس اور بنات النعش کو (جو شمس العلماء مولانا مولوی نذیر احمد خانصاحب دہلوی مرحوم مغفور کی بہترین مولفات مین سے ہین۔ اور اُن کی زبان آوری اور اُردو تحریر کا ایک دلنشین نمونہ ہین) بہت ہی پسند کرتی تھین۔ مین نے اُن کو یہ کتابین بار ہا پڑھتے اور مستورات کو پڑھکر سُناتے دیکھا ہے فارسی زبان مین اُن کو اچھی مہارت تھی۔ گلستان کی سادہ پر کار عبارت اور اُس کے شگفتہ جملے اور جامع و مانع ضرب المثلین۔ بوستان کے ناصحانہ برجستہ اور دلکش اشعار اُن کی نوک زبان پر تھے۔ بات بات مین وہ بے تکلف گلستان کی ضرب المثلین بول جاتی تھین اس مزاولت کلام نے اُنکو حضرت سعدی شیرازی رح کا نہایت ارادتمند اور پایہ شناس بنا دیا تھا۔ ایک مرتبہ جناب آسبورن صاحب بہادر پولیٹیکل ایجنٹ بھوپال نے والاجاہ کو حضرت سعدی شیرازی کی لائف جو انگریزی زبان مین تھی لا کر دی اُس کے سرنامے پر حضرت سعدی رح کی ایک تصویر زیب عنوان تھی۔ والاجاہ نے وہ کتاب مجکو دی۔ گو مین اُس زمانہ مین بہت کم سن تھا۔ مگر یہ واقعہ مجکو خوب یاد ہے کہ والاجاہ نے مجھسے کہا کہ تم یہ تصویر لیجا کر اپنی والدہ کو دکھاؤ۔ وہ سعدی کی حد سے زیادہ معتقد ہین۔ مین وہ کتاب لیکر والدہ مرحومہ کے پاس آیا۔ اُن کو حضرت سعدی کی تصویر دیکھ کر نہایت مسرت ہوئی۔ بار بار اُس کو دیکھتی تھین۔ اور تمام مستورات کو دکھاتی تھین

اور سعدیؒ کے دلچسپ اور دلنشین اقوال اُن کو سُناتی جاتی تھین۔ تلاوت قرآن کریم کی وہ بچپن سے عادی تھین۔ ترجمہ اُنھون نے سبقاً سبقاً اپنے محترم پدر بزرگوار سے پڑھا تھا یہ تلاوت کا ورد روزانہ وقت صبح اُس وقت تک جاری رہا جب تک کہ مرض الموت کے اشتداد نے اُن کو مجبور نہین کر دیا۔ والاجاہ لکھتے ہین جیسا کہ حدیث مین وارد ہے تنکح المراۃ لاربع لمالھا ولحسبہا ولجمالھا ولدینھا فاظفر بذات الدین تربت یداک یہ چارون وصف انمین جمع تھے لیکن مجکو اُن کے استغناء مال سے خدا نے بے نیاز کر دیا تھا۔ دوسرے مقام پر وہ لکھتے ہین کہ "یہ بڑی خوش نصیب بیوی تھین جب تک وہ زندہ رہین کبھی کوئی تشویش پیش نہین آئی اور اُن کی وفات کے بعد ہی مجھپر رنج واندوہ کا ایک دریا اُمنڈ پڑا[۱]"۔ پچیس ۲۵ رجب سنہ ۱۳۰۱ ہجری کو انکے پائے چپ مین عارضۂ وجع القدم لاحق ہوا۔ اطبار کے مشورے سے جونکین لگائی گئین۔ اُن کے ڈنک پک گئے۔ پھر اچھے نہین ہوئے۔ زخمون کی حالت روز بروز خراب ہوتی گئی یہانتک کہ اسی کرب وتکلیف مین چہار شنبہ کے روز یکم ماہ رمضان سنہ ۱۳۰۱ ہجری کی اول شب مین پچھلی رات کے چار بجے جبکہ نماز صبح کی اذان ہو رہی تھی رحلت کی۔ غفر اللہ لہا قریب وفات کے وہ اپنی بیٹی صفیہ جہان بیگم صاحبہ مرحومہ کے مکان پر اُٹھ آئی تھین یکم رمضان کی صبح کو تابوت موتی مسجد مین لایا گیا۔ والاجاہ نے خود نماز جنازہ سورۂ فاتحہ کے ساتھ پڑھائی۔ گیارہ صفین تھین۔ اور ہر صف مین بچاشی آدمی تھے بعد اُس کے

[۱] ابقاء المنن صفحہ ۴۹=

ایک دوسری نماز باجماعت ہوئی - پھر تابوت باغ دلکشا میں لایا گیا مدارالمہام صاحب مرحوم کے متصل مزار دفن کی گئیں - حفاظ آخر تدفین تک سورہ رعد کی تلاوت کرتے رہے اُنکی عمر تقریباً ساٹھ سال کی ہوئی -

جناب کرنل ولیم کنکیڈ صاحب بہادر پولٹیکل ایجنٹ بھوپال نے یادداشت مورخہ یکم جولائی ۱۸۸۴ء اس مضمون کی ارسال کی - مشفقا والدہ ماجدہ میاں نورالحسن خانصاحب کی علالت کا حال پہلے سے اخلاص مند کو معلوم نہ تھا اس جہان گزران سے اُنکے انتقال کی خبر وحشت اثر دفعتاً سامعہ کوب ہونے سے کمال رنج والم دامنگیر دل اخلاص منزل ہوا اور اس تصور اور خیال سے کہ ایسی عقیلہ اور رفیقۂ قدیمہ اور منتظمۂ امور آسائش خانہ داری و خاندان پروری کی وفات آپکو اور سایۂ شفقت مادری جاتے رہنے سے آپکے صاحبزادگان والاتبار کو صدمۂ عظیم پہونچا - باقتضاے دلسوزی وہمدردی اس غمخوار احباب کو نہایت ہی ملال اور افسوس ہوا - مگر مشیت ایزدی سے محض بے اختیاری اور قضا و قدر سے مجبوری ولاچاری ہے امید ہے کہ آپ اپنے ضمیر منیر کے چشمۂ صفوت آگین کو اس حادثۂ کدورت افزا کے خس وخاشاک سے مصفّا اور ریاض خواطر دریا مقاطر صاحبزادگان سعادت توامان کو آبیاری استمالت سے سرسبز و مطرّا فرمادیں اب اخلاص کار کی یہ دعا ہے کہ خداوند کریم آپ کو اور آپ کے منتسبان و دودمان دولت کو صبر وشکر اور مرحومۂ مغفورہ کو قیام خلد برین عطا فرمائے -

جاے دستخط و مہر محکمۂ ایجنسی

والاجاہ نے بماہ شعبان یعنی اُنکے مرض الموت کے شروع زمانہ مین ایک خواب دیکھا کہ آسمان کے گوشۂ مشرق و مغرب مین ایک بدر کامل نکلا ہے مگر زیادہ بلند نہین تخمیناً ایک نیزہ بلند ہوگا۔ ناگہان وہ چاند آسمان سے زمین پر گر پڑا اِس واقعہ کو بیان کرکے وہ لکھتے ہین کہ بحکم حدیث۔

اَیُّمَا امْرَاَۃٍ مَاتَتْ وَزَوْجُھَا عَنْھَا رَاضٍ دَخَلَتِ الْجَنَّۃَ

یعنی جو عورت وفات پائے ایسی حالت مین کہ اُس کا شوہر اُس سے خوش اور راضی ہے وہ جنّت مین داخل ہوگی۔ مین اُن سے راضی اور خوشنود رہا اور مین نے اپنے جملہ حقوق سے براء ذمّہ کردیا اور جو کچھ اُن سے زلّات و فروگذاشتین ہوئی ہون اُن کو معاف کردیا

غَفَرَ اللّٰہُ لَنَا وَلَھَا وَجَمَعَنَا فِیْ دَارِ کَرَامَۃٍ وَرَحْمَۃٍ

والدۂ مرحومہ نے اپنے بعد جو کچھ مال متروکہ اور اسباب چھوڑا وہ اُنکی اولاد سابق پر جو شوہر اول سے تھی تقسیم کردیا گیا۔ والاجاہ اور ہم دونون بھائی اور ہماری بہن نے والاجاہ کے ارشاد کے مُطابق اُن کے ترکہ مین سے اپنے سہام شرعی مین سے ایک حبہ نہین لیا۔

جناب حافظ سیّد محمد صاحب سُورتی مرحوم نے دو تاریخین وفات کی لکھین۔

(۱) نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَھَا وَجَعَلَ اَوْسَطَ الْفِرْدَوْسِ مَاْوَاھَا

(۲) نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَھَا وَکَانَ بِاَوْسَطِ الْفِرْدَوْسِ نُزُلُھَا

ایک اور صاحب نے قطعۂ ذیل تحریر کیا ؎

رحلت خاتون امیر زمان | داد جہان را الم دل خراش
رفت چو روحش سوئے یزدان پاک | گفت بیا داخل فردوس باش ۱۳۰۱ھ

جناب مولوی سید جمیل احمد صاحب سہسوانی نے دو قطعۂ تاریخ ذیل لکھکر پیش کیے۔

قطعہ

آوخ محلِ اوّلِ نوابِ فلک جاہ | تہنیت گرِ عقبیٰ ز جہان گزران شد
تا کہ شب اول ماہ رمضان بود | چون روح روان از تن رنجور روان شد
ناگہ ز فلک از پئے تاریخ وفاتش | گفتند ملک داخل گلزار جنان شد ۱۳۰۱ھ

دیگر

اولین اہل حضرتِ نواب | چون بہ عقبیٰ گزید مہمانی
سال رحلت ز چرخ عیسیٰ گفت | بود البتہ مریم ثانی ۱۳۰۱ھ

اضافۂ تنخواہ

رئیسۂ معظمہ نے والاجاہ کے عقد نکاح کے بعد دستور العمل ریاست کی ترتیب اور تہذیب کی جدید خدمت اُن کو تفویض کر کے بجائے پچھتر روپیہ کے سو روپیہ ماہانہ مشاہرہ معین فرمایا۔ یہ مشاہرہ رئیسۂ معظمہ کی آخر وفات تک قائم رہا اور نو سال کامل اسی قدیم خدمت تاریخ نگاری و ترتیب و تہذیب دستور العمل پر وہ مامور رہے اس مدت دراز مین کبھی انھون نے زبانی یا تحریری اپنی اضافۂ تنخواہ کی درخواست نہین کی نہ کسی شخص سے طالب سعی ہوئے۔ نہ کبھی

کسی کا احسان قلیل یا کثیر اُٹھایا نہ کبھی کسی حاجت خانگی مین مثل موت وشادی وغیرہ کے ریاست سے یا کسی غیر شخص سے طالب اعانت ہوئے۔ نہ کوئی چیز کسی سے کبھی مستعارہ لی۔ نہ کبھی کسی اہلکار ریاست کی دربارداری کی البتہ باوجود کثرت مشاغل کے تجارت[۱] ومضاربت کا سلسلہ جو عرب کا خاص ترکہ ہے مدت ملازمت تک برابر قائم رکھا حافظ احمد شاہ صاحب مرحوم شریک مضاربت تھے۔ مگر اس مدت مدید[۲] مین کبھی اُن سے اوقات حاضری دفتر[۳] اور احکام سرکاری کی بجاآوری مین دیدہ ودانستہ کوتاہی نہین ہوئی۔ اور نہ کسی ادنی یا بڑے قصور پر جرمانہ یا چشم نمائی کے وہ مستوجب ہوئے حالانکہ رئیسہ معظمہ نہایت تنک مزاج تھین اور امور ریاست مین سختی کے ساتھ اصول سیاست کو عمل مین لاتی تھین باایں ہمہ کبھی اُنھون نے والاجاہ کے ساتھ ناملائم سلوک نہین کیا نہ کبھی سختی اور درشتی سے پیش آئین بلکہ اپنی روش مزاج کے خلاف سر دربار جشن عیدین مین سروقد کھڑے ہوکر تعظیم دیا کرتی تھین۔ اور سلام وکلام مین تقدیم کرتی تھین خصوصاً جب سے وہ قنوج ہوکر مراجعت فرمائے بھوپال ہوئی تھین اور اُن کو والاجاہ کے خاندانی حالات کا علم ہوگیا تھا اُس وقت سے بہت کچھ اُن کو مراعات ملحوظ خاطر رہا کرتی تھی۔ دوران سفر اکبرآباد مین جب وہ بائیس[۲۲] جمادی الثانی ۱۲۸۱ھ ہجری کو چہارشنبہ کے روز قنوج مین رونق افروز ہوئین تو اس وقت والاجاہ نے قبول ضیافت کی درخواست کی

[۱] بیاض قلمی۔ [۲] ابقاء المنن صفحہ ۴۴ وروض الخضیب صفحہ ۱۷۰ [۳] اس واقعہ کے ایک سال قبل والاجاہ کا عقد نکاح مدارالمہام منشی جمال الدین خان بہادر کی دختر نیک اختر سے ہوچکا تھا ۱۲۔

رئیسہ معظمہ نے بخوشی خاطر اُن کی درخواست منظور کی منشائے سرکاری کے مطابق
تمام خوانہائے طعام ضیافت فرودگاہ رئیسہ معظمہؒ پر بھیجدیئے گئے مدارالمہام منشی
محمد جمال الدین خان بہادر مرحوم منشی عبدالحی صاحب مرحوم منشی حسین خان مرحوم
مسٹر مورلیس آنجہانی منشی دریاؤ سنگھ آنجہانی - میان سراج الدین مرحوم حافظ محمد خان
مرحوم کے بھائی - مولوی عبدالجبار صاحب مرحوم اور میان محمد اسحاق صاحب مرحوم
و میان محمد یعقوب صاحب مرحوم (یہ دونون آخرالذکر مدارالمہام صاحب بہادر کے
نواسے اور میرے دونون اخیافی بھائی تھے) رئیسہ معظمہؒ کے سربرآوردہ ممبران اسٹاف مین
شامل اور شریک دعوت تھے -

رئیسہ معظمہ[۱] نے والاجاہ کی والدۂ محترمہ اور اُن کی اخوات کو بطور نذر چار تھان اشرفی
جے پوری کے اور پانچ روپیہ نقد عطا فرمائے - اور مدارالمہام صاحب بہادر نے پانچ اشرفیان
مرحمت کین - اور والاجاہ کو چار تھان اشرفی اور پانچ روپیہ رئیسہ معظمہؒ نے عنایت فرمائے
اُس وقت سے رئیسہ معظمہ نے والاجاہ کے ساتھ آخر عمر تک طریقۂ احترام بدستور قائم رکھا -
چنانچہ پانچوین ربیع الاول ۱۲۷۹ھ ہجری کو ختم تعمیر جدید موتی مسجد کے شکریہ مین (جو
جامع مسجد دہلی کے طرز پر ایک نہایت خوبصورت اور شاندار مسجد ہے اور رئیسہ معظمہ
کے عہد حکومت کی ایک اسلامی عالیشان یادگار ہے) جب جشن ترتیب دیا تو مثل
دوسرے معززارکان واخوان ریاست کے جو اعلی طبقہ مین شمار کیئے جاتے تھے - والاجاہ

[۱] بیاض قلمی والاجاہ مرحوم صفحہ ۱۸ ۱۲

کو بھی ہفت پارچہ کا خلعت مرحمت فرمایا[۱]۔

والاجاہ کی والدۂ محترمہ اور اخوات کا ورود بھوپال

والاجاہ نے عقد نکاح کے چند سال بعد بھوپال مین مستقل قیام اختیار کر لیا۔ اور اپنی والدۂ محترمہ۔ اور بہنون کو مع اُن کے شوہرون کے قنوج سے اپنے پاس بلا لیا۔ مگر یہ یکجائی کچھ سازگار نہ ہوئی۔ اور بہت جلد جمعیت خاطر مفارقت دائمی سے مبدّل ہو گئی بھوپال پہونچے ہوئے ابھی صرف چھ مہینے گذرے تھے کہ چوبیس[۲۴] محرم [۸۵] ۱۲ہجری کو دوشنبہ کے روز وقت یک پاس شب اُن کی والدۂ محترمہ نے دُنیائے فانی کو الوداع کہی۔ والاجاہ نے غسل اور تکفین کے بعد اپنی شفیق محترم ماں کی پیشانی پر بوسہ دیا اور رَضِیْنَا بِقَضَاءِ اللّٰہ کہکر اُن کو سپرد خاک کیا۔ مدارالمہام صاحب مرحوم کے باغ دلکشا کے متصل مدفون ہوئین نور اللہ مرقدھا اِسی ششماہی کے اندر بڑی بہن اور منجھلی بہن دونون یکے بعد دیگرے چل بسین اِس حادثۂ اندوہ ناک مین رئیسۂ معظمہ نے بہت کچھ اظہار دلجوئی اور ہمدردی فرمایا اور مبلغ چھ سو پندرہ روپیہ کی قیمتی پوشاک[۲] برسم تعزیت عطا فرمائی۔ والاجاہ نے اپنے والدین بھائی اور اخوات کی جانب سے طریقۂ حنفی[۳] کے مطابق حج بدل کرایا اور ایک مسجد اور

---

[۱] خلعت کی تفصیل یہ ہے کلاہ کامدانی بوٹہ طلائی پارچہ پوشاک کامدانی گون چوخانہ رنگ نافرمان مشروع گجرہ سفید مندیل نارسی طلائی نودھاری سپیکر رنگ نافرملی طلائی رومال دستی سفید [۲] بیاض قلمی صفحہ ۴ [۳] ابقاء المنن صفحہ ۱۵

مہمانسرائے مع چاہ اپنی والدۂ مرحومہ کی جانب سے بھوپال مین تعمیر کرائی یہ مسجد متصل نورمحل اصطبل کے محاذ مین واقع ہے اور مہمانسرائے موضع چوکہ مین واقع ہے جو ریاست کا ایک مشہور موضع ہے۔

رئیسہ معظمہ کی وفات

والاجاہ کو کیا خبر تھی کہ اس سانحۂ عظیم کے چند ہی روز کے بعد اور اس قدر جلد مشیئت ایزدی کا زبردست ہاتھ تاریخ ریاست بھوپال کا ورق اُلٹنے والا ہے اور نظام حکومت مین ایک نیا دور انقلاب شروع ہونیوالا ہے ع

ایکبار اور یہ دُنیا بھی پلٹا لیگی

رئیسۂ معظمہ نواب سکندر بیگم صاحبہ خلد نشین نے کچھ دنون علیل رہ کر تیرہ ۱۳ رجب ۱۲۸۵ہجری ۱۸۶۸ع کو عالم جاودانی کی طرف رحلت فرمائی اور خلد نشین کے لقب سے ملقب ہوئین

غفر اللہ لہا و برد مضجعہا

عہد حکومت رئیسۂ عالیہ خلد مکان

علیاحضرت نواب شاہجہان بیگم صاحبہ نے یکم شعبان ۱۲۸۵ہجری مطابق سولہ ۱۶ نومبر ۱۸۶۸ع کو جاہ و جلال کے ساتھ تخت فرمانروائی پر جلوس فرمایا ؎

حکمت محض است اگر لطف جہان آفرین | خاص کند بندۂ مصلحتِ عام را

شخصی سلطنتون اور حکومتون مین (جہان تمام رعایا اور باشندگان ملک کی قسمتین ایک ذات واحد کے دست اقتدار مین ہوتی ہین) انقلاب حکومت کوئی معمولی چیز نہین ہے جب تک جدید حکومت پر کچھ زمانہ گذر نہ لے اور لوگ جدید طرز فرمانروائی کے عادی نہوجائین

رعایا کے دن نہایت بےچینی اضطراب قلق اور بیم و رجا کی حالت مین گزرا کرتے ہین
سرکار خلد نشین مدبّر منتظم اور بڑے جلال و جبروت کی رئیسہ تھین - اصول قواعد
سیاست اُن کے نظام حکومت کے غالب عناصر تھے - وہ اپنے زمانہ کے حکمرانان ملکی مین
خاص امتیاز و عظمت کی نظر سے دیکھی جاتی تھین - اُن کی انتظامی قابلیت - اور ملکی
سیاست حکّام اور رعایا دونون مین ابتک ضرب المثل ہے - اصل یہ ہے کہ وہ زمانہ بھی
اسی قسم کے نظام و آئین کو چاہتا تھا - لیکن جس وقت رئیسہ عالیہ تخت حکومت پر متمکن ہوئین
اُس وقت ہندوستان کا رنگ بہت کچھ بدل چکا تھا - ہنگامۂ غدر کی فتنہ انگیز طبیعتین
صبر و سکون اور امن و صلح کے گہوارے مین آرام کر رہی تھین اور وہ خون ریز تلوارین
جو ہر وقت عریان رہا کرتی تھین اب نیام مین پڑے پڑے طعمۂ مورچہ و زنگار ہو رہی
تھین - شورش امن سے - مردانہ جد و جہد خستگی سے اور اولوالعزمی پست ہمتی سے مبدل ہو کر
نیا جنم لے چکی تھی - اگلی سی فراغتین مفقود - اور علمی و عملی قابلیتین بہت کچھ معدوم ہو چکی تھین
پہلے اگر سیاست رُعب اور زور و اقتدار کی حاجت تھی - تو اب آسایش اطمینان اور
علم و ہنر پروری و حوصلہ افزائی کی ضرورت تھی - اقتضاے وقت کے مناسب رئیسہ عالیہ
بد فطرت سے اپنے ساتھ ایسی طبیعت لائی تھین جو سراپا رحم و کرم جود و سخا امن و صلاح
علمی قدر دانی و قدر افزائی کی مجسّم اور زندہ تصویر تھی - باشندگان ملک بھی انکی طینت
و عادت سے ناواقف محض نہ تھے اس لیے اُن کو زیادہ دنون تک انتظار کا ذائقہ اضطراری
چکھنا اور اُس کا خمیازہ اُٹھانا نہین پڑا اور اُنھون نے نہایت کشادہ دلی اور فراخ حوصلگی

کے ساتھ اِس دَورِ جدید اور عہدِ زرّین کا خیر مقدم کیا۔ والا جاہ مُدّت دراز سے حرمین شریفین کی زیارت کے اشتیاق مین مضطر و بیتاب رہا کرتے تھے اِنھون نے اسوقت کو غنیمت یارہ جانکر ادائے فریضۂ حج کے لیئے ایک درخواست لکھکر رئیسۂ عالیہ کے حضور مین پیش کردی اِس سے قبل بھی وہ سرکار خلد نشین کے آخری عہد مین درخواست رخصت پیش کرچکے تھے مگر بخت و اتفاق سے اُسی زمانہ مین خلد نشین کو مرض الموت عارض ہوا اور والا جاہ کے دل کی آرزو دل ہی مین رہ گئی ہر چند خلد نشین زرِ نقد سے والا جاہ کی اعانت کرنا چاہتی تھین اور بار بار اصرار فرماتی تھین۔ مگر والا جاہ یہ کہکر ٹال دیا کرتے تھے کہ جب خدا کے فضل سے آپ غسل صحت فرمائینگی اُس وقت مین حج کو جاؤنگا۔ چونکہ خدائے قدوس کے نزدیک یہ وقت مُقدّر ہو چکا تھا اس لیئے اُن کی درخواست منظور ہو گئی اور ساتھ ہی اُس کے رئیسۂ عالیہ نے ثیاب فاخرہ اور اشیائے گرانبہا کے چند صندوق امانتاً اُنکو تفویض فرمائے تاکہ وہ مکّۂ معظّمہ مین پہونچکر فقراء و مساکین حرم کو خیرات کردین۔

سفر حجاز

وہ پہلے سے تیار بیٹھے تھے رُخصت ملتے ہی ستائیس شعبان ۱۳۰۸ھ ہجری روز یکشنبہ کو بعد نماز ظہر تمام عزیزون اور دوستون کو خدا حافظ کہکر بھوپال سے روانہ ہو گئے۔ آٹھ روز کے بعد قطع منازل کرکے

[1] رحلۃ الصدیق الی بیت العتیق صفحہ ۸۷

بمبئی پہونچے۔

بارہ روز یہان ٹھہر کر بقیہ سامان سفر حجاز کا بندوبست کیا۔ نہم رمضان شریف سنہ ۱۲۸۵ ہجری کو پنجشنبہ کے دن قبل نماز عصر قیامگاہ سے روانہ ہوکر جہاز پر جس کا نام فتح سلطان تھا سوار ہو گئے۔ اُس پر قریباً تین سو مسافر تھے پہلا روز نہایت سکون اور آرام سے گزرا کسی قسم کا تغیر نہین ہوا۔ تخمیناً ساٹھ منزل تک یکسان حالت رہی اُسکے بعد دفعتہً ہوا رُک گئی اور جہاز ٹھہر گیا تین روز تک دریا ساکن رہا۔ خدا خدا کرکے چوتھے روز بارھوین رمضان شریف کو ہوا چلنا شروع ہوئی۔ عازمان حجاز کی جان مین جان آئی۔ جہاز نے لنگر اُٹھایا مگر ساتھ ہی اس کے سمندری مرض شروع ہوا۔ اور دوران سر اور غثیان کی شکایت پیدا ہوئی جو تین دن تک قائم رہی چوتھے روز طبیعت بحال ہونا شروع ہوئی پھر تو وقت بہت لطف کے ساتھ گزرنے لگا اور حضرات صوفیہ کی اصطلاح کے مطابق جہاز پر سفر در وطن کا مزہ ملنے لگا۔ کتاب صارم مکی اُنھون نے اپنے ہاتھ سے جہاز پر لکھی۔ چونکہ روزانہ وضو اور غسل سمندر کے پانی سے کرنا پڑتا تھا اُس کی شوریت سے منخرین پر کچھ دانے نکل آئے اور اُن کی تکلیف سے بخار آگیا سترہ رمضان شریف کو جہاز عدن پہونچا باوجود ناموافقت ہوا اور طبیعت کے ناساز ہونیکے نقل وکتابت کا شغل جہاز پر بھی جاری رہا عدن

۵۱ اسوقت تک بھوپال مین ریل نہ تھی اسلیے منازل ذیل اُن کو طے کرنا پڑین سکندرآباد پانچ کوس چھپل تھون دس کوس نیا پورہ پانچ کوس چھیپانیر آٹھ کوس سوشہن کھیرٹی چھ کوس موندلا آٹھ کوس ہرشود آٹھ کوس ہیرٹہ سات کوس بمبئی براہ ریلوے لائن۔ کرایہ را بہ ہیرٹہ تک ۵ منزل سے کرایہ ریل ہیرٹہ سے بمبئی تک فی کس درجہ اوسط کرایہ سامان فی من دو من ۱۶ ثار مبلغ کرایہ اسٹیشن سے مکان قیامگاہ تک ہشت آنہ مکان سے جہاز تک دو روپیہ ۸ کرایہ جہاز = ۵۲ ابقاء المنن صفحہ ۵۰ =

سے جہاز نے ما یحتاج لیکر پھر لنگر اُٹھایا۔

حدیدہ مین داخلہ

پورے دسوین دن چھبیس ۲۶ رمضان شریف ۱۲۸۵ھ ہجری کو بندر حدیدہ مین جہاز داخل ہوا۔ والاجاہ جہاز سے اُترے اور قاضی شیخ حسین بن محسن انصاری مرحوم کے مکان پر فروکش ہوئے بارہ روز یہان قیام رہا اور سارا وقت کتب حدیث کی تلاش اور نقل مین گزرا بیس ۲۰ پچیس ۲۵ رسائل سید محمد اسمعیل امیرؒ وغیرہ کے اُنھون نے اپنے قلم سے نقل کیئے بست و ہشتم ۲۸ رمضان شریف کو رویت ہلال کی تعجب انگیز خبر سُنی گئی۔ قلعہ سے توپون کی آواز نے اس خبر کی اور مزید تصدیق و توثیق کردی تمام عازمان حجاز متعجب تھے مگر تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ حدیدہ مین آج رمضان شریف کی اُنتیس ۲۹ تاریخ ہے۔ والاجاہ نے عامۂ مسلمین کے ساتھ ایک میدان مین جہان سوائے ایک ممبر خطبہ کے کوئی چار دیواری وغیرہ نہ تھی نماز عید ادا کی۔ ایک مرد صالح عبد الرحمن شافعی خطیب تھے انھون نے نماز عید مذہب شافعی کے طریقہ پر پڑھائی۔ والاجاہ نے علماء امراوعہ اور علماء بیت الفقیہ کی خدمت مین اپنی مؤلفہ کتاب حطہ بذکر صحاح ستہ ہدیۃً پیش کی۔ شیخ سعد الدین بن المؤید ہبۃ اللہ یمنی سے ملاقات ہوئی جنکے اشعار مسک الختام کی مدح مین ہم نقل کرچکے ہین۔ شیخ علی بن عبد اللہ شارح بخاری بھی وہان موجود تھے انھون نے والاجاہ سے دوران ملاقات مین فرمایا کہ "وُجُودُ مِثْلِکُمْ فِی هٰذَا الزَّمَانِ مِنْ نِعَمِ اللّٰهِ تَعَالٰی لَوْ کَانُوْا یَعْقِلُوْنَ" چند کتابین مثل۔ اقتضاء

الصراط المستقیم لمخالفة اصحاب الجحیم - ارشاد الفحول الی تحقیق الحق فی الاصول - نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار نصف اول فتح القدیر فی الروایة والدرایة من التفسیر وغیرہ یہین خرید کین -

حدیدہ سے روانگی

دہم شوال ۱۲۸۵ھ ہجری کو حدیدہ سے روانہ ہوئے - شیخ حسین الخام کا تین روز تک جہاز پر ساتھ رہا مگر ناسازگاری ہوا کی وجہ سے یہان بھی اہل جہاز کو وہی اگلی سی مصیبت پیش آئی اور جہاز کو تین روز تک ایک ہی جگہ پر رُکا رہنا پڑا - چہاردہم شوال ۱۲۸۵ھ ہجری کو ہوا چلنا شروع ہوئی اور صبح کے وقت جہاز نے لنگر اُٹھایا جہاز کو روانہ ہوئے کھوڑی دیر ہوئی تھی کہ طوفان کے آثار چارون طرف نظر آنے لگے آسمان پر ابر غلیظ محیط ہوگیا - ہوا کے تیز و تند جھونکے چلنا شروع ہوگئے اور اُنھون نے جہاز کو جس راستہ پر کہ وہ جا رہا تھا اُس سے ہٹا کر دور جا پھینکا بارش زور و شور سے ہونے لگی - حدیدہ سے جدّہ کی مسافت کُل ایک ہفتہ کی تھی مگر جہاز کی بے راہ روی کے سبب سے مکہ معظمہ پہونچنے مین ایک مہینے کی دیر ہوگئی - دریا کے تلاطم نے مشتاقان حج اور مسافران جہاز کی مایوسی کو بہت زیادہ بڑھا دیا اُن کے اضطراب و رنج و تعب کی کوئی حد نہین رہی - سامان خور و نوش جو ساتھ تھا اس مہینہ بھر کے وقفہ مین ختم ہوکر بہت کم باقی رہ گیا اور آب شیرین جو مسافرون کے لیے جہاز پر بار کرلیا جاتا ہے وہ بھی ختم ہونے لگا

یہان تک کہ ایک رات دن مین صرف ایک جرعۂ آب اور دو لُقمۂ خشک چاول بے روغن و نمک بسر اوقات رہ گئی ناگاہ بصد خرابی بصرہ ہوا کا رُخ پلٹا۔ اور باد موافق چلنا شروع ہوئی۔ ؎

کشتی شکستگانیم اے باد شرطہ برخیز	باشد کہ باز بینیم آن یار آشنا را

جہاز کو اُن تمام پہاڑون سے جو سمندر کی تہ آب چھپے ہوئے تھے نجات ملی۔ شنبہ کے روز ذیقعدہ کا چاند جہاز پر دیکھا گیا۔ اور حاجیون نے چوتھی ذیقعدہ ۱۲۸۵ ہجری کو نماز صبح کے بعد کوہ یلملم سے احرام باندھا اور تلبیہ کرنا شروع کیا جہاز جدّہ کے قریب آتا جاتا تھا۔ ہنوز ساحل مراد پر نہین پہونچنے پایا تھا کہ ایک رات ناخدائے جہاز نے محسوس کیا کہ جہاز پہاڑ کے قریب آگیا ہے۔ اور کچھ دیر مین اُس سے ٹکرایا چاہتا ہے یہ دیکھکر وہ گھبرایا اور اُس نے وہین لنگر ڈالدیا اور جو تدبیرین ممکن تھین سب کی گئین۔ جہاز کے گرد و پیش نظر ڈالی گئی تو معلوم ہوا کہ پہاڑ کے تصادم سے وہ بال بال بچ گیا جب اہل جہاز کو اس حادثہ پر اطلاع ہوئی تو مایوسی کی وجہ سے اُنکے چہرون پر مُردنی سی چھاگئی اور بجائے اسکے کہ وہ ایسے خطرناک حادثۂ ہائلہ مین خدائے غفور سے فریاد کرتے اور اس عذاب ہولناک سے نجات پانیکی دعا کرتے اکثر لوگون نے شیخ عیدروس کے نام کی دُہائی دینی شروع کی۔ اور یا شیخ عیدروس۔ کہکر صدائے نالہ و شیون بلند کی۔ اور اُن سے طالب نُصرت و امداد ہوئے یہ حالت دیکھکر جو لوگ موحّد اور خدا پرست تھے وہ لرز گئے اور اُن کے دلون پر بیحد خوف طاری ہوا والا جاہ لکھتے ہین کہ مین نے اپنے دل مین کہا یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے ایسی شدید مصیبت کے وقت مین جب کہ کوئی پناہ کی صورت نظر نہین آتی تو کفرۂ فجرہ بھی مضطر ہوکر خلوص دل سے خدائے واحد القہار ہی کو پکارنے لگتے ہین

جیسا کہ قرآن کریم مین فرمایا ہے۔ وَاِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ مگر یہ مشرکین عرب کس قسم کے لوگ ہین جو ایسے خوف وخطر کی حالت مین بھی خدائے ارحم الراحمین محافظ حقیقی کو بھولکر معبودان باطل کو پکارنے لگتے ہین يُحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ کے وعید کے مستحق بنتے ہین۔ اور اُن سے مخلصی کے خواستگار رہوتے ہین۔ یہ خیال آتے ہی معاً مجکو ایک دوسری آیۂ کریمہ یاد آئی اور مین نے دل مین کہا کہ خدا اور اُس کے رسولؐ نے سچ فرمایا ہے وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُوْنَ ۔ بہرحال خدا جو مومن اور کافر اور دوست اور دشمن سبکی پکار سُنتا ہے اور سبکو یکسان روزی دیتا ہے جسکی شان یہ ہے ؎

اے کریمے کہ از خزانۂ غیب	گبر و ترسا وظیفہ خور داری	
دوستان را کجا کنی محروم	تو کہ با دُشمنان نظر داری	

اُس نے غریب الوطن اور پریشان حالون کی فریاد سُن لی اور ناخدائے جہاز کا لنگر اُٹھایا۔

جدّہ مین داخلہ نماز ظہر کے وقت بروز یکشنبہ نہم ذیقعدہ ۱۲۸۵ھ ہجری کو خدا خدا کرکے جہاز صحیح اور سالم بخیریت تمام ساحل جدہ پر پہونچگیا جس طرح حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کوہ جودی کے کنارے آلگی تھی یہ جدّہ کے کنارے آلگا۔

والاجاہ جہاز سے اُترے اور کسل سفر دور کرنے کے لیئے تین روز یہان ٹھہرے۔ معائنہ کنندونکا عملہ جو مسافرون کے مال واسباب اور پاسپورٹ کی جانچ پڑتال کرنے کے لیئے

متعین تھا اُس نے جبر و ظلم سے بہت سی ناجائز رقمین حاجیون اور مسافرون سے وصول کین۔ محصول سائر چہاردہ ریال یعنی مبلغ تیس روپیہ پانچ آنہ ادا کیے گئے بعد رفع تکان بارہ ذیقعدہ ۱۳۰۵ھ ہجری کو جدہ سے روانہ ہوکر جدہ اور جدہ سے کعبۂ مقصود کی طرف رخ کیا۔ راہ مین جمع بین الصلوٰتین کی۔

مکہ معظمہ زاد اللہ شرفہا مین داخلہ

نصف شب گذرنے کے بعد سید ابوبکر مطوف کی معیت مین بلد الامین یعنی مکہ معظمہ پہونچے۔ اور یہ طول طویل سفر بخیر و خوبی ختم ہوا۔ وقت ورود مکہ معظمہ کے بیساختہ یہ شعر اُنکی وہان سے نکلا۔ ؎

البطحاء مكة هذا الذي	اراه عيانا و هذا انا

اور جب حریم کعبہ پر نظر پڑی تو بے اختیار وہ پکار اُٹھے۔ ؎

هين هذه دارهم و انت محب	فما بقاء الدمع في الاماق

پھر یہ دعا کی۔ اللهم اجعلني مستجاب الدعوات بعد اعمال عمرہ خدا نے دل سے تمام صعوبات سفر دور کردیے ؎

جمال کعبہ مگر عذر رہروان خواہد	کہ جان خستہ دلان سوخت در بیابانش

سب مال اور اسباب جو ہمراہ تھا نوکر کے سپرد کرکے وہین چھوڑا اور سیدھے مسجد حرام

لہ اتحاف النبلاء صفحہ ۲۶۸۔

کی طرف روانہ ہوگئے باب السلام سے داخل ہوکر طواف۔ وسعی حلق و تقبیل حجر۔ اور
ہر شوط یعنی دور مین استلام رکن۔ غرض تمام ارکان عمرہ ادا کیے۔ وہ لکھتے ہین کہ یکے
از غرائب اوقات و حالات آن مقام کریم طواف نیم شب است۔ و تجلی خاص و عظمتے مخصوص
بر در و دیوار آن مقام می افتد۔ کہ تعبیر از ان خبر بلسان وقت ممکن نیست۔ معنی بے کیف و کم
کہ می باشد۔ در جمال آن خانہ مدرک می گردد و مشاہدہ می افتد۔ تاکسانے کہ بصاحب خانہ
آشنا باشند چہ می دیدہ باشند"۔ بعد از ان سعی بین الصفا و المروہ سے فارغ ہو کر جوار کعبہ
چھوڑنا گوارا نہین کیا۔ اور تمام رات وہان تہجد اور نماز فجر تک دعا اور استغفار مین
مشغول رہے۔ اور صبح کی نماز اول جماعت شافعیہ کے ساتھ ادا کی۔ پھر گھر چلے آئے۔
حلق راس کیا اور احرام اُتار کر کپڑے پہنے۔ چونکہ مدینۂ منورہ جانیکا وقت گذر چکا تھا مجبوراً
مکۂ معظمہ مین انتظار حج کا کرتے رہے۔ اور مشاغل علمی مین اپنا وقت گذارا کیے یہان کتاب
سیاستُ الشرعیہ کی نقل اپنے ہاتھ سے کی اور بہت سی نادر کتابین نقل کین یا خریدین۔ اور
علمی فوائد حاصل کرتے رہے انتیس ۲۹ ذیقعدہ کو رویت ہلال ذی الحجہ کی شہادت مکۂ معظمہ کے
قاضی صاحب کے اجلاس مین گذری۔ اور سہ شنبہ کا دن ماہ ذی الحجہ کا اول یوم قرار پایا
اہل مکہ اور حجاز نے یہ چاند نہین دیکھا تھا۔ آٹھوین ذی الحجہ ۱۲۵۸ھ ہجری یوم ترویہ کو والا جاہ
نے احرام باندھا۔ اور منٰے کی جانب پیدل روانہ ہوئے۔ پھر سوار ہو کر وہان سے عرفہ مین آئے
اور ارکان حج بجالائے۔ مُلّا علی قاری رح کی کتاب حزب الاعظم کی قرأت کی پھر مزدلفہ پہونچے
اور وہان سے منٰے مین پلٹ آئے اور بقیہ ارکان ادا کیے عرفہ اور منٰی مین بھی خلاف اوقات

مناسک کتابت علم جاری رہی تیرہ روز کے بعد مکۂ معظمہ مین واپس آگئے۔ یہان کوئی قافلہ اُس وقت مدینۂ منوّرہ کو جانے والا نہ تھا اس لیئے اُن کو قافلہ کے انتظار مین ٹھہرنا پڑا۔

روانگی مدینہ منوّرہ زاد اللہ شرفا

آخر پندرہ صفر ۱۲۸۶ ہجری کو وہ کاروان کے ساتھ مدینۂ منوّرہ روانہ ہوئے اور خلاف معمول بیس روز کے بعد مدینۂ منوّرہ پہونچے مکۂ معظمہ سے مدینۂ منوّرہ کی مسافت بارہ روز سے زیادہ نہ تھی۔ لیکن قافلہ سالار اور بدویون کی شرارت سے اٹھارہ یوم بیر عسفان مین دوسرے قافلہ کے انتظار مین پڑا رہنا پڑا۔ بہر حال دیر ہوئی تو ہوئی۔ مگر خدا نے اُن کے شر و فساد سے محفوظ رکھا۔ اور صحیح و سلامت مدینۂ منوّرہ مین پہونچا دیا ہ

زبعد کعبہ نظیری زیارت ما کن	کہ دلبر نگین است در مدینۂ ما

والاجاہ لکھتے ہین "سب سے پہلے اس بلدۂ مبارکہ مین پہونچکر اور باب السلام سے داخل ہو کر مزار مقدس فائض الانوار سے اپنے دیدہ و دل کو نور و سرور بخشا۔ ہ

بطیب رسول اللہ طاب نسیمہا	فما المسک والکافور والمندل الرطب

دیگر

می آیم و می آورم از بارگہے مضمون رسالت آنکہ برباد شماست	پیغام حرم بہ محترم بادشہے عفو گنہے شفاعت روسیہے

ہ اتحاف النبلاء صفحہ ۲۶۹۔

چند ہفتہ یہان قیام رہا- اس اثنا مین مسجد شریف نبوی کی حضوری اور مرقد مقدس ومطہر ومنوّر کا شرف دیدار اور صلوٰۃ وسلام ادا کرنے کی سعادت اور مسجد قبا (جسکی شان مین اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی وارد ہے) اور جنت بقیع- اور قبور شہداے احد- خصوصًا حضرت سید الشہدا ے حمزہؓ کے مزار مقدس کی زیارت نصیب ہوئی- مدینہ منورہ کی در و دیوار پر علامات سکینہ اور وقار نمایان تھین- یہان ابن الحاج کی کتاب مدخل مجلد اول خریدی یہ کتاب بدعات متفقہین- اور محدثات متصوفین- مین نہایت عمدہ ہے- مدینہ سے عمرہ کا احرام باندھکر روانہ ہوئے- اور بارہ۱۲ روز کے بعد مکۂ معظمہ مین پہونچے- مقام سعی وطوائف کو لوگون سے خالی پاکر ترتیب مسنون کے ساتھ ارکان ادا کیے- اس طریقہ پر ایک حج اور دو عمرہ ادا کیے- قیام اول وآخر ملاکر چار مہینے مکۂ معظمہ مین ٹھہرنے کا اتفاق ہوا- یہان بہت سی کتابین مثل زرقانی شرح موطا- تاریخ خمیس- تعریفات- مغنی اللبیب- ریاض المستطابہ- مجموعۂ امام سیوطیؒ مع بہجۃ المحافل- شرح شمائل- مواہب الرحمن ناتمام- سبل السلام تمام دو جلد- زاد المعاد دو جلد- تفسیر امام شوکانیؒ- عواصم دو جلد- مشکوٰۃ شریف- نسائی شریف بخاری شریف بیضاوی- احیاء العلوم دو نسخہ- انشاء مرعی- زواجر- تاریخ مصر- خریدۃ العجائب مجموعۂ رقاعی تلخیص الجبیر- انشاء عطار نور اللمعہ- مجموعۂ خطب- کتاب الفوائد- حسن المحاضرہ فی احوال مصر القاہرہ- بیجوری علی الشمائل- اذکار نووی مع مسلم شریف دو نسخہ وغیرہ خریدین- اور بعض مختصر اور مطول رسالے اپنے ہاتھ سے نقل کیے- تبرکًا وتبرعًا محدثین یمن کے سامنے

ے مغنم البارد صفحہ ۱۲

کتب سنت مطہرہ کی قرأت کی اور سلسلۂ حدیث جاری کیا۔

نواب تجمل حسین خان مرحوم کی ملاقات

یہین ایک روز راستہ مین نواب تجمل حسین خان مرحوم رئیس فرخ آباد سے ملاقات ہوئی نواب صاحب ممدوح ایک نہایت عالی مرتبہ رئیس تھے والا جاہ نے اُن کی دولت وثروت وعروج واقبال کا زمانہ فرخ آباد مین اپنی آنکھون سے دیکھا تھا۔ اُن کے در دولت پر ارباب حاجت کا ہجوم رہا کرتا تھا اور اُن کے آستانۂ اقبال پر ہاتھی جھوما کرتے تھے انھین کی شان مین نواب اسداللہ خان غالب مرحوم نے یہ اشعار لکھے تھے ؎

دیا ہے اور کو بھی تا اُسے نظر نہ لگے	بنا ہے عیش تجمل حسین خان کے لیئے
زبان پہ بار خدایا یہ کس کا نام آیا	کہ میرے نطق نے بوسے مری زبان کے لیئے
زمانہ عہد مین اُسکے ہے محو آرائش	بنینگے اور ستارے اب آسمان کے لیئے

نواب صاحب باوجود امیر کبیر اور صاحب جاہ وحشم ہونے کے فضائل اخلاق اسلامی اور اوصاف غیرت وحمیت دینی کے ایک جوہر فرد تھے زمانہ غدر ۱۸۵۷ع مین جب اُنھون نے ہر طرف نصاریٰ کا تسلط اور استیلائے اسلام کی بربادی کا عبرت انگیز ہنگامہ دیکھا اور ایک پاکباز موحد خدا پرست کے لیئے فتنہ ہائے روزگار سے کہین ہندوستان مین امن نہ پایا اور حکام وقت کے تیور بدلے ہوئے پائے تو اُنھون نے ہندوستان کو خیرباد کہکر خانۂ خدا

کے زیر سایہ پناہ لی اور حضرت ابراہیم ادہمؒ کی طرح دنیاوی جاہ و حشمت پر کوڑے یار کی شکستہ حالی اور فقر و تہیدستی کو ترجیح دی۔ والاجاہ مرحوم نے اس حالت کو بچشم عبرت ملاحظہ کیا اور اُنکی غیرت اسلامی اور حمیت دینی سے بیحد متاثر ہوئے اُن سے رخصت ہوتے وقت والاجاہ مرحوم نے سرکاری ملبوسات بیش بہا میں سے ایک بیش قیمت پوشاک کمال اصرار کیساتھ اُن کی نذر کی اور اپنے گھر واپس آئے بقیہ ملبوسات جو ہمراہ تھے وہ ساکنین حرم اور ارباب حاجت کو تقسیم کر دیئے۔

مکۂ معظمہ سے روانگی

اوائل جمادی الاولی ۱۲۹۶ھ ہجری مین حجاج کا قافلہ مکۂ معظمہ سے روانہ ہوا۔ والاجاہ ایک جہاز پر جسکا نام فیض الباری تھا سوار ہوئے۔ کُل مسافر جو جہاز پر سوار تھے اُن کی تعداد قریباً نو سو تھی۔ جسوقت جہاز بندر حدیدہ پر پہونچا۔ اُس نے حوائج ضروری اور مال و اسباب چڑھانے کے لیے وہان لنگر ڈالدیا۔ اور تین روز تک ٹھہرا رہا۔ یہ زمانہ سخت گرمی کا تھا لوؤن کی لپٹ مُنھ کو جھلسائے دیتی تھی ہوا کی گرمی نے سمندر کی سطح آب کو آتشکدۂ آذر بنادیا تھا۔ اہل جہاز اس گرمی کی تاب نہ لاسکے اور بیمار پڑ گئے اکثر جانین ضائع ہو گئین۔ نصف راہ تک گرمی کا یہی زور شور رہا۔ جب جہاز نے عدن سے لنگر اُٹھایا اور آگے بڑھا تو ہوا مین خنکی محسوس ہونے لگی۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کے ساتھ پانی کا چھینٹا پڑنا شروع ہوا۔ اُس نے سردی کو اور چمکا دیا۔ گرمی کا رفع ہونا تھا کہ مرض کا بھی ساتھ ہی اُس کے خاتمہ ہو گیا۔ اور سب اہل جہاز

آرام کیساتھہ سفر طے کرنے لگے یہانتک کہ بحر محیط کا ساحل یعنی بندر بمبئی دور سے نظر آیا۔ ہنوز جہاز اپنے مستقر تک نہین پہونچا تھا کہ دفعۃً سمندر مین تلاطم پیدا ہو گیا۔ اور مہیب طوفانی موجون نے اُٹھ اُٹھکر حصۂ زبرین اور تختہاے جہاز سے ٹکرانا اور اُس کو زیر وزبر کرنا شروع کیا۔ ابر غلیظ نے آفتاب کے چہرۂ تابناک پر تاریکی کا پردہ ڈالدیا۔ اُس پر طُرّہ یہ ہوا کہ کپتان جہاز (جو ایک یورپین تھا) راستہ بھول گیا۔ تصادم امواج سے جو کوٹھریان تُتّق پر یقین وہ ٹوٹ گئین۔ اور جہاز کے تختون مین جنبش پیدا ہو گئی۔ اب اہل جہاز کے اضطراب و مایوسی کی کوئی حد باقی نہین رہی۔ سرشتۂ امید حیات منقطع ہو گیا۔ اُس وقت جہاز ساکن کھڑا تھا مگر رحمت الٰہی نے اپنے بندون کی دستگیری کی۔ یکایک نقاب ظلمت سے آفتاب کا نورانی چہرہ نمودار ہوا۔ کپتان جہاز نے بصد کوشش وگشش آلات رصدی درست کر کے لنگر اُٹھایا۔ اور جہاز براہ مستقیم موجون کو چیرتا ہوا ساحل بمبئی پر پہونچ گیا۔ بحری متاعب و مہالک سے گلو خلاصی ہوئی۔ اِس سفر مین والاجاہ نے جہاز پر اپنے ہاتھ سے سنن دارمی نقل کی یہ نسخہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح کا تھا۔ مرزا امیر بیگ صاحب داماد مولوی محمد یعقوب صاحب مہاجر مکہ معظمہ سے مستعار لیا تھا۔ پھر بھوپال پہونچکر واپس کر دیا۔ اِس نسخہ پر جابجا شاہ صاحب کی تصحیح خود اُن کے قلم مبارک کی زیب رقم تھی۔ اِس سفر مقدس حجاز مین پورے آٹھ مہینے صرف ہوئے جس روز بھوپال سے جانب حجاز روانگی ہوئی وہ شنبہ کا دن تھا اور جس روز حجاز سے بھوپال پہونچے وہ بھی شنبہ کا دن تھا والاجاہ لکھتے ہین۔ فکان ھذا السفر المبارک

لہ ابقاء المنن صفحہ ۵ =

مَاكَانَ اِلَّا يَوْ مًا وَّاحِدًا گویا حجاز کا یہ سفر مبارک صرف ایک دن کا سفر تھا۔

بھوپال پہونچکر ربیع الاول ۱۲۸۶ھ ہجری کو والا جاہ نے رئیسہ عالیہ کے حضور مین باریاب ہوکر فقراء حرم اور مساکین مکۂ معظمہ کی دستخطی رسیدین ملبوسات و امانات کے متعلق پیش کین۔

سررشتۂ تعلیمات کی افسری

رئیسۂ عالیہ نے اُن کو تاریخ نگاری کی خدمت سے سبکدوش کرکے مدارس کے سررشتۂ تعلیمات کا افسر مقرر فرمایا۔ ظاہر ہے کہ جس شخص کی زندگی کا مقصد وحید احیاء کتاب و سنت۔ نشر علوم شرعیہ۔ تہذیب اخلاق۔ اور اصلاح تمدن رہا ہو اور جس کے اوقات عزیز خدمت علم اور صحبت علماء کے لیئے وقف رہے ہون اُس کے لیئے اس سے زیادہ طبعی مسرت اور حقیقی شادمانی کا اور کونسا موقع ہوسکتا ہے۔ اُنھون نے اس خدمت کو نہایت خوشی سے قبول کیا چنانچہ وہ لکھتے ہین "اہتمام مدارس سلیمانیہ را منتخب گردیدیم۔ واین خدمت را بشغل علم بہتر از جملہ خدمات سابقہ ولاحقہ دیدم"[۵]۔

امیر الانشائی

ایک سال تک اُنھون نے سررشتۂ تعلیمات مدارس کا کام انجام دیا اسی اثنا مین میر منشی

[۵] روضۃ الخضیب صفحہ ۱۷۱

ریاست کی جگہ خالی ہوئی۔ رئیسہ عالیہ نے تیسری شعبان ۱۲۸۹ھ ہجری کو دربار صدر نشینی کے موقع پر اُن کو سند امیر الانشائی و خطاب خانی و خلعت[1] سے افتخار بخشا اور دو سَو روپیہ مشاہرہ مقرر فرمایا۔ قریباً آٹھ مہینے وہ اس منصب رفیع پر سرفراز رہے۔

رئیسہ عالیہ کا قصد نکاح ثانی

رئیسہ عالیہ کو عنان حکومت ہاتھ مین لیئے ہوئے تین سال گذر چکے تھے نظم و نسق ملکی کی ذمہ داریان روز بروز بڑھتی جاتی تھین۔ مصالح مملکت اور رفاہ عامہ کے لحاظ سے جدید اصلاحات کے عمل مین لانیکی ضرورت بشدت محسوس ہو رہی تھی۔ ان مشکلات پر غالب آنے کے لیئے رئیسہ عالیہ کے ذہن دقیقہ رس۔ اور طبع حقیقت شناس کا یہ اقتضا ہوا کہ ایک ایسا قابل اعتماد مشیر امور مملکت مین ہمدم و محرم راز بنایا جائے جو مدبر و منتظم بھی ہو اور عالم و خطیب بھی نجیب الطرفین و شریف بھی ہو اور خدا پرست اور خدا شناس بھی تاکہ وہ آئین معدلت و اصول شریعت کو ملحوظ رکھکر ترقی ملک۔ تہذیب اخلاق رعایا اور رفاقت و خیر خواہی رئیس و ریاست مین پورا حصہ لے سکے۔ یہ خیال آنا تھا کہ رئیسہ عالیہ کی نگاہ انتخاب والاجاہ پر پڑنے لگی وہ اپنی آنکھون سے سرکار خلد نشین کا طریقہ عزت و احترام والاجاہ کے ساتھ ملاحظہ کر چکی تھین۔ اور اُنکے ذاتی فضائل اور خاندانی صفات کا علم رئیسہ عالیہ کو اچھی طرح ہو چکا تھا۔ والاجاہ کی ہفدہ[17] سالہ محنت و جانفشانی اور دیانت و وفاداری کے زرین کارنامون سے

[1] اس خلعت کی قیمت مبلغ الیا الہ ۱۳ تھی بیاض قلمی صفحہ ا

وہ بے خبر نہ تھین - اِس کا ذکر تاریخ بھوپال مین خود رئیسۂ عالیہ نے نہایت وضاحت کے ساتھ کیا ہے جس کو ہم بلفظہ یہان نقل کرتے ہین "ایشان[له] از سادات صحیح النسب و شرفاء والاحسب از اہل علم صاحب تصانیف در علوم شرعیہ و فنون ادبیہ وغیرہ اند و این کتب مشہور و مطبوع بودہ اند - و تعلق ایشان درین ریاست از ہفتدہ سالہ است - خدمت مفوضہ را چنانکہ باید سرانجام دادند - خلد نشین را پیوستہ مزید عزت و تکریم ایشان ملحوظ خاطر بود"

رئیسۂ عالیہ کا اول نکاح نواب نظیر الدولہ بخشی باقی محمد خان بہادر مرحوم کے ساتھ روز پنجشنبہ گیارہ ذیقعدہ ۱۲۷۱ہجری کو ہوا تھا - نواب صاحب موصوف افغانی خاندان مشتی خیل سے تھے - نکاح کے بعد غالباً بارہ۱۲ سال تک وہ زندہ رہے - اور اکیس۲۱ صفر ۱۲۸۴ہجری کو انھون نے رحلت فرمائی - نواب صاحب مرحوم کی عمر اور رئیسۂ عالیہ کی عمر مین سولہ۱۶ سال کا تفاوت تھا اِس تفاوت عمر کی زیادتی کا ذکر خود رئیسۂ عالیہ نے اپنی کتاب تہذیب النسوان[له] مین بصراحت کیا ہے -

رئیسۂ عالیہ اُن کی وفات کے پانچ مہینے کے بعد مسند نشین ریاست ہوئین - ہنوز بیوگی کے اثرات تازہ تھے - اُن پر امور جہان بانی کے افگار گوناگون اور اہم ذمہ داریون کا اور اضافہ ہو گیا تھا ایسی حالت مین رئیسۂ عالیہ کو نکاح ثانی کے غرض سے ایک قابل اعتماد ہمراز مشیر انتخاب کرنیکا خیال پیدا ہونا بالکل ایک طبعی اور فطری امر تھا جو انکی کمال دوراندیشی

له تاج الاقبال تاریخ بھوپال فارسی دفتر سوم فصل چہارم صفحہ ۲۶ - له تہذیب النسوان صفحہ ۲۷ مطبوعہ عہد شاہجہانی مطبع صدیقی ریاست بھوپال ۱۲۹۶ہجری -

اور حسن تدبیر پر روشنی ڈالتا تھا۔ رئیسۂ عالیہ کے اس نیک و مبارک شرعی مقصد مین اگر کوئی شے
خلل انداز ہو سکتی تھی تو وہ رسم و رواج کی پابندی ہو سکتی تھی۔ جس نے عقد بیوگان کو
ہندوستان مین معیوب ٹھہرا رکھا ہے۔ یا گورنمنٹ آف انڈیا کی نامنظوری۔ مگران
دو نومین سے ایک چیز بھی اُنکے اس نیک ارادہ اور پاک مقصد مین مخل اور سدّراہ ہو سکی
رئیسۂ عالیہ سرکار خلد نشین کی صحبت و نگرانی مین ضروری مذہبی مسائل کی تعلیم پا چکی
تھین۔ اور مدارالمہام منشی جمال الدین خان بہادر مرحوم کے فیض تربیت
توحید پرستی۔ اور تقدس نے خلاف شرع رسم و رواج کی بیہودہ بندشوں کو بہت پہلے سے
اُنکی نگاہ حق پرست مین قابل نفرت بے وقعت اور لائق شکست بنا دیا تھا۔ قرآن حکیم کا
فرمان واجب الاذعان فانکحوا الایامی منکم اُنکے پیش نظر تھا۔

والاجاہ کے ساتھ رئیسۂ عالیہ کا عقد ثانی

اس لیے روز شنبہ ہشتم شوال ۱۲۸۱ھ ہجری کو دورۂ مشرق ریاست کے موقع پر
ملتزمان رکاب اور اعیان دولت اور مدارالمہام صاحب بہادر وغیرہ کے سامنے رئیسۂ عالیہ نے
سادہ طریقۂ شرعی پر بعوض مبلغ پچیس ہزار روپیہ مہر کے والاجاہ کے ساتھ عقد کیا
اُس وقت والاجاہ سن و سال کے لحاظ سے رئیسۂ عالیہ کے ہمسن تھے۔ پھر معاودت
بھوپال کے بعد مطابق ضابطۂ و آئین ریاست رعایائے بھوپال کے سامنے معاہدۂ نکاح کا
اعلان عام کیا۔ گورنمنٹ آف انڈیا کی باضابطہ تحریری منظوری کا مرحلہ یون طے ہو گیا تھا

کہ ششم دسمبر ۱۸۶۹ء کو رئیسۂ عالیہ شاہزادہ ڈیوک آف ایڈنبرا کی ملاقات کے لیئے کلکتہ تشریف لیگئی تھین۔ اثناءِ راہ مین کرنل ٹامس صاحب بہادر پولٹیکل ایجنٹ بھوپال نے جو ہمرکاب تھے رئیسۂ عالیہ کو یہ مشورہ دیا تھا کہ آپ نکاح کر لین۔ آپ کا شوہر آپ کو نظم[۱] اُمور مملکت مین مدد دیگا۔ کرنل جان میڈ صاحب ایجنٹ نواب گورنر جنرل بہادر سنٹرل انڈیا نے صاحب موصوف کی تائید کی تھی۔ نکاح ثانی کے بارے مین ریاست سے جو خریطۂ خط بذریعۂ پولیٹکل ایجنٹ بہادر گورنمنٹ آف انڈیا مین بھیجا گیا تھا اُس کے جواب مین پولیٹکل ایجنٹ صاحب بہادر نے لکھا کہ مین نہایت شادمانی کے ساتھ فارین سکریٹری بہادر کا خریطۂ خط روانہ کرتا ہون مین آپ کو کدخدا دیکھکر بہت خوش ہونگا۔ اس خریطۂ خط مین ہزاکسیلنسی ارل میو صاحب بہادر وایسرائے ہند کی جانب سے فارین سکریٹری صاحب نے تحریر فرمایا تھا کہ اگر بیگم صاحبہ کسی شائستہ شخص سے شادی کرنا چاہین تو کوئی امر مانع نہین ہے۔ مشیر ریاست کے مشورہ سے یہ کام کرنا مناسب ہے۔

جشن کدخدائی گورنمنٹ آف انڈیا کی باضابطہ تحریری منظوری آجانے کے بعد مطابق مشورۂ مدار المہام محمد جمال الدین خان بہادر ستر ہ صفر ۱۲۸۸ ہجری مطابق ہشتم مئی ۱۸۷۱ء کو ایک عالیشان جشن کدخدائی منعقد کیا گیا۔ جس مین مدار المہام محمد جمال الدین خان بہادر قاضی القضاۃ شیخ زین العابدین صاحب عرب اور تمام عمائدین حکومت یعنی علمائے پائے تخت اخوان وارکان ریاست اور افسران فوج شریک تھے۔ اُن کے سامنے اعلان عام کیا گیا کہ

[۱] تاج الاقبال فارسی دفتر سوم فصل چہارم صفحہ ۲۵ =

رئیسۂ عالیہ نے نواب صدیق حسن خان بہادر کے ساتھ بالعوض پچیس ہزار روپیہ دین مہر کے اپنا عقد ثانی کر لیا - یہ دین مہر والاجاہ نے بعد مین تمام و کمال ادا کر دیا - اس عقد ثانی کی اطلاع حسب قاعدۂ ریاست کرنل جان ویلیم دلبی اسبرن صاحب بہادر پولیٹیکل ایجنٹ بھوپال کو دی گئی - صاحب موصوف نے یازدہم ربیع الثانی ۱۲۸۸ ہجری مطابق سیُ ام جون ۱۸۷۱ء کو فارین سکریٹری صاحب بہادر کی چٹھی کی نقل جو اُن کو وصول ہوئی تھی رئیسۂ عالیہ کی خدمت مین ارسال کی اُس مین ہزاکسیلنسی ویسرائے ممبران کونسل اور افسران گورنمنٹ آف انڈیا کی جانب سے غایت درجہ خوشنودی و مسرّت کا اظہار کیا گیا تھا - ایک اطلاعی خریطہ بخط رئیسۂ عالیہ کی جانب سے علیا حضرت قیصر ہند کوئن امپریس وکٹوریا کے حضور مین روانہ کیا گیا - والاجاہ ابھی تک منصب امیر الانشائی پر فائز تھے - اگرچہ یہ منصب دیگر مناصب ریاست سے بہت اعلیٰ اور ارفع تھا - مگر پھر بھی اُس مرتبۂ جلیل القدر کے مقابل مین بہت اَدون اور فروتر تھا جس پر حکیم علی الاطلاق نے اُن کو فائز المرام کیا تھا -

عہدۂ معتمد المہامی

اس لیے بست و یکم ربیع الثانی ۱۲۸۸ ہجری مطابق دہم جولائی ۱۸۷۱ء کو دوشنبہ کے دن رئیسۂ عالیہ نے ایک دربار عام مقرر فرمایا اور مدار المہام منشی جمال الدین خان بہادر نائب اول ریاست اور تمام ارباب حل وعقد اور اخوان وارکان وافسران فوج کے سامنے خلعت نہ پارچہ مع پنج عدد جواہر وچتر آفتابی وچنور و اسپ وفیل و پالکی

والاجاہ کو عطا فرمایا جس کی مجموعی قیمت اکیس ہزار ترپن روپیہ دو نیم آنہ ہوتی ہے پھر مُہر و خطاب معتمد المہام بہادر نائب دوم ریاست سے نامزد اور معزز فرمایا۔ اور بجائے معاش امیر الافشائی کے (جس کی تعداد چار ہزار تین سو اکتیس روپیہ دس آنہ سالانہ تھی) منصب معتمد المہامی کی جاگیر چوبیس ہزار روپیہ سالانہ مقرر و مرحمت فرمائی اور عہدۂ مذکورہ کا خریطۂ خطاب اور سند جاگیر معتمد المہامی کی اپنے دستِ مبارک سے والاجاہ کے ہاتھ مین دی۔ اطلاع خاص و عام کی غرض سے رئیسۂ عالیہ نے والاجاہ کو خلعت فاخرہ سے مُزیّن فرما کر جاہ و جلال اور تزک و احتشام کے ساتھ سواری فیل پر دیوان عام سے قدیم محل تک جانے کا حکم نافذ فرمایا۔ سوارون کا رسالہ اور پیادہ پلٹن جلوس مین تھی۔ جب یہ شاہی جلوس شوارع عام سے گذرتا ہوا محل پر پہونچا تو احباب و ارکان اور ہوا خواہان دولت نے تہنیت ادا کی۔ ارباب سخن نے قصائد تہنیت اور قطعات تاریخی بطور نذر پیش کیے۔ منجملہ اُن کے مولوی محمد یوسف علی صاحب مرحوم و مغفور نے قطعۂ ذیل تدر گذرانا تھا۵

آصف عصر و سلیمان زمان
مولوی سیّد صدیق حسن
خلوت و جلوت شاہ بھوپال
رُتبۂ قرب و عماد الملکی

قدوۂ و اُسوۂ حکام و ولات
ناشر و جامع خیر و حسنات
بست آئین چو ازان نیک صفات
یافت بر ذات معلّاش ثبات

۵ تاج الاقبال فارسی دفتر سوم فصل چہارم صفحہ ۲۷ =

فکر تاریخ نمودم دل گفت	بارک اللہ رفیع الدرجات ۱۲۸۸

اسی تاریخ کو مولوی صاحب مرحوم نے عربی زبان مین بھی لکھکر یہ قطعہ پیش کیا ہے

قال صدیق حسن منزلۃ	دونہا رفعۃ کل لرتبات
سرلی ذالک فقلبی ارّخ	بارک اللہ رفیع الدرجات ۱۲۸۸

والاجاہ اس عقد مناکحت کے باب مین لکھتے ہین۔

"خدا آگاہ است دل بیتاب چشم حیران گواہ کہ مرا درین معاملہ ہیچ چارہ گرے ومعالجہ درمیان نبود بلکہ خود بانوے کاشانۂ دولت واقبال راپیش ازین فکرتے درین باب بخاطر خطور نمی گرد ہرچہ ہست از آثار وکان امر اللہ قدرا مقدورا ہست" عقد ثانی کے بعد سے تمام معاملات ریاست اور مہمات امور مملکت جو براہ راست رئیسۂ عالیہ کے حضور مین پیش ہوتے تھے اب والاجاہ کی وساطت ومشورہ سے انجام پانے لگے۔ اس کی باضابطہ اطلاع پولیٹیکل ایجنٹ صاحب بہادر بھوپال کو دیجا چکی تھی صاحب موصوف نے اطلاعی خریطۂ خط کے جواب مین سنی ام جون ۱۸۷۱ء کو اپنے خط موسومۂ رئیسۂ عالیہ مین تحریر فرمایا تھا کہ "مخلص اس تجویز پسندیدہ سے بہت خوش ہوا آپ کی راے بہت مستحسن دانسب ہے" والاجاہ قریبًا ایک سال تک عہدۂ معتمد المہامی کے فرائض جانفشانی اور سرگرمی کے ساتھ انجام دیتے رہے بعد ازان رئیسۂ عالیہ نے نیابت دوم اور معتمد المہامی کے منصب کو بھی شوہر رئیسۂ (نواب کنسرٹ) ہونیکی حیثیت

سلہ روض الخصیب صفحہ ۱۷۱ =

سے ان کی عزت اور مرتبہ عظمےٰ سے گرا ہوا پاکر بست وچہارم ذیقعدہ ۱۲۸۹ہجری مطابق چہارم فروری ۱۸۷۲ء کو ایک خریطہ خط میجر ولیم وبلی آسبرن صاحب بہادر پولیٹیکل ایجنٹ بھوپال کے نام روانہ کیا اور اس مین تحریر فرمایا کہ جب میرا نکاح جناب بخشی باقی محمد خان بہادر نصرت جنگ مرحوم سے ہوا تھا تو اُن کے لیئے گورنمنٹ آف انڈیا کی جانب سے مراتب اعزاز حسب ذیل مقرر ہوئے تھے (۱) خطاب نظیر الدولہ (۲) دیسرائے کشور ہند کی جانب سے عطائے خلعت - (۳) سترہ ضرب سلامی ہنگام آمد ورفت علاقۂ بھوپال اور بروقت مُلاقات برٹش حکام - (۴) عطائے خلعت کے وقت کنٹنجنٹ کے افسران فوج کا نواب صاحب کے سامنے نذرین پیش کرنا - (۵) اسسٹنٹ بہادر کا فرودگاہ جہانگیرآباد سے پُل خام جہانگیرآباد تک آکر استقبال کرنا - (۶) علاقہ سیہور واندور کی ایجنسی اور رزیڈنسی کے پیر منشیون کا بدھوارہ دروازے تک آکر خیر مقدم کرنا (۷) بھوپال مین ہنگام آمدورفت ایجنٹ نواب گورنر جنرل بہادر اور پولیٹیکل ایجنٹ بہادر کا ملاقات کے لیئے نواب صاحب کے دولتسرا پر تشریف لیجانا - اسی طرح ریاست کی جانب سے حسب ذیل مراتب مقرر تھے (۱) اخوان وارکان ریاست کا اور تمام متوسلان ریاست کا نذرین پیش کرنا - (۲) جاگیر کا تعین -

لہذا یہ تمام مراتب اعزاز نواب صدیق حسن خان بہادر کے لیئے بھی مطابق ضابطہ مقرر ہونے چاہئین - اور خطاب نواب والاجاہ امیر الملک سید محمد صدیق حسن خان بہادر کو گورنمنٹ کی طرف سے مرحمت ہونا چاہیے - یہ تحریک[1] پہلے اس خیال سے نہین

[1] تاج الاقبال فارسی دفتر سوم فصل چہارم صفحہ ۲۹

کی گئی تھی کہ بیوہ عورتون کا نکاح احکام الٰہی کے مطابق اگرچہ تمام اسلامی ممالک مین جاری ہے اور خود انگلستان مین بھی اُسپر عمل درآمد کیا جاتا ہے۔ مگر اکثر مسلمانان ہندوستان اپنی جہالت سے اُس کو معیوب سمجھکر چھوڑ بیٹھے ہین اور رسم ہنود کو خلاف عقل و قانون شریعت بیضا کے اختیار کرلیا ہے۔ پس ذوی القربیٰ مین سے بعض لوگ جو بیوہ کے نکاح کو اپنی نادانی سے عیب سمجھتے ہین۔ اول تو وہ اس نکاح کو خلاف رسم خاندان تصور کرینگے۔ علاوہ اس کے جب وہ شوہر ثانی کو شوہر اول کا ہم مرتبہ دیکھینگے۔ تو یہ امر اور بھی اُن کی اشتعال طبع کا باعث ہوگا۔ اس لیئے بتدریج انکو اس مرتبہ پر پہونچانا مصلحت سمجھا گیا بہرحال جب یہ خریطہ خط صاحب موصوف کے پاس پہونچا۔ تو اُنھون نے حسب ضابطہ اُس کو ایجنٹ نواب گورنر جنرل بہادر کی خدمت مین روانہ کردیا اُنھون نے تمام واقعات اور حالات زیر بحث ہزاکسیلنسی ویسرائے بہادر کے گوش گزار کیئے۔ گورنمنٹ آف انڈیا نے یہ درخواست منظور کی۔ اور پولیٹیکل ایجنٹ صاحب نے ہژدہم رجب ۱۳۰۹ ہجری مطابق ۱۷ ستمبر ۱۸۹۲ء کو خریطہ خط بھیجکر رئیسہ عالیہ کو منظوری کی اطلاع دی ۔

ستارہ بودی واکنون ہمی ہنوز کجاست	باین حساب ترا آفتاب باید شد

آغاز عہد والاجاہی

دسوین شعبان ۱۳۰۹ ہجری مطابق ۱۴ اکتوبر ۱۸۹۲ء کو پولیٹیکل ایجنٹ بہادر

منجانب نواب گورنر جنرل بہادر و ویسرائے کشور ہند خلعت فاخرہ لیکر ورود فرمائے بھوپال ہوئے۔ یازدہم شعبان کو محل شاہی کے دیوان خانہ کلان مین (جو اس جشن مسرت کے لیئے پہلے سے آراستہ و پیراستہ کیا گیا تھا) دربار عام منعقد کیا۔ تمام اخوان وارکان ریاست جاگیرداران ملک محروسہ عہدہ داران محکمات۔ علمائے پائے تخت شعرائے سخن سنج اور افسران سپاہ حاضر دربار تھے۔ جس وقت پولٹیکل ایجنٹ صاحب بہادر خلعت کی کشتیان ہمراہ لیئے ہوئے شاہی محل مین داخل ہوئے تو قلعۂ فتح گڈھ سے سلامی کی توپین سر ہونا شروع ہوئین۔ ریاست کی جانب سے رسم استقبال ادا کی گئی بعد نشست و مزاج پرسی صاحب ممدوح نے خریطۂ خط مورخہ ۱۵ اکتوبر سنہ ۱۸۸۲ء مشعر تہنیت و منظوری خلعت و خطاب اُن تمام مراتب اعزاز کیساتھ جنکا ذکر صفحات سابق مین گزر چکا ہے اپنے ہاتھ سے رئیسۂ عالیہ کے ہاتھ مین دیکر مبارکباد دی۔ منشی دین دیال اگنہانی میر منشی محکمۂ معتمدۂ ایجنٹی نے صاحب ممدوح کے حکم سے اُس خریطۂ خط کو پڑھکر تمام اہل دربار کو سُنایا۔ اور اُس کے مضمون سے مطلع کیا۔ خریطۂ خط کے الفاظ یہ ہین "قبل ازین سترہ ستمبر کو اس نوید مسرت افزا سے آپ کو اطلاع دی گئی ہے کہ گورنمنٹ انگلشیہ سے دیا جانا خطاب نوابی و خلعت۔ نواب صدیق حسن خان بہادر شوہر مشفقہ کو منظور ہوا ہے۔ آج یہ مخلص بہ طیب خاطر اس جلسۂ مسرت و نشاط مین جو محض واسطے اس تقریب سعید کے منعقد ہوا ہے نواب صاحب ممدوح کو خلعت و خطاب عطیۂ گورنمنٹ انگریزی سے مخلع و مخاطب کرتا ہے اور سب اخوان و ارکان کو صلائے عام سے اطلاع دیتا ہے کہ خطاب نواب والاجاہ

امیر الملک بہادر اور خلعت فاخرہ اس درجۂ اعلیٰ کا سرکار انگلشیہ سے نوابصاحب بہادر
ممدوح کو عطا فرمایا گیا۔ اور جمیع مراتب اعزاز مین اُن کے نسبت اسی سرکار فلک اقتدار
سے نقش منظوری کا پانا مناسب وضروری ہے۔ تاکہ برادران واعیان ریاست
بدل وجان اعزاز ومراتب مثل نوابان سابق بھوپال کی عظمت وجلالت منظور رکھین
اور نوابصاحب بہادر ممدوح ان مراتب عطیۂ گورنمنٹ انگلشیہ کے ممنون ہو کر ترقی
ونیکنامی۔ ونفع رسانی ورفاہ عام مین عالی ہمتی اور بلند نظری سے مصروف رہین۔
اور نوابصاحب بہادر ممدوح پر منکشف ہے کہ یہ ریاست حسن خوش انتظامی ونیکنامی سے اور ریاستون
مین ضرب المثل اور مشہور ہے بفضل الٰہی اسی انتظام پسندیدہ سے رونق وزینت اس ریاست کی چلی آتی ہے
اسیطرح آپ سرسبزی وترقی حُسن انتظام ریاست مین آیندہ بدل مصروف رہین۔ اب مخلص اس مکاتبہ کو
اس دعا پر ختم کرتا ہے کہ یہ خلعت وخطاب موصوف نواب محمد صدیق حسن خانصاحب بہادر کو۔ اور آپکو
اور سب اخوان وارکان ریاست کو مبارک ومسعود ہو۔ اور یہ حصول درجۂ اعلیٰ نوابصاحب
بہادر ممدوح سے آپ اور سب اخوان وارکان ریاست کو خوشی حاصل رہے" جب مضمون
خریطۂ خط ختم ہو چکا تو صاحب ممدوح الشان سر وقد استادہ ہوئے اور اپنے ہاتھ سے والاجاہ
بہادر کو خلعت[1] پہنایا۔ والاجاہ بہادر نے ہز اکسیلنسی نواب گورنر جنرل بہادر ویسرائے ہند کے

[1] خلعت فاخرہ جو گورنمنٹ انگلشیہ کیجانب سے والاجاہ کو مرحمت ہوا۔ اور ہز اکسیلنسی ویسرائے بہادر نے والاجاہ کو پہنایا اسکی تفصیل یہ ہے
سرپیچ[1] مرصع۔ مالا[2] مروارید کلان۔ مندیل[3] زرین۔ قبائے[4] زرنگار۔ دو[5] شالہ کشمیری۔ طاقہ[6] کمخواب مغرق بنارسی۔ طاقہ[7] ململ۔ بندوق[8] ولایتی
دونالی۔ شمشیر[9] باقبضہ طلائی۔ پرتلہ[10] زردوزی۔ پیش[11] قبض۔ کمان[12]۔ ترکش[13]۔ سپر[14]۔ فیل[15] مع ہودج[16] نقرہ سادہ کار مع طلائی جل[17]۔ دستی[18] وباد کش[19]
زردوزی۔ مسند[20] وتکیہ[21] مخملی کارچوب پرتن مع بساط[22]۔ اسپ[23] مع پوزی[24] ودمچی[25] وہیکل[26] نقرہ۔ وچار جامہ[27] زردوزی۔ تاج الاقبال فارسی دفتر سوم فصل چہارم صفحہ ۳۰

نذرانہ کی ایک سو ایک اشرفی صاحب ممدوح کے سامنے پیش کی۔ اس کے بعد تمام اخوان و ارکان اور جاگیرداران ریاست نے اپنے اپنے مرتبہ اور مقدار کے موافق والاجاہ کے حضور مین نذرین پیش کین۔ جب یہ رسم ختم ہوئی تو پولیٹیکل ایجنٹ صاحب بہادر نواب والاجاہ بہادر کو اپنے ہمراہ لیکر نواب قدسیہ بیگم صاحبہ کے پاس لے گئے۔ چونکہ وہ رئیسۂ عالیہ کی بزرگ تھین اس لیئے نواب والاجاہ نے ان کے سامنے ایک اشرفی اور پانچ روپیہ نذر دکھائے ریاست کی جانب سے اس تقریب سعید کی خوشی مین ایک ہزار روپیہ ارباب حاجت کو خیرات کیا گیا۔ آئین ریاست کے مطابق کل ملازمان ریاست کی تنخواہون مین سے ہفت نیم روزہ تنخواہ دس روپیہ فی صدی کے حساب سے علاوہ زر نذرانہ کے وضع کی گئی۔ ضابطۂ قدیم کے مطابق پندرہ روز کی تنخواہ وضع کرنی چاہیے تھی۔ لیکن والاجاہ بہادر نے رعایۃً ساڑھے سات روز کی تنخواہ معاف فرمائی۔ رئیسۂ عالیہ نے ملک محروسۂ ریاست بھوپال سے والاجاہ کا نذرانہ فی روپیہ ایک آنہ کے حساب سے وصول کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ والاجاہ نے وہ روپیہ تمام و کمال خزانۂ ریاست مین داخل کر دیا تاکہ وہ عام رعایا اور ملازمان ریاست کی ضیافت مین صرف کیا جائے۔

عطائے جاگیر

یکم شعبان ۱۲۹۸ہجری مطابق ۱۲۸۸فصلی سے رئیسۂ عالیہ نے مبلغ پچھتر ہزار چار سو بہتر روپیہ دس آنہ پاؤ بالائی سالانہ جاگیر تاحین حیات والاجاہ بہادر کو مرحمت فرمائی اور خطوط سرکاری مین اُن کے لیئے القاب و آداب ذیل مقرر کیا گیا۔ نواب صاحب معدن محامد اخلاق

مخزن مکارم اختصاص نواب والاجاہ امیر الملک سید محمد صدیق حسن خان صاحب بہادر

سلمہ اللہ تعالےٰ بعد تشئید مبانی خلوص و یکتا دلی مکشوف رائے مہر آرائے باد۔

تقرر جاگیر کے بعد رئیسہ عالیہ کے مصارف نان و نفقہ مین بجائے مبلغ تین ہزار روپیہ سالانہ

کے جو روز نکاح سے برابر وہ دیتے رہتے تھے شروع سنہ ۱۲۹۰ فصلی سے والاجاہ نے مبلغ چھ ہزار روپیہ سالانہ

مقرر کیا جسکو خزانۂ عامرۂ سرکاری مین وہ تاحین حیات داخل کرتے رہے جاگیر مین شرعاً جو ناجائز رقوم

سوائی شامل تھین والاجاہ نے اُن کو لینا گوارا نہین کیا اور مبلغ ستائیس ہزار روپیہ جو رقوم سوائی کا

وقتاً فوقتاً وصول ہوتا رہا تھا اُس کو خزانۂ ریاست مین واپس کر دیا۔ رئیسۂ عالیہ نے اُسکے معاوضہ

مین بتر عاً ایک اور موضع جمع اصلی پر عنایت فرمایا۔ والاجاہ لکھتے ہین ''جو کام خالصاً لوجہ اللہ ہوتا ہے

اسکا اجر نہ دنیا مین برباد جاتا ہے اور نہ آخرت مین وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا

اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ'' تمام شعرائے پایۂ تخت نے اِس تقریب ہمایون کی

تہنیت مین کثرت سے قصائد اور نظمین اور قطعات تاریخی لکھکر والاجاہ کیخدمت مین بطور نذر پیش کیے

جو تاج الاقبال اور مولفات والاجاہ مین طبع ہو چکے ہین۔ والاجاہ بہادر باعتبار خویشی و مستقل رئیس

یعنی نواب جہانگیر محمد خان بہادر مرحوم اور نواب سکندر بیگم صاحبہ خلد نشین کے داماد تھے۔ اور بلحاظ

ابقاء المنن صفحہ ۸۰ — ۵ نوابصاحب موصوف مستقل رئیس اور فرمانروا ریاست بھوپال کے تھے۔ اٹھائیس ذیقعدہ سنہ ۱۲۶۰ ہجری مین اُنھون نے وفات پائی اُس زمانہ مین علیا حضرت رئیسۂ عالیہ نواب شاہجہان بیگم صاحبہ خلد مکان (جو حقدار ریاست اور اصلی جانشین نوابصاحب موصوف کی تھین) خرد سال تھین اسلیے حسب منشاء سرکار انگلشیہ تابلوغ رئیسۂ عالیہ انکی والدۂ محترمہ نواب سکندر بیگم صاحبہ مختار ریاست قرار دی گئین۔ جب رئیسۂ عالیہ سن بلوغ کو پہونچین تو خود اُنھون نے اپنی مرضی سے اپنی والدۂ محترمہ نواب سکندر بیگم صاحبہ کو اُنکے حین حیات تک بجائے اپنے مستقل رئیس اور فرمانروائے ریاست بھوپال تسلیم کیا اور سرکار انگریزی نے اُسکی باضابطہ منظوری حاصل کی غرضکہ اسطرح سرکار خلد نشین مستقل رئیسہ قرار پا گئین ۱۲

شیر خاص رئیسۂ عالیہ و منتظم ریاست ہونے کے نوابان سابق سے زیادہ اقتدار رکھتے تھے کیونکہ اِس سے قبل شوہر رئیسہ کو جو خطاب نوابی عطا ہوا کرتا تھا وہ محض اعزازی ہوتا تھا نظم ریاست مین اُس کو کسی قسم کا حق مداخلت حاصل نہین ہوتا تھا۔ جیساکہ سرکار خلد نشین کے اُس خریطۂ خط کے مضمون سے جو بست و ہفتم صفر ۱۲۷۱ ہجری مطابق نوزدہم نومبر ۱۸۵۴ع کو ہملٹن صاحب بہادر کے خریطۂ خط کے جواب مین بھجا گیا تھا اور اُس کی تائید و توثیق مین محکمۂ ایجنسی سے ہفدہم جولائی ۱۸۵۵ع کو ایک اشتہار عام شائع کیا گیا تھا اِس اَمر کی صاف طور پر توضیح ہوتی ہے۔ سرکار خلد نشین کے اُس خریطۂ خط کا مخصوص فقرہ یہ ہے "حکمے کہ در باب بودن رئیس بھوپال شوہر نواب شاہجہان بیگم صاحبہ مرقوم است حسب درخواست مخلصہ است کہ بتوجہ صاحبان عالی شان بہادر نافذ گردید" اور اشتہار کی عبارت یہ ہے "صلاے عام دیجاتی ہے کہ مطابق تحریر صدر کے نواب شاہجہان بیگم صاحبہ رئیسہ بھوپال اور اُن کی والدۂ ماجدہ مختار ریاست رہینگی۔ یہ بھی قرار پایا کہ بباعث تجویز مذکورہ الصدر کے دولہ (شوہر) نواب شاہجہان بیگم صاحبہ کے فقط برائے نام نواب ہون گے۔ اور تعظیم و تکریم اور جشن جلوس اُن کا مطابق نوابان زمانۂ سابق کے رہیگا۔ اور اِس امر نے بھی نقش منظوری سرکار کا پایا ہے"

کیپٹن ولیم فریڈرک ایڈن صاحب بہادر پولٹیکل ایجنٹ بھوپال کے عہد مین اِس اشتہار کی ایک سو سے زائد کاپیان چھاپ کر تمام ریاست محروسہ مین مشتہر کی گئین۔

والاجاہ کے اختیارات نظم ریاست مین

نظم و نسق مالی و ملکی مین والاجاہ کو جو اہم اختیارات حاصل ہوئے اُسکے اسباب حسب ذیل ہین۔

(۱) کرنل ٹامسن صاحب بہادر پولیٹیکل ایجنٹ بھوپال اور کرنل جان ریچرڈ میڈ ایجنٹ گورنر جنرل بہادر سنٹرل انڈیا نے رئیسۂ عالیہ کو اثناء سفر کلکتہ مین مشورہ دیا کہ آپ نکاح کرلین آپکا شوہر کاروبار ریاست مین آپ کو مدد دیگا۔ (۲) اس مشورہ کے ساتھ اتفاق ظاہر کرتے ہوئے کرنل جان رچرڈ میڈ صاحب بہادر ایجنٹ نواب گورنر جنرل بہادر سنٹرل انڈیا نے رئیسۂ عالیہ کے سامنے بروقت ملاقات اس خواہش کا دوبارہ اعادہ کیا۔ (۳) کرنل جان ولیم ولبی آسبرن صاحب بہادر پولیٹیکل ایجنٹ بھوپال نے ایک یادداشت مورخہ ۳۱ مئی ۱۸۷۱ء رئیسۂ عالیہ کی یادداشت کے جواب مین بھیجی جس کے الفاظ یہ ہین "یادداشت آن مشفقہ اس خلاصہ سے آئی کہ خان صاحب موصوف میری روبکاری مین کام کیا کرینگے نقط مخلص اس تجویز پسندیدہ سے بہت خوش ہوا اور آپ کی رائے مستحسن اور انسب ہے" والاجاہ اگرچہ زمانۂ امیر الانشائی اور معتمد المہامی کے وقت سے انتظام ریاست کے مہمات اُمور مین یونہی سرگرم سعی و کوشش سے رئیسۂ عالیہ کے مورد التفات و تحسین رہے لیکن تقریب عقد کے بعد رئیسۂ عالیہ نے مستقل طور پر باضابطہ اُن کو اپنا مشیر خاص بنا کر وسیع اختیارات عطا کیئے۔

یہانتک کہ ایک مرتبہ[۱] رئیسۂ عالیہ نے اُن کی کمال جانفشانی اور رفاقت صادقہ پر نظر کرکے یہ ارادہ کیا کہ والاجاہ کو حین حیات تک گورنمنٹ انگلشیہ سے منظوری حاصل کرکے باضابطہ مستقل مختار ریاست بنا دین - اور اس امر کے متعلق کسی قدر عملی کارروائی بھی وقوع مین آئی - جسکی پوری مثل دفتر ریاست مین موجود ہے - مگر والاجاہ نے کوشش کرکے بہزار دقّت اس ارادہ سے اُن کو باز رکھا - اسی زمانہ سے والاجاہ کی پبلک زندگی کا آغاز ہوا - یہ ہی وہ روشن زمانہ ہے جس نے اُن کی عملی مذہبی اخلاقی اور علمی طاقتون پر اپنی روشنی ڈالکر اُن کے متضاد اور جامع صفات کو منظر عام پر نمایان کیا اور دُنیا کو اُن سے اور اُنکے کارنامہائے جلیلہ سے روشناس کیا -

سچ تو یہ ہے کہ ایک بڑے سے بڑے امین اور متدین کی بہترین صفت امانت اور دیانت اور ایک عالم اجل اور علامۂ وحید عصر کا فضل وکمال اور ایک کامل فن ادیب کی بے نظیر انشاء پردازی اور ایک تقدس مآب مرتاض عارف باللہ کی صداقت اور حق پرستی اور ایک سپہ سالار اعظم کی جسارت و کاروانی - اُس وقت تک کبھی منظر عام پر نمایان اور نافع ملک وملت نہین ہوسکتی - جب تک کہ اُس کی طاقتون کے سامنے میدان عمل فراخ اور اُس کے عزائم کے سامنے فضاء حرکت بسیط اور اُسکی جد وجہد علمی وعملی کے سامنے ایک جولانگاہ عریض اور اُس کے دست کرم کے لیئے ایک عظیم الشان خزانہ موجود نہ ہو - کیونکہ بہت سے بیش بہا نایاب جواہر معارف واسرار وحکم ایسے ہین جو بغیر اُس کے نہ خرید کیئے جاسکتے ہین

[۱] ابقاء المنن صفحہ ۱۱۲

نہ وقف عام ہو سکتے ہین - انھین وسائل کی نایابی اور فقدان کے مضمون کو شیخ علی حزین نے اپنے ایک شعر مین ان پُر درد الفاظ کے ساتھ ادا کیا ہے ؎

پائے بستند و رہ سعی نشانم دادند	دست و بازو بشکستند و کمانم دادند

خوش قسمتی سے قدرت نے یہ تمام ذرائع والاجاہ کے لیے مہیا کر دیے جن سے اُنھون نے خود بھی فائدہ اُٹھایا - اور رئیس و ریاست اور ملک و ملّت کو بھی عظیم الشان منفعت پہونچائی -

رئیسۂ عالیہ کے مزاج مین والاجاہ کا رسوخ روز بروز بڑھتا گیا - جلوت و خلوت مین وہ اُن کے دست و بازو بنے رہے اور کسی وقت رئیسۂ عالیہ کی معیت سے جدا نہین ہوئے متعدد مرتبہ اُن کو رئیسۂ عالیہ کے ساتھ ہندوستان کے مختلف ملکون کی سیر و سیاحت کا اتفاق ہوا - اور ہر سفر مین رئیسۂ عالیہ اور والاجاہ کو بہت سے امتیازات اور مراتب اعزاز ایسے حاصل ہوئے جو اس سے قبل کبھی فرمانروایان بھوپال کو حاصل نہین ہوئے تھے -

سفرِ بمبئی

عقد ثانی کو ہنوز ایک سال اور کچھ مہینے گزرے تھے کہ جمادی الثانی ۱۲۸۹؁ ہجری کو ایک پرائیوٹ چٹھی پولیٹکل ایجنٹ صاحب بہادر کی رئیسۂ عالیہ کے نام اس مضمون کی

؎ قبل اس سفر کے رئیسۂ عالیہ نے پندرہ روز کے لیے ایک مختصر سفر کلکتہ کا ہز رائل ہائینس ڈیوک آف ایڈنبرا بہادر سے ملنے کے لیے کیا تھا - اس زمانہ مین جناب لارڈ میو صاحب بہادر ہندوستان کے گورنر جنرل اور ویسرائے تھے -

آئی کہ "آپکی ہمہ تن مصروفیت جو ترقی اور حسن انتظام ریاست آبادی ملک اور دادخواہی رعایا کے معاملات مین عمل مین آئی ہے اُس پر نظر کر کے اور جو اطاعت شعاری آپکی جانب سے دولت انگلشیہ کے ساتھ وقوع پذیر ہوئی ہے اسکے لحاظ سے علیاحضرت ملکہ معظمہ کوئن وکٹوریا نے اپنے تفقدات شاہانہ سے آپ کو خطاب - نائٹ گرینڈ کمانڈر اسٹار اف انڈیا اور تمغہ و نشان درجۂ اول - مرحمت فرمانا منظور کیا ہے" بعد اس کے ایک خریطۂ خط پولیٹیکل ایجنٹ صاحب کی جانب سے رئیسۂ عالیہ کے نام آیا کہ چہارم رمضان ۱۲۸۹ھ مطابق شانزدہم نومبر ۱۸۷۲ء کو ایک عالیشان دربار بمبئی مین منعقد ہوگا - اور اُس مین ہزاکسیلنسی ویسرائے بہادر آپ کو شاہانہ نوازش سے ممتاز و مفتخر فرمادینگے یہ مژدۂ دلآویز سُنکر رئیسۂ عالیہ پنجشنبہ رمضان شریف ۱۲۸۹ھ مطابق ہفتم نومبر ۱۸۷۲ء کو اخوان و ارکان ریاست کے ساتھ بمبئی روانہ ہوئین اور یازدہم رمضان شریف کو بمبئی کے بائی کلہ اسٹیشن پر ورود فرما ہوئین - کرنل جان ولیم ولبی آسبرن صاحب بہادر پولیٹکل ایجنٹ بھوپال مسز آسبرن صاحبہ - مسٹر گون پولیٹیکل سکریٹری وٹرنیسلٹیر - اور ایڈی کانگ ہزاکسیلنسی گورنر صاحب بہادر بمبئی - اور سر جمشید جی صاحب اور دیگر عمائدین بمبئی نے استقبال کیا - یورپین رجمنٹ نمبر ۸۳ کا گارڈ آف آنر اسٹیشن پر موجود تھا اُس نے سلامی ادا کی - بینڈ نے خیر مقدم کے راگ کی گت بجائی - پونا ہارس کی ایک رجمنٹ رئیسۂ عالیہ کی سواری کے جلوس کے جلو مین روانہ ہوئی - انیس ۱۹ ضرب سلامی توپون کی سر ہوئی - رئیسۂ عالیہ نے بھیم جی مانک جی پارسی کے خوشنما عالیشان کوٹھی مین قیام فرمایا چہاردہم رمضان شریف

سنہ ۱۲۸۹ ہجری مطابق شانزدہم ۱۶ نومبر سنہ ۱۸۷۲ء کو شنبہ کے دن دو بجے پُر شان و شوکت دربار منعقد ہوا۔ رئیسۂ عالیہ نواب والاجاہ بہادر۔ نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ ولیعہد ریاست۔ مدار المہام صاحب بہادر۔ اور دیگر اخوان ریاست کو اپنے ہمراہ لیکر بارگاہ گورنری مین تشریف لے گئین۔ ضابطۂ قدیم کے مُطابق اہل دربار کی ترتیب اس طرح پر تھی۔ اول علم بردار پھر عصا بردار پھر سپہ سالاران فوج پھر سکرٹری صاحب بہادر اور انڈر سکرٹیری صاحب بہادر۔ پھر کپتنین درجۂ سوم کے خطاب یافتہ۔ پھر درجۂ دوم کے خطاب یافتہ پھر درجۂ اول کے خطاب یافتہ تشریف فرما تھے۔ ہز اکسیلنسی وایسرائے گرینڈ ماسٹر کی پوشاک پہنے ہوئے تھے ہر ایک نائٹ گرینڈ کمانڈر کے آگے ایک یورپین افسر نشان ہاتھ مین لیے ہوئے تھا۔ اور اُسکے عقب مین اخوان وارکان ریاست تشریف فرما تھے۔ ہز اکسیلنسی وایسرائے کے ملٹری سکریٹری صاحب دونون نشان ہاتھ مین لیئے ہوئے گرینڈ ماسٹر صاحب کے عقب مین تھے۔ اور اُن کے بعد سرداران و والیان مُلک کی نشست تھی۔ جب دربار معمور ہو چکا۔ اور سب اہل خطاب اپنی اپنی نشست گاہون پہ بیٹھ گئے تو انڈر سکریٹری صاحب نے ایستادہ ہو کر دربار کے سامنے اعلان عام کیا۔ کہ یہ دربار فرمان شاہی کے مطابق بالتخصیص نواب شاہجہان بیگم صاحبہ فرمان روائے بھوپال اور آنرایبل سر جان اسٹیرچی صاحب بہادر کو خطاب و تمغہ عطا فرمانے کے لیئے منعقد کیا گیا ہے۔ پھر سکریٹری صاحب نے رئیسۂ عالیہ کا استقبال کیا۔ اور اپنے ساتھ اُن کو بارگاہ گورنری تک لے گئے۔ ترتیب رفتار اس طرح تھی۔ آگے علم بردار۔ پھر عصا بردار پھر انڈر سکریٹری صاحب یہ تمغہ اپنے ہاتھ مین لیئے ہوئے تھے۔ اُنکے بعد سکریٹری صاحب

اُنکے بعد دو اور صاحبان ذیشان - اُنکے بعد پولیٹیکل ایجنٹ بھوپال - اُنکے بعد ایک افسر سربستہ علم اپنے ہاتھ مین لیئے ہوئے اُسکے بعد رئیسۂ عالیہ اُنکے بعد والاجاہ بہادر اور عمائد واخوان دار ارکان ریاست - جسوقت رئیسۂ عالیہ نے بارگاہ گورنری مین قدم رکھا - گارڈ آف آنر نے باقاعدہ سلامی ادا کی - اور رئیسۂ عالیہ نے اپنے نمبر کے مطابق کرسی پر جلوس فرمایا رئیسۂ عالیہ کی کرسی پولیٹیکل ایجنٹ بہادر کی کرسی کے بعد تھی - اور اُنکی کرسی کے بعد بخشی محمد حسنخان کی کرسی تھی - اسلیئے کہ وہ اسٹار کا سربستہ نشان ہاتھ مین لیئے ہوئے تھے اُنکی کرسی کے بعد نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ ولیعہد ریاست - اور نواب والاجاہ بہادر کی برابر برابر کرسی تھی - اُنکے بعد خوانین ریاست کی کرسیان تھین - دو پیج آف آنر رئیسۂ عالیہ کے رب کا ٹیل اُٹھائے ہوئے تھے - سکرٹیری صاحب نے فرمان شاہی ہز اکسیلنسی ویسرائے کے سامنے پیش کیا - صاحب محتشم الیہ نے عطائے خطاب وتمغہ کا ایما فرمایا - رئیسۂ عالیہ اُٹھکر ہز اکسیلنسی کے تخت کے قریب گئین - سکرٹیری صاحب نے ادائے کورنش کے بعد میز سے تمغہ اُٹھا کر لارڈ صاحب بہادر ممدوح کے ہاتھ مین دیا - اور لارڈ صاحب بہادر نے فرمان شاہی سکرٹیری صاحب کو دیا انھون نے فرمان شاہی لفظ بلفظ پڑھکر اہل دربار کو سُنایا - پھر رئیسۂ عالیہ کو میز کے قریب لے گئے - ہز اکسیلنسی کے ایماء کے مطابق سر رچرڈ ٹمپل صاحب بہادر نے تمغہ اپنے ہاتھ مین لیا - اور سر ایڈورڈ رسل صاحب نے سکرٹیری صاحب بہادر کے ہاتھ سے نشان اپنے ہاتھ مین لے لیا - اور رئیسۂ عالیہ کو اسٹار آف انڈیا - کار وب زیب تن کرا کے تخت کے سامنے لائے رئیسۂ عالیہ نے سلام کیا - اور لارڈ صاحب ممدوح نے تمغہ کا کالر اپنے ہاتھ سے

رئیسۂ عالیہ کو پہنایا اور فرمایا کہ "مین آپ کو علیا حضرت ملکۂ معظمہ کے فرمان کے مطابق

اس پُرشان و شوکت دربار مین تمغۂ عزت اور اسٹار آف انڈیا کا نشان (یعنے علَم)

عطا کرتا ہون - یہ بڑا عالی مرتبہ خطاب ہے اور علیا حضرت ملکۂ معظمہ نے اپنے التفات

شاہانہ سے بطیب خاطر آپ کو نائٹ گرینڈ کمانڈر اسٹار آف انڈیا کا مخاطب قرار دیا ہے"

مضمون فرمان ختم ہونے کے بعد انیس[19] ضرب توپین رئیسۂ عالیہ کی سلامی کی سر ہوئین -

سکریٹری صاحب اپنے ہمراہ رئیسۂ عالیہ کو ہر ایک نائٹ گرینڈ کمانڈر سے تعارف

اور مصافحہ کراتے ہوئے میز کے قریب لے گئے - یہان رئیسۂ عالیہ نے ضابطۂ خطابات

کے مطابق اقرار نامہ پر اپنے دستخط ثبت کیئے - اسکے بعد اپنی نشست گاہ کے محاذ مین

مؤدبانہ کھڑی ہو گئین - اور بخشی محمد حسن خان صاحب نے نشان قیصری کھولکر بلندی پر

اُڑایا - بینڈ نے مبارکباد کی گت بجائی - سکریٹری صاحب بہادر نے رئیسۂ عالیہ کا خطاب

بلند آہنگی سے اہل دربار کے گوش گزار کیا - اس کے بعد رئیسۂ عالیہ اور تمام اہل دربار

جو تعظیماً کھڑے ہوئے تھے اپنی اپنی کرسیون پر بیٹھ گئے - اس رسم کے ختم ہونے کے بعد

سر جان اسٹریچی صاحب بہادر کو ہز اکسیلنسی ویسرائے نے درجۂ دوم کا تمغہ مرحمت فرمایا -

جب یہ رسم تمغہ بھی ادا ہو چکی تو ہز اکسیلنسی دربار سے گورنمنٹ ہوس کی جانب روانہ

ہو گئے - اور اکیس[21] ضرب توپین صاحب ممدوح کی سلامی کی سر ہوئین - اور تمام اہل دربار

ترتیب کے ساتھ اپنی اپنی فرودگاہ پر واپس آئے - اثنار راہ مین سکریٹری صاحب

نے اسٹار آف انڈیا کے تمغہ کی سند مورخہ ۲۱ ماہ مئی ۱۸۷۲ء سال جلوس جس پر مُہر

اور دستخط خاص ہز مجسٹی ملکۂ معظمہ کے تھے۔ رئیسۂ عالیہ کو عطا کی اور ویسرائے بہادر نے اپنی تصویر رئیسۂ عالیہ کو مرحمت فرمائی۔ سترہ رمضان شریف کو سہ شنبہ کے دن ہز اکسیلنسی رئیسۂ عالیہ کی فرودگاہ پر ملاقات بازدید کے لیئے تشریف لائے۔

نواب والاجاہ بہادر اور مدار المہام صاحب بہادر نے ٹھاکر صاحب بھاؤنگر کی کوٹھی تک جہان وہ ٹھہرے ہوئے تھے۔ استقبال کیا اس دربار مین تمام اخوان وارکان ہمراہ موجود تھے۔ رئیسۂ عالیہ نے اور تمام اہل دربار نے نذرین پیش کین۔ ہز اکسیلنسی ویسرائے نے اپنی مہربانی سے اُن کو معاف کیا اور دیر تک رئیسۂ عالیہ سے ہمکلام رہے پھر رئیسۂ عالیہ نے بمبئی سے روانگی کی اجازت طلب کی۔ اور سورت اور احمد آباد کی سیر کی خواہش ظاہر فرمائی۔ اس کے بعد رئیسۂ عالیہ نے اپنے دست خاص سے لارڈ صاحب بہادر ممدوح۔ اور سکریٹری صاحب اور دو ممبران کونسل اور دو صاحبان رزیڈنٹ بہادر سنٹرل انڈیا اور راجپوتانہ کو عطر و پان تقسیم کیا۔ اور پھولون کے ہار پہنائے کُل تیرہ صاحبان عالیشان تشریف فرما تھے۔ باقی صاحبان کو نواب والاجاہ بہادر نے عطر و پان تقسیم کیا۔ بمبئی مین جلالت مآب اعلیٰ حضرت سلطان المعظم کے کونسل جنرل اور اعلیٰ حضرت شاہ ایران کے کونسل جنرل اور ہز ہائنس آغا خان داماد فتح علی شاہ۔ اور مُلّا فیروز جی بن مُلّا کاؤس جی صاحب سے والاجاہ بہادر کی ملاقات ہوئی۔ مُلّا فیروز ایک نامور شاعر تھے۔ انکی مثنوی جارج نامہ مشہور ہے۔ جو تین دفترون پر مشتمل ہے۔ اس مثنوی مین شاہان لندن کی فتح ہندوستان کی کیفیت اور جو لڑائیان اہل ہند

اور اہل یورپ سے ہوئین اُن سے تمام واقعات زبان دری پارسی مین لکھے ہین -
کُل اشعار شاہنامہ کے طرز پر اندازاً چالیس ہزار ہین - اٹھارہ رمضان شریف کو
رئیسۂ عالیہ بمبئی سے روانہ ہوئین - سات بجے دن کو سوار ہوکر پانچ بجے شام کو سورت
مین ورود فرما ہوئین - جج صاحب بہادر نے مراتب استقبال و سلامی ادا کیئے -
مُلّا نجم الدین صاحب مرحوم نے جو فرقۂ اسماعیلیہ یعنی بوہرون کے پیشواے اعظم
تھے اپنی مستورات کو رئیسۂ عالیہ کے سلام اور ملاقات کے لیئے فرودگاہ سرکاری پر بھیجا -
اور مراسم ضیافت نہایت حسن اخلاق اور خوبی کے ساتھ ادا کیئے - اور چند طاقہاے
پارچۂ پوشیدنی رئیسۂ عالیہ اور نواب والاجاہ بہادر اور نواب ولیعہد صاحبہ یا ست
اور مدار المہام صاحب بہادر کو تحفۃً نذر دیئے - ایک شبانہ روز قیام کے بعد سات بجے
دن کے رئیسۂ عالیہ سورت سے احمد آباد روانہ ہوکر مغرب کو وہان رونق افروز ہوئین
جج صاحب اور کلکٹر صاحب نے استقبال کیا - شلک سلامی سر ہوئی - شب کے وقت کلکٹر صاحب
بہادر نے نہایت سیر چشمی کے ساتھ رئیسۂ عالیہ اور تمام منتسبان دولت کی دعوت کی
دو روز یہان قیام رہا تیئسوین رمضان شریف کو سات بجے دن کے احمد آباد سے روانہ ہوکر
دس بجے رات کے پھر بمبئی واپس تشریف لائین - بعض ضرورتون کی وجہ سے چار روز یہان
قیام رہا - اسی اثنا مین دفعتہً یہ خبر وحشت اثر رئیسۂ عالیہ کے گوش گزار ہوئی کہ تمام سامان
توشک خانۂ خاص رئیسۂ عالیہ اور نواب ولیعہد صاحبہ - اور نواب والاجاہ بہادر کا جو بخشی
محمد حسن خانصاحب کی تحویل اور نگرانی مین بھوپال سے روانہ کیا گیا تھا - اسٹیشن کھنڈوہ پر پہونچکر

نذر آتش ہو گیا۔ اُس سامان کے ساتھ دفتر خاص کے کاغذات اور ریاست کی یادداشتین
اور رئیسۂ عالیہ اور سرکار خلد نشین کے عطائے اسٹار کی مثلین بھی شامل تھین رئیسۂ عالیہ
نے اِس حادثہ مین بخشی صاحب کی غفلت اور سہل انکاری کے ثبوت کی بنا پر اُنکو معزول کر دیا
اٹھائیسوین[۲۸] رمضان شریف ۱۳۱۸ ہجری کو بمبئی سے موکب اقبال جانب بھوپال روانہ ہوا
اور دوروز مقام بدھنی مین رئیسۂ عالیہ نے قیام کر کے نماز عید الفطر ادا کی۔ بعد اُس
کے پانچوین شوال ۱۳۱۹ ہجری کو دار الاقبال بھوپال مین نزول اجلال فرمایا انیس[۱۹] شوال
سے اکیس[۲۱] شوال تک بھوپال مین عطایائے شاہی کے جشن مسرت کی دھوم دھام رہی۔
شعرائے پائے تخت نے قصائد تہنیت پیش کیے۔ جو تاج الاقبال تاریخ بھوپال مین درج ہین
رئیسۂ عالیہ کی صدر نشینی و نکاح ثانی کے بعد یہ پہلا سیاسی سفر تھا جس مین رئیسۂ عالیہ کے مراتب
جاہ و جلال کا ستارۂ اقبال بلند ہو کر اُفق ہندوستان پر درخشان ہوا۔ اور رئیسۂ عالیہ
کی عظمت اور جلالت کو نامور فرمان روایان ہند کے نگین دل پر نقش کر دیا۔ اس سفر مین
نواب والاجاہ بہادر کو اعلیٰ افسران دولت انگلشیہ اور قائم مقام ہر مجسٹی قیصر ہند اور
والیان ریاست اور عمائد مملکت ہند سے اتفاق ملاقات ہوا۔

عقد نکاح نواب ولیعہد صاحبہ دام اقبالہا

ہنوز اِس مسرت کا لطف کم نہین ہونے پایا تھا کہ ایک اور تازہ تر مسرت کی تقریب
پیش آئی۔ رئیسۂ عالیہ کو جناب نواب ولیعہد صاحبہ کے عقد نکاح کا خیال پیدا ہوا۔ والاجاہ مرحوم

نے مشورہ دیا کہ احمد علی خان (نواب نظیر الدولہ احتشام الملک بہادر مرحوم مغفور)
سے زیادہ بظاہر کوئی شخص موزون نہین ہے۔ سرکار خلد نشین اُن کو اکبر آباد سے
ہفت سالہ عمر مین اپنے ساتھ لائی تھین۔ اور آپ نے بھی طریقہ شفقت ہمیشہ اُن
کے ساتھ مرعی رکھا۔ اُنھون نے تعلیم و تربیت آپ ہی کے سایۂ عاطفت مین پائی ہے
وہ آداب ریاست۔ اور مراسم خاندانی سے بھی واقف ہو چکے ہین۔ خلد نشین کے حکم
سے چند روز تک مین نے اُن کو کتاب کا سبق بھی پڑھایا ہے۔ مین اُن کی طباعی سے
واقف ہون۔ رئیسۂ عالیہ نے اُن کی اس راے کو منظور فرما کر تمام اخوان و ارکان ریاست
سے نکاح کے متعلق مشورہ کیا۔ سب نے اس راے کو پسند کیا۔ پھر رئیسۂ عالیہ نے حکام بالادست
کو اطلاعی خریطۂ خط ارسال کیا۔ سوم ماہ جون ۱۸۷۱ء کو ہز اکسیلنسی لارڈ نارتھ برک صاحب
بہادر وسیراے کشور ہند نے خریطۂ خط کے جواب مین اپنی دلی خوشنودی کا اظہار کیا۔
اور با قاعدہ منظوری عطا کی پانزدہم رجب ۱۲۸۹ ہجری مطابق ۱۹ ستمبر ۱۸۷۲ء کو
شاہانہ تزک و احتشام اور جاہ و جلوس کے ساتھ بزم کدخدائی منعقد ہوئی۔ اور
والاجاہ مرحوم نے نوشہ کو اپنی مسند پر جگہ دیکر اپنی وکالت ذاتی سے کمال مسرت و شادمانی
کے ساتھ نواب ولیعہد صاحبہ کا نکاح[ا] نواب صاحب بہادر مرحوم سے کر دیا۔
یہ غلغلۂ جشن سرور و انبساط مدت دراز تک قائم رہا۔ اور بخیر و خوبی اختتام کو پہونچا۔

[ا] اس تقریب مسرت آگین مین رسم خطبۂ عقد نکاح اور سامان جہیز مین حسب تفصیل مصارف ہوے چھ لاکھ ستر ہزار
دو سو اپچاس روپیہ تین آنہ نو پائی ۱۲

سب سے زیادہ قابل فخر یہ بات ہے کہ اِس تقریب ہمایون مین رئیسۂ عالیہ نے کوئی ادنی سی ادنی رسم بھی خلاف شرع شریف جائز نہین رکھی۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ مدارالمہام بہادر مرحوم نے عقد نکاح کی تہنیت مین ایک قطعۂ تاریخ لکھا جو اُنکے تذکرۂ حال مین لکھا جاچکا ہے۔

سفر کلکتہ

اوائل جون ۱۸۷۵ء مین ہز رائل ہائینس پرنس آف ویلز بہادر ولیعہد سلطنت انگلستان کے ہندوستان مین تشریف لانے کی خبر مشتہر ہوئی۔ چند ماہ کے بعد انگلستان سے شاہزادۂ ممدوح کی روانگی کی خوشخبری سامعہ نواز خاص و عام ہوئی۔ جبوقت ہز رائل ہائینس کا جہاز ساحل بمبئی پر لنگر انداز ہوا اُس وقت کرنل ولیم ولبی آسبرن صاحب بہادر پولیٹکل ایجنٹ بہادر بھوپال نے رئیسۂ عالیہ کو باضابطہ اطلاع دی۔ کہ پرنس ممدوح یکم جنوری ۱۸۷۶ء کو دارالسلطنت کلکتہ مین دربار منعقد فرمائینگے۔ اور جناب سر ہنری ڈیلی صاحب بہادر رزیڈنٹ۔ سنٹرل انڈیا نے عطاے خطابات کا مژدہ جانفزا سُنایا۔ چونکہ نواب ولیعہد صاحبہ کا زمانۂ وضع ولادت قریب تھا۔ اِس لیئے رئیسۂ عالیہ کو فطری طور پر شفقت مادرانہ کے لحاظ سے ایک گونہ تشویش لاحق تھی۔ اور سفر کلکتہ مین پس و پیش تھا اِس بنا پر اولاً اُنھون نے والاجاہ بہادر کو اپنا قائم مقام بناکر ہز رائل ہائنس کے استقبال اور شرکت دربار کے لیئے بمبئی اور کلکتہ روانہ کرنا تجویز کیا تھا مگر ساتھ ہی اِس کے چونکہ پرنس ممدوح

کے ہندوستان تشریف لانے کی خوشی مین جوش وفاداری اور حسن ارادت رئیسۂ عالیہ
کے دل مین موج زن تھا علاوہ اس کے والاجاہ کی فہمائش۔ اور جلسہ خطابات کی اہمیت پر
نظر کر کے اور جناب سر ہنری ڈیلی صاحب بہادر کے خریطۂ خط سے یہ معلوم کر کے کہ ہز اکسیلنسی
لارڈ نارتھ بروک صاحب بہادر وبسراے کشور ہند ارشاد فرماتے ہین کہ آن مشفقہ کو
کلکتہ مین بذات خود تشریف لانا چاہیے۔ رئیسۂ عالیہ غایت مسرت کے ساتھ اُٹھ کھڑی ہوئین
اور اللہ خیرٌ حافظاً کہکر ہفتم ذیقعدہ ۱۲۹۲ھ ہجری مطابق ششم دسمبر ۱۸۷۵ء کو دوشنبہ
کے دن نواب ولیعہد صاحبہ دام اقبالہا کو اپنے ظلّ عاطفت مین لیکر نواب والاجاہ بہادر اور نواب
نظیر الدولہ احمد علی خان بہادر اور مدار المہام منشی جمال الدین خان بہادر اور دیگر
خوانین ریاست کے ساتھ بھوپال سے کلکتہ روانہ ہوئین۔ بارہ ذیقعدہ کو دوشنبہ کے دن
آٹھ بجے اسپشل ٹرین الہ آباد پہونچی۔ حکّام اور عمائد شہر نے استقبال کیا۔ دوسرے روز
انیس ۱۹ ضرب توپون کی سلامی قلعہ سے سر ہوئی۔ رفع تکان کی غرض سے ایک روز جناب
مہاراجہ صاحب بہادر بنارس کی پُرفضا کوٹھی مین جو دریاے جمن کے کنارے پر واقع ہے
قیام فرمایا۔ دوسرے روز وہان سے روانہ ہو کر شانزدہم ۱۶ ذیقعدہ ۱۲۹۲ھ ہجری مطابق
پانزدہم ۱۵ دسمبر ۱۸۷۵ء کو کلکتہ مین رونق افروز ہوئین۔ کیپٹن مڈت صاحب بہادر اڈیکانگ
اور انڈر سکریٹری کیری صاحب بہادر نے ویسراے کی جانب سے ہوڑہ اسٹیشن پر استقبال کیا
جس وقت اسپشل ٹرین اسٹیشن پر پہونچی۔ رئیسۂ عالیہ نے برقع مین برآمد ہو کر صاحبان ذیشان
بہادر سے ملاقات اور مزاج پرسی کی۔ فورٹ ولیم سے انیس ۱۹ ضرب توپون کی سلامی سر ہوئی

گارڈ آف آنر صف بستہ کھڑا تھا۔ اُس نے باقاعدہ سلامی اداکی۔ رئیسۂ عالیہ مع نواب ولیعہد صاحبہ زنانی بگھی مین سوار ہوئین اور انڈر سکریٹری صاحب بہادر نے والاجاہ کو اپنے برابر بگھی مین بٹھایا۔ اور سرکاری سواری کا جلوس شارع عام سے گزرتا ہوا فرودگاہ پر پہونچا۔ یہان ایک عالیشان پُرفضا کوٹھی تھی جو ہزاکسیلنسی کی جانب سے رئیسۂ عالیہ کے قیام و آسائش کے لیئے آراستہ کی گئی تھی۔ لوازم ضیافت و مہمانداری گورنمنٹ آف انڈیا کی جانب سے زمانۂ قیام تک ادا ہوتے رہے۔ بست و دوم ۲۲ دسمبر ۱۸۷۵ء کو رئیسۂ عالیہ ہزاکسیلنسی ویسرائے بہادر کی ملاقات کے لیئے گورنمنٹ ہوس مین تشریف لے گیئن۔ والاجاہ بہادر اور اخوان وارکان ریاست ہمراہ تھے۔ اور راقم الحروف بھی شریک دربار تھا۔ سکریٹری صاحب بہادر اور انڈر سکریٹری صاحب بہادر اور ویسرائے کے ایڈی کانگ صاحب بہادر نے استقبال کیا۔ رسم مجریہ کے مطابق رئیسۂ عالیہ نے اکسو ایک تھان اشرفی کے بطور نذر جناب لارڈ صاحب بہادر کے سامنے پیش کیئے۔ لارڈ صاحب ممدوح بہ نہایت تکریم و حسن اخلاق اور تواضع کے ساتھ پیش آئے۔ اور اُسی روز رئیسۂ عالیہ کی ملاقات بازدید کے لیئے فرودگاہ سرکاری پر رونق افروز ہوئے۔ والاجاہ بہادر نے نواب سالار جنگ بہادر کی فرودگاہ تک استقبال کیا۔ اس ملاقات مین صرف والاجاہ بہادر اور مدارالمہام صاحب بہادر شریک تھے۔

نواب عبداللطیف خان صاحب مرحوم سے ملاقات

اسی تاریخ کی شب کو نواب عبداللطیف خان صاحب مرحوم رئیسۂ عالیہ اور والاجاہ بہادر

کی ملاقات کے لیئے فرودگاہ سرکاری پر تشریف لائے - دیر تک بزم صحبت گرم رہی -

جناب شیو پرشاد - مہاراجہ جگوپال سنگھ بہادر نے (جو متوسلان شاہ اودھ مرحوم میں سے تھے) اور آقا محمد شیرازی اور منشی احمد حسین موہانی نے رئیسۂ عالیہ اور والاجاہ کی مدح مین نثر مقفّےٰ اور قصائد وغیرہ پیش کیئے -

نواب سر سالار جنگ اعظم مرحوم سے ملاقات

دوم ذی الحجہ ۱۲۹۲ھ ہجری کو والاجاہ بہادر سر سالار جنگ اعظم نواب شجاع الدولہ مختار الملک میر تراب علی خان بہادر مرحوم وزیر دولت آصفیہ دکن کی ملاقات کے لیئے تشریف لے گئے - سر سالار جنگ نے اپنی کوٹھی کے زینۂ پائین تک استقبال کیا - اور بغلگیر ہوئے - دیر تک محفل خُلّت واتحاد قائم رہی - اور ریاست بھوپال کے نظم ونسق کے متعلق دلچسپ گفتگو ہوتی رہی - ریاست کے حسن انتظام کا حال سنکر وہ نہایت ہی محظوظ ہوئے - پھر سر سالار جنگ مرحوم نے تواضعاً شیشہائے عطر پیش کیئے - اور وقت رخصت زینہ تک مشایعت کی - دوسرے روز سر سالار جنگ رئیسۂ عالیہ اور والاجاہ بہادر کی ملاقات بازدید کے لیئے تشریف لائے - والاجاہ بہادر نے زینہ تک استقبال کیا - اور بڑے جوش خلوص کیساتھ اپنے محترم مہمان سے باتین کرتے رہے - پھر عطر وپان کی رسمی مدارات کے بعد بزم صحبت برخاست ہوئی - رئیسۂ عالیہ نے تاج الاقبال تاریخ بھوپال کے دو نسخے فارسی اور اُردو تحفتاً اُن کو عنایت فرمائے -

ہزرائل ہائنس پرنس آف ویلز کا نزول اجلال

بست ۲۳ وسوم دسمبر کو پرنس آف ویلز بہادر کا جہاز کلکتہ پہونچا تمام والیان ریاست پہلے سے پرنسیز ڈاک پر شہزادۂ ممدوح کے استقبال کے لیئے موجود تھے۔ مگر رئیسۂ عالیہ نے ہزاکسیلنسی ویسرائے سے اجازت لیکر لارڈ صاحب ممدوح کی صاحبزادی کے ہمراہ ویسرگل لاج مین تشریف لیجاکر شہزادۂ ممدوح کے سلام اور مزاج پُرسی کی رسم ادا کی۔

بست ۲۴ و چہارم دسمبر کو رئیسۂ عالیہ پرنس ممدوح کی ملاقات کو تشریف لے گئین۔ پرنس ممدوح نے لب فرش تک استقبال کیا۔ اور رئیسۂ عالیہ اور والاجاہ بہادر اور نواب سلطان دولہ احمد علی خان بہادر کی مزاج پرسی کی۔ اور رئیسۂ عالیہ کو اپنی داہنی طرف بٹھایا۔ اور اپنے ہاتھ سے تمغہ طلائی رئیسۂ عالیہ کو عطا فرمایا۔ اس کے بعد رسم عطر و پان ادا ہوئی۔ اور رئیسۂ عالیہ نے ہزرائل ہائینس سے رخصت ہو کر فرودگاہ پر معاودت فرمائی۔ بست ۱۹ و نہم دسمبر کو شہزادۂ ممدوح رئیسۂ عالیہ کی فرودگاہ پر بازدید کیلیئے رونق افروز ہوئے۔ اور رئیسۂ عالیہ اور ہزرائل ہائینس کے درمیان تحائفِ اتحاد کا باہم تبادلہ ہوا۔

یکم جنوری ۷۶ء کو ایک عالیشان دربار خطاب اسٹار آف انڈیا عطا کرنیکی غرض سے شاہزادۂ ممدوح نے منعقد کیا۔ اس دربار مین اسٹار کے نمبر کے مطابق نشست رکھی گئی تھی۔ تمام حاضر الوقت والیان ریاست اور اعلیٰ افسران سلطنت انگلشیہ جو نائٹ کے

خطاب سے مُمتاز تھے۔ شریک دربار تھے۔ سب سے پہلے رئیسۂ عالیہ برقع زیب تن کیئے ہوئے
دربار مین داخل ہوئین۔ اور ہز رائل ہائینس کے دست راست کے جانب کرسی پر
جلوہ افروز ہوئین۔ رئیسۂ عالیہ کے داہنے بازو پر جناب مہاراجہ صاحب بہادر پٹیالہ
اور جانب چپ جناب مہاراجہ صاحب بہادر جیند تشریف فرما تھے دربار کے آئین و مراسم
ادا ہونے کے بعد جب سب منصب داران شاہی (جنکو نائٹ کا خطاب عطا ہوا تھا)
رخصت ہو چکے۔ تو رئیسۂ عالیہ بھی اپنی فرودگاہ پر واپس تشریف لائین۔ سوم جنوری ۱۸۷۶ع کو
رئیسۂ عالیہ پرنس آف ویلیز بہادر سے رخصت ہونے کے لیئے گورنمنٹ ہوس مین تشریف
لے گئین۔ شاہزادہ والاشان نے جوش و تپاک کے ساتھ رئیسۂ عالیہ کی پزیرائی کی اور
نواب والاجاہ بہادر سے ہنگام وداع مصافحہ کیا۔ چہارم جنوری ۱۸۷۶ع کو ہز رائل ہائینس
نے رئیسۂ عالیہ اور نواب والاجاہ بہادر کی دستی تصویر اُتارنے کے لیئے شاہی فوٹوگرافر
کو روانہ کیا اُس نے رئیسۂ عالیہ کی تصویر نقاب و برقع کے ساتھ اُتاری اور دونون
تصویرین تیار کر کے شہزادہ ممدوح کے حضور مین پیش کین۔

نواب وزیر السلطان کی ملاقات

اسی تاریخ کو نواب والاجاہ بہادر نواب امیر علی خان مرحوم وزیر السلطان یعنی وزیر شاہ اودھ
سے ملنے کے لیئے اُنکے دولتخانہ پر تشریف لے گئے۔ وزیر ممدوح فرط انبساط سے استقبال
کے لیئے اپنے دولتخانہ سے باہر نکل آئے اور بگھی سے نواب والاجاہ بہادر کو اُتار کر اُنکا ہاتھ

اپنے ہاتھ مین لیکر صدر مکان تک لے گئے - اور نہایت حُسنِ اخلاق اور جوشِ اتحاد کے ساتھ پیش آئے اور ایک بے تکلفانہ انداز کے ساتھ انواع تفنن بیان اور فصیح و بلیغ کلام سے والاجاہ بہادر کی ضیافت طبع کرتے رہے - یہ دلآویز صحبت دیر تک رہی - چاد عطر و پان اور ہار کی تواضع کے بعد نواب والاجاہ بہادر فرودگاہ پر واپس تشریف لائے وزیر موصوف کے پُر اخلاص تواضع کا نواب والاجاہ بہادر کے دل پر بہت گہرا اثر پڑا - دوسرے روز نواب امیر علی خان بہادر مرحوم نواب والاجاہ بہادر کی بازدید کے لیئے رئیسۂ عالیہ کی فرودگاہ پر تشریف لائے - اور دیر تک اپنی مصنفہ کتاب تاریخ وزیر نامہ کے اشعار سُناتے رہے - اور ایک نسخہ اپنی جدید تالیف موسومۂ امیر نامہ کا نواب والاجاہ بہادر کو تحفۃً عنایت کیا - رئیسۂ عالیہ نے تاریخ بھوپال کا ایک نسخہ وزیر ممدوح کو مرحمت فرمایا -

اسی طرح جب تک کلکتہ مین قیام رہا بہت سی معزز یورپین خواتین اور یورپین صاحبان ذیشان رئیسۂ عالیہ اور نواب والاجاہ بہادر سے ملنے کے لیئے فرودگاہ رئیسۂ عالیہ پر تشریف لاتے رہے بارہا ایسا اتفاق ہوا کہ اُنھون نے نواب والاجاہ بہادر کو اپنی بے تکلف سوسائٹیون مین اور ڈنر اور پارٹیون مین مدعو کیا - اور غایت درجہ تعظیم اور توقیر سے پیش آئے جب مراجعت بھوپال کا وقت آیا تو رئیسۂ عالیہ نواب والاجاہ بہادر کو ہمراہ لیکر ہز اکسیلنسی ویسرائے بہادر کی صاحبزادی صاحبہ سے ملنے کے لیئے گورنمنٹ ہوس مین تشریف لے گئیں - فارین سکرٹری صاحب بہادر نے بگھی تک استقبال کیا - اور رئیسۂ عالیہ کو ویسرائے بہادر کے تخلگاہ تک لے گئے - ہز اکسیلنسی رئیسۂ عالیہ سے غایت عزت و احترام کے ساتھ

پیش آئے۔ اور والاجاہ بہادر سے بہایت خندہ پیشانی اور تپاک کے ساتھ مصافحہ کیا اور
ایک نقشہ دربار کا رئیسۂ عالیہ کو عطا فرمایا۔ اس کے بعد رئیسۂ عالیہ نے ہزاکسیلنسی ویسرائے
اور اُنکی صاحبزادی صاحبہ سے ملاقات کے وقت رخصت طلب کی۔ ہزاکسیلنسی ویسرائے بہادر نے
بنظر احترام سکرٹیری اور اےڈی کانگ صاحبان بہادر کو حکم دیا کہ وہ اسٹیشن تک رئیسۂ عالیہ
کی مشائعت کرین۔ مگر رئیسۂ عالیہ نے اُن کی تکلیف کے خیال سے مشائعت کو معاف کیا اور
سب صاحبان عالیشان گورنمنٹ ہوس ہی سے رئیسۂ عالیہ اور نواب والاجاہ بہادر سے
رخصت ہوئے۔ جمعہ کی شب کو رئیسۂ عالیہ نے کلکتہ سے بھوپال کی جانب نہضت فرمائی۔
شنبہ کی شام کو اسپشل ٹرین بنارس مین پہونچی۔ کمشنر صاحب بہادر نے استقبال کیا۔
رئیسۂ عالیہ نے جناب مہاراجہ صاحب بہادر وزیانگرم کی فرح بخش کوٹھی مین قیام فرمایا
یکشنبہ کو جناب مہاراجہ صاحب بہادر کے جانب سے اور دوشنبہ کو گورنمنٹ ہند
کے جانب سے توپون کی سلامی سر ہوئی۔ لوازم مہمانداری سب مہاراجہ صاحب بہادر ممدوح
کی جانب سے ادا ہوئے۔ اٹھارہ تاریخ کو نواب والاجاہ بہادر اور مدارالمہام صاحب بہادر
جناب مہاراجہ صاحب بہادر وزیانگرم کی ملاقات کے لیئے تشریف لے گئے۔ مہاراجہ صاحب بہادر
ممدوح نے اپنی کوٹھی کے پائین زینہ تک آکر استقبال کیا۔ اور غایت درجہ تواضع اور
حُسن اخلاق سے پیش آئے۔ دوسرے روز مہاراجہ صاحب بہادر اپنے ارکان دولت
کے ساتھ ملاقات بازدید کے لیئے تشریف لائے اس کے بعد رئیسۂ عالیہ بنارس سے روانہ ہوکر
کانپور مین ورود فرما ہوئین۔ نو روز یہان قیام رہا۔ نواب والاجاہ بہادر نے کانپور مین

مدرسۂ فیض عام اور انجمن اسلامیہ کا معائنہ کیا۔ اور بہت سے عمائد کانپور کو ملاقات کا شرف بخشا۔ یازدہم محرم ۱۲۹۳ھ ہجری کو یہ کاروان دولت واقبال مع الخیر بھوپال پہونچا۔

سفر دہلی

اس سفر وسیلۃ الظفر کو ختم ہوئے ہنوز چند مہینے گذرے تھے کہ ۱۲۹۳ھ ۱۸۷۶ء کو یہ بشارت جانفزا گوش زد خاص و عام ہوئی کہ علیا حضرت ملکہ معظمہ کوئن وکٹوریہ نے اپنے القاب گرامی کے ساتھ لفظ امپریس آف انڈیا یعنی قیصرۂ ہند کا خطاب شامل فرمایا ہے۔ کچھ دنون کے بعد اس کی تصدیق اشتہار عام اور پولیٹیکل افسران دولت انگلشیہ کی تحریرون سے ہو گئی اور یہ معلوم ہوا کہ پانزدہم ذی الحجہ ۱۲۹۳ھ ہجری مطابق یکم جنوری ۱۸۷۷ء کو ایک نہایت عالیشان دربار جاہ وجلال کے ساتھ شہر دہلی مین (جو قدیم سے شاہان مغلیہ کا دار السلطنت اور مہاراجگان ہند کا راج دھانی رہا ہے) منعقد ہوگا اور اس دربار مین ملکۂ معظمۂ انگلستان کے نام کے ساتھ خطاب قیصرۂ ہند۔ کے اضافہ کا شاہی اعلان تمام نوابان وراجگان ریاستہائے ہند اور سفراء دول خارجہ اور اعلیٰ حکام دولت انگلشیہ جو مختلف صوبہائے ہند پر حکمران ہین۔ اور سپہ سالاران افواج قاہرہ اور جمیع رعایائے برطانیہ کے سامنے پڑھکر سنایا جائیگا یہ نشاط انگیز نوید پہونچتے ہی۔ رئیسۂ عالیہ نے منتظمان محکمات ریاست کے نام سازوسامان سفر کی تیاری اور سپاہ بھوپال کی روانگی کے متعلق احکام

صادر فرمائے۔

ولادت نواب محمد نصر اللہ خان بہادر دام شوکتہ

چونکہ اس زمانہ مین بھی جناب نواب ولیعہد صاحبہ دامت اقبالہا کے وضع ولادت کا وقت قریب آگیا تھا اس لیئے رئیسۂ عالیہ کو تشویش خاطر دامن گیر تھی۔ مگر خدائے ارحم الراحمین کے فضل سے یہ تردد جلد رفع ہو گیا۔ اور ساتوین ذیقعدہ ۱۲۹۳ھ مطابق سوم دسمبر ۱۸۷۶ء کو خدا نے وہ مبارک دن دکھایا جس نے نہ صرف رئیسۂ عالیہ کے خاطر عاطر کو غیر معمولی جوش شادمانی و فرحت سے سرشار کر دیا۔ بلکہ والا جاہ بہادر اور مدار المہام صاحب بہادر اور تمام اخوان و ارکان ریاست اور تمام رعایائے شہر کے دلون کو غایت مسرت و سرور سے لبریز کر دیا۔ اور جس شے کے انتظار مین سیکڑون آنکھین فضائے آسمان کی طرف لگی ہوئی تھین۔ آخرکار وہ ستارۂ صبح سعادت طلوع ہوا یعنی نواب نصر اللہ خان بہادر رحال ولیعہد ریاست دام اجلالہم کی ولادت باسعادت کا مژدۂ جانفزا سامعہ نواز خاص و عام ہوا۔ ریاست کی جانب سے اس تقریب سعید کی خوشی مین جیل سے بہت سے گرفتاران زندان رہا کیئے گئے فقرا و مساکین کو خیرات تقسیم کی گئی۔ قلعۂ ریاست سے توپون کی شلک سلامی سر ہوئی۔ والا جاہ بہادر اور مدار المہام صاحب بہادر نے اس خوش آیند موقع ہمایون پر طلبہ مسجد کے جیب و دامن کو زر نقد سے مالا مال کیا۔ پولیٹیکل ایجنٹ صاحب بہادر

بھوپال اور ایجنٹ گورنر جنرل بہادر سنٹرل انڈیا اور ہز اکسلنسی لارڈ لٹن صاحب بہادر
ویسرائے کشور ہندنے برقی پیام اور خرائط خطوط کے ذریعہ سے مولود مسعود کی ولادت کے
مراسم تہنیت ادا کیئے۔ اسی طرح متعدد یورپین اور ہندوستانی اکابر نے ہر گوشۂ ملک
سے خطوط و عرائض مبارکباد ارسال کیئے۔

بلاشبہہ دار الاقبال بھوپال کے لیئے یہ دن ایک یوم السعادت تھا۔ اس لیئے کہ
ایک مدت مدید کے بعد ریاست نے صنف نازک طبقۂ نسوان سے منتقل ہوکر طبقۂ ذکور
کے زبردست شخصیت سے استحکام پایا۔ اور چشم و چراغ دودمان حکومت نے اپنی روشنی
سے تمام ریاست کو جگمگا دیا۔ اطال اللہ عمرہم و زیدت معالیہم وشوکتہم۔ غرض جب
اس جشن مسرت سے قلوب رعیۂ ریاست معمور ہوچکے تو رئیسۂ عالیہ نے دربار قیصری کی
عظیم الشان اہمیت کو ملحوظ رکھکر اور اپنی قرۃ العین ریاست نواب ولیعہد صاحب
ادام اللہ بالعز والاقبال کو ریاست میں تنہا چھوڑ جانا گوارا نہ فرماکر اور اپنے سایۂ عاطفت
اور ظل شفقت میں لیکر روز پنجشنبہ بست و ہفتم ذیقعدہ ۱۲۹۳ہجری کو رئیسۂ عالیہ
خدم و حشم داعیان و ارکان و اخوان ریاست کے ساتھ دہلی روانہ ہوئیں خاصان دولت
میں نواب والاجاہ بہادر۔ نواب ولیعہد صاحبہ۔ نواب نظیر الدولہ احمد علی خان بہادر
مدار المہام منشی جمال الدین خان بہادر میاں عالمگیر محمد خان صاحب میاں صدر محمد
خان صاحب میاں میر نور الحسن خان صاحب۔ اور کاتب الحروف (میر علی حسن خان)
ہمرکاب تھے۔ دوسری ذی الحجہ ۱۲۹۳ہجری کو گیارہ بجے موکب ظفر پیکر دہلی پہونچا

چار صاحبان عالیشان دولت انگلشیہ نے اسٹیشن پر خیر مقدم کیا۔ گارڈ آف آنر صف بستہ کھڑا تھا۔ اُس نے بینڈ کے ساتھ سلامی اداکی اور انیس[۱۹] توپون کی سلامی سر ہوئی رئیسۂ عالیہ کی سواری کا جلوس میمنت مانوس شاہراہ عام سے گزرتا ہوا آزاد پور (جو دہلی سے چار میل کے فاصلہ پر ہے) پہونچا۔ اور رئیسۂ عالیہ بگھی سے اُتر کر سراپردۂ اقبال مین رونق افروز ہوئین۔ باوجود اس کے کہ تمام نوابان و راجگان ہند بغیر لشکر و سپاہ کے دہلی تشریف لائے تھے پھر بھی اُن کے ملتزمان رکاب کی تعداد دو[۲] لاکھ سے زیادہ تھی۔ اور گورنمنٹ آف انڈیا کی شاہی فوج بیس[۲۰] ہزار سے زائد خیمہ زن تھے ہفتم ذی الحجہ ۱۲۹۳ ہجری کو ہزاکسیلنسی لارڈ لٹن صاحب بہادر ویسرائے کشور ہند کلکتہ سے روانہ ہوکر زینت افزائے دہلی ہوئے تمام فرمان روایان ہند نے نہایت تزک و احتشام کے ساتھ اسٹیشن پر لارڈ صاحب ممدوح کا استقبال کیا۔ ہزاکسیلنسی نے تماشائیون کے ہجوم اور تکلیف کے خیال سے رئیسۂ عالیہ کو ادائے رسم استقبال سے معاف رکھا۔ دہم ذی الحجہ ۱۲۹۳ ہجری کو رئیسۂ عالیہ نے نماز عید الاضحیٰ سے فارغ ہوکر ہزاکسیلنسی ویسرائے بہادر سے گورنمنٹ ہوس مین ملاقات کی۔ نواب والاجاہ بہادر اور آٹھ ارکان ریاست ہمراہ تھے۔ حسب ضابطۂ قدیم فارین سکریٹری اور انڈر سکریٹری صاحبان بہادر اور جنرل سر ہنری ڈیلی صاحب بہادر نے استقبال کیا۔ اور رئیسۂ عالیہ کو بگھی سے اُتار کر بارگاہ گورنری تک لے گئے لارڈ صاحب ممدوح نے تعظیماً بارہ قدم تک آگے بڑھکر رئیسۂ عالیہ اور نواب والاجاہ بہادر اور نواب ولیعہد صاحبہ سے مصافحہ کیا اور اپنے دست راست کیجانب کرسی پر بٹھایا کچھ دیر تک

حُسن اخلاق اور کریمانہ اشفاق کے ساتھ گفتگو کرتے رہے رئیسۂ عالیہ نے کیسۂ اشرفی نذر دکھایا۔ ہزایکسیلنسی نے کُرسی سے اُٹھکر اُس پر ہاتھ رکھّا اور اپنے ہمراہ رئیسۂ عالیہ کو ایک پُرشکوہ بیرق کے سامنے لیجا کر عَلمِ شاہی کے مرتبۂ عظمت و جلالت سے آگاہ کیا۔ اور ارشاد فرمایا کہ "یہ پرچم اقبال اور بیرق ریاست بھُوپال اور دولت انگلشیہ دونون کے اتحاد اور محبّت کی یادگار رہے۔ اِس کو بروقت سواری و جلوس ہمایون ماہی مراتب کے آگے رہنا چاہیے" بعد اِس کے قیصر ہند کا تمغۂ طلائی عنایت فرمایا۔

والاجاہ کی سترہ ضرب سلامی تمام قلمرو دولت برطانیہ مین

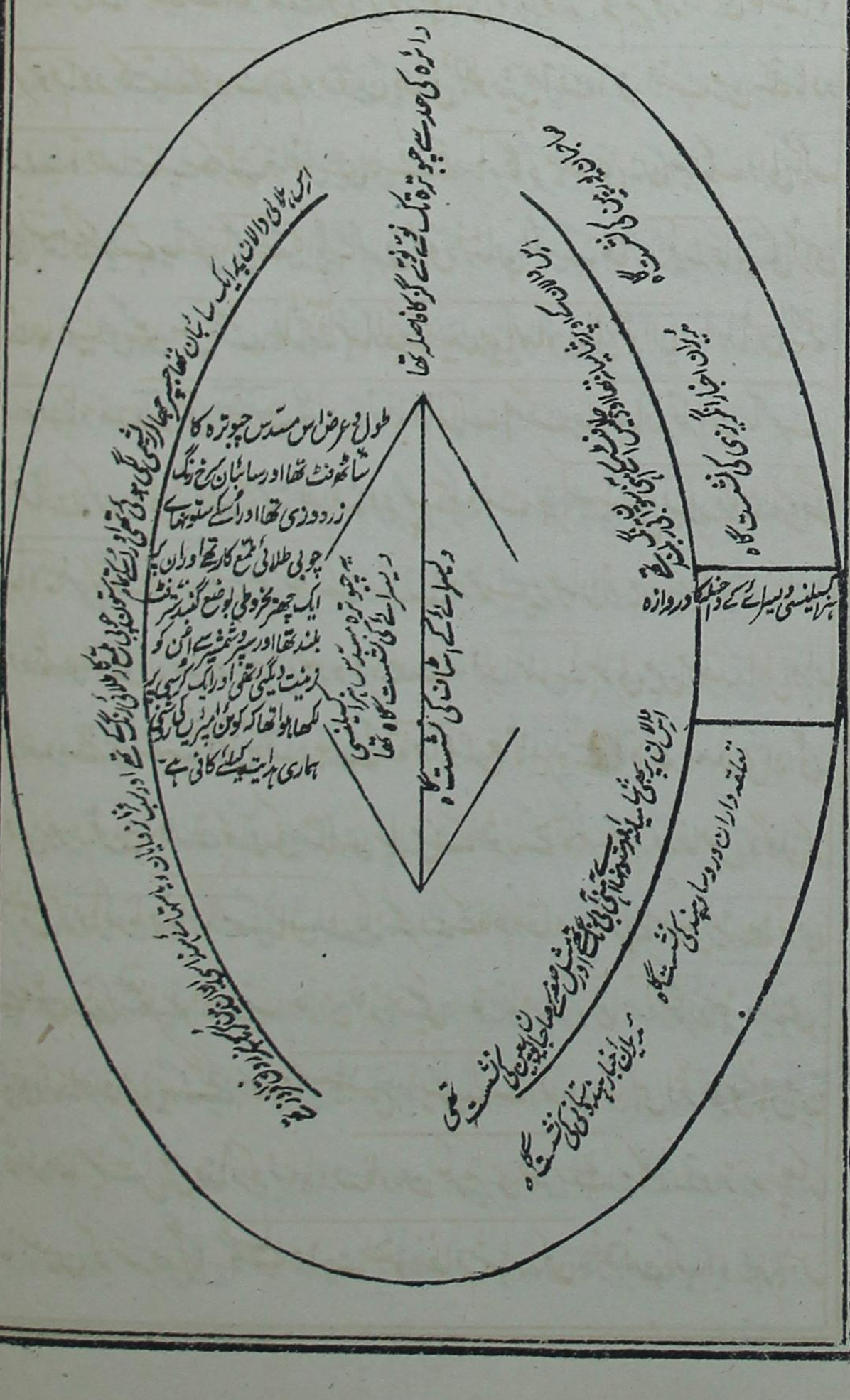
بعدازان رئیسۂ عالیہ کو مخاطب کرکے ارشاد فرمایا کہ "خاص آپ کے شوہر کے لیے ستّرہ ضرب سلامی تمام قلمرو دولت انگلشیہ مین ہمیشہ کے لیے مقرر کی گئی" پھر نواب والاجاہ بہادر کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیکر اور مصافحہ کرکے استقبال اور ستّرہ ضرب توپون کی سلامی کی مبارکباد دی۔ اور اپنے ہاتھ سے عطر و پان تقسیم فرماکر دوبارہ مصافحۂ رخصت کیا صاحبان عالیشان نے بگھی تک مشائعت کی۔ گارڈ آف آنر نے بینڈ کے ساتھ سلامی ادا کی۔ گورنمنٹ گزٹ مین والاجاہ کی سلامی کا اول نمبر درج کیا گیا اور نواب سر سالار جنگ بہادر وزیر اعظم دکن کی سلامی کا دوسرا نمبر قرار دیا گیا۔ دوسرے روز ہزایکسیلنسی وُیسرائے بہادر سولہ[۱۶] صاحبان عالیشان کے ساتھ ملاقات بازدید کے لیے فرودگاہ رئیسۂ عالیہ پر تشریف لائے اکیس[۲۱] ضرب توپین

سلامی کی سرہوئین - مراسم نذر اور گفتگوئے رسمی و عرفی کے بعد رئیسۂ عالیہ نے تاریخ ریاست
بھوپال کا ایک نسخہ بہ زبان انگریزی اور ایک نسخہ شمع انجمن مؤلفہ والاجاہ بہادر کا (جو شعرائے
فارسی کا ایک جامع تذکرہ ہے) تحفۂ ویسرائے بہادر کی خدمت مین اپنے ہاتھ سے پیش کیا -
اور فرمایا کہ یہ تذکرہ میرے شوہر نواب صاحب بہادر کا لکھا ہوا ہے - لارڈ صاحب بہادر
ممدوح نے نہایت مسرت کے ساتھ اُس کو اپنے ہاتھ مین لیا اور کرسی سے اٹھکر نواب والاجاہ بہادر
کے پاس تشریف لائے اور اُن کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیکر فرمایا کہ "مین اس کتاب کا شکریہ
ادا کرتا ہون" - والاجاہ بہادر نے کہا کہ مین بھی خدا کا شکر ادا کرتا ہون کہ اس ہدیہ محقر نے
حسن قبول کا صلہ پایا - ہز اکسیلنسی نے نہایت اشتیاق کے ساتھ دریافت کیا کہ اس مین
سعدی شیرازی کے اشعار بھی ہین - پھر یہ سُنکر کہ اُس مین اُن کا تذکرہ اور منتخب اشعار بھی
شامل ہین - نہایت محظوظ ہوئے - بعد تواضع عطر و پان کے رئیسۂ عالیہ نے پھولون کی
زرتار حمائل ویسرائے بہادر کے گلے مین پہنائی - لارڈ صاحب ممدوح نے (جو ایک نامور شاعر
اور زبردست مشہور ناولسٹ تھے) فرمایا کہ "آپ نے مجکو سلسلۂ مہر و محبت کا اسیر بنالیا" یہ کہکر
اور مصافحہ کر رخصت کرکے گورنمنٹ ہوس کی جانب مراجعت فرمائی -

ہز اکسیلنسی نے اپنے جوہر قدر شناسی کا یہ مزید ثبوت دیا کہ اپنی مؤلفہ کے کتاب
FAHLES IN SONG یعنی حکایات منظومہ نواب والاجاہ بہادر کو عنایت فرماکر
مرہون منت فرمایا - یہ کتاب میرے پاس کتب خانہ مین موجود ہے - پانزدہم ذی الحجہ
سنہ ۱۲۹۳ ہجری مطابق یکم جنوری ۱۸۷۷ء کو دربار قیصری کمال تزک و احتشام اور بڑے جلال

اور جبروت سے ساتھ منعقد ہوا۔ یہ وہی مشہور روزگار دربار ہے جس کی نظیر تاریخ ہندوستان
اور دولت انگلشیہ کے عہد عظمت عہد مین نہین پائی جاتی۔ جس زمانہ مین کہ ایسٹ انڈیا کمپنی
بہادر کے دست اقتدار سے ہندوستان کی عنان حکومت علیا حضرت ملکہ معظمہ کوئن وکٹوریہ
نے براہ راست اپنے دست خاص مین لی ہے۔ اور اپنے گرامی القاب کے ساتھ خطاب قیصرۂ ہند
کا اضافہ کیا ہے یہ اُس کی مشہور پر عظمت یادگار ہے۔ اُس کے ماقبل اور اُس کے زمانہ
مابعد مین بھی کبھی اس قدر مختلف ممالک اور مختلف حکومتون کے فرمان روایان ذوی الاقتدار
سفراء باوقار عمائد اور اراکین ملک قائم مقامان ہندوستان۔ عساکر قاہرہ اور تاجران
مختلف البلاد والامصار کا عظیم الشان مجمع دیکھا اور سُنا نہین گیا۔ خان قلات اور
ہز اکسیلنسی گورنر پرتگیز بھی شریک دربار تھے۔ جس وسیع میدان مین یہ عالیشان دربار
منعقد ہوا تھا وہ شہر کے کشمیری دروازے سے جانب شمال و مغرب چار میل کی مسافت پر
ایک پہاڑی کے نیچے واقع تھا وہان ایک نہایت خوشنما نمائشی عمارت بنائی گئی تھی
جس مین تین چبوترے مدوّر بیضاوی چار فٹ بلند رکھے گئے تھے۔ ایک چبوترہ خاص
فرمان روایان ریاست کی نشست کے لیے تھا اور دوسرا سفراء اور دول خارجہ
کی نشست کے لیے۔ اور تیسرا جو دونون سے وسط مین واقع تھا وہ ہز اکسیلنسی ویسرائے بہادر
کی جلوہ افروزی کے لیے مخصوص تھا۔ قطر داخلی اُن کا دو سو دس گز اور قطر خارجی اُن کا
دو سو پچاس گز تھا اُن پر نہایت خوبصورت سائبان ڈالے گئے تھے اور وسط کے
چبوترے پر جو مسدس شکل کا تھا نہایت پر تکلّف شامیانۂ زرنگار نصب کیا گیا تھا اور

ہر چہار طرف بہت خوبصورت مذہب و مطلّا آہنی جنگلہ تھا جسکا نقشہ یہ ہے۔



رئیسہ عالیہ تقریباً دس ۱۰ بجے بارگاہ قیصری کے ایوان ہلالی مین چوبیس ۲۴ اعیان دولت داخوان ریاست کے ساتھ رونق افروز ہوئین - برادر معظم میر نورالحسن خانصاحب مرحوم اور کاتب الحروف ہم دونون بھائی بطور پیج آف آنر عقب مین تھے - اور رروب آف اسٹار کے ٹیل کو تھامے ہوئے تھے - بارگاہ قیصری مین ہر ایک والی ملک کی نشستگاہ کے سامنے ٹائٹ کا ایک بیرق یعنی نشان نصب تھا - رئیسہ عالیہ کی کرسی کے جانب راست - ہز ہائنس عالیجناب مہاراجہ صاحب سیندھیا بہادر والی گوالیار اور اُن کے دست راست پر اعلیٰ حضرت نواب نظام الملک آصف جاہ بہادر غفران مآب شہریار دکن - کی کرسی تھی - ٹھیک دوپہر کے وقت ہز اکسیلنسی ویسرائے لارڈ لٹن صاحب بہادر بارگاہ قیصری مین وسط کے مسدس چبوترے پر جہان زیر شامیانہ زرنگار اورنگ شاہی رکھا ہوا تھا - جلوہ فرما ہوئے - ایوانہائے ہلالی مین جسقدر اہل دربار موجود تھے وہ سب تعظیماً کھڑے ہوگئے - تمام افواج قاہرہ نے باقاعدہ سلامی ادا کی اور بندوقون اور توپون کی شلک سلامی کے شور نے تمام عام اور خاص لوگون کو مطلع کردیا کہ تاجدار انگلستان اور ملکۂ بحر و بر کے قائم مقام نے اپنے جلوس میمنت مانوس سے اہل دربار کو مفتخر فرمایا - جب سلامی ختم ہو چکی - تو تمام نوابان و راجگان ہند - اپنی اپنی کرسیون پر بیٹھ گئے اور ہز اکسیلنسی ویسرائے نے اعلان شاہی انگریزی زبان مین باآواز بلند پڑھکر اہل دربار کو سنایا اور فارین سکریٹری صاحب نے اُسکا اُردو ترجمہ پڑھکر سامعین کو مسرور کیا - اعلیٰ حضرت حضور نظام شہریار دکن - غفران مآب اور ہز ہائنس

عالیجناب ہائی نس جامع جناب آفتاب سلطان صاحبہ بہادر۔ اور علیا حضرت رئیسۂ عالیۂ خلد مکان نے رسم مبارکباد ادا کی۔ باقی تمام والیان مُلک ساکت وصامت رہے۔ اعلان شاہی کے ختم ہونے کے بعد ایک سَو ایک ضرب توپون کی آواز نے فضائے آسمانی مین ایک غلغلہ ڈالدیا۔ عصر کے وقت یہ شاندار دربار برخاست ہوا اور اپنی تاریخی یادگار صفحۂ روزگار پر چھوڑ گیا۔ شب کے وقت گورنمنٹ آف انڈیا نے شاہی ڈنر پر تمام ارباب شوکت وجاہ واقتدار کو مدعو کیا۔ والاجاہ بہادر بذات خاص اس شاہی ڈِنر کے جلسہ مین موجود تھے۔ بعد اختتام جلسہ جب والاجاہ بہادر وہان سے رخصت ہونے لگے۔ تو ہز اکسیلنسی ویسرائے بہادر نے اُنسے مصافحہ کیا اور فرمایا کہ آپ رئیسۂ عالیہ کو میرا سلام پہونچا دین اور اطلاع دیدین کہ آپکے جانب سے ہر مجسٹی کوئن امپریس وکٹوریا کو تہنیت پہونچادیگئی ہیز دہم ذی الحجہ کو ہز اکسیلنسی ویسرائے بہادر نے بہ نفس نفیس ایک قبضۂ شمشیر کرچ مع ساز علیا حضرت قیصرۂ ہند کیجانب سے رئیسۂ عالیہ کو مرحمت فرمائی۔ اور ایک تمغۂ طلائی نواب والاجاہ بہادر۔ اور نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ ولیعہد ریاست کو عطا فرمایا۔ اسی طرح ایک تمغہ نقرئی نواب نظیر الدولہ احمد علی خان بہادر مرحوم شوہر نواب ولیعہد صاحبہ ریاست کو۔ اور ایک تمغۂ نقرئی مدارالمہام منشی جمال الدین خان بہادر کو عنایت فرمایا۔ پھر رئیسۂ عالیہ سے ارشاد فرمایا کہ ”مبلغ پانچ ہزار روپیہ جو آپ نے اس جشن ہمایون کی خوشی مین بطور عطیہ کسی کار خیر مین صرف کرنے کے لیئے پیش کیا ہے مین اُس کا شکریہ اپنی طرف سے اور علیا حضرت قیصرۂ ہند کی طرف سے ادا کرتا ہون“۔ نوزدہم ذی الحجہ کو

اعلی حضرت نواب نظام الملک آصف جاہ میر محبوب علی خان بہادر غفران مآب
فرمانروائے دکن۔ اور نواب سالار جنگ بہادر مرحوم سے ملنے کے لیئے رئیسۂ عالیہ
کے ساتھ نواب والاجاہ بہادر تشریف لے گئے۔ بعد اس کے اعلی حضرت نظام الملک
آصف جاہ بہادر اور نواب سالار جنگ بہادر بازدید کے لیئے چند اعیان دولت کو
ہمراہ لیکر رئیسۂ عالیہ کی فرودگاہ پر رونق افروز ہوئے۔ ان دونون ملاقاتون مین
ہر دو جانب سے وسیع پیمانہ پر مراسم تعظیم و تکریم اور روابطۂ محبّت و اخلاق عمل مین
آئے۔ رئیسۂ عالیہ نے اعلی حضرت حضور نظام دکن کو تحفۂ تاریخ بھوپال اور نواب والاجاہ بہادر
نے نواب سالار جنگ بہادر کو اور اُن کے سکریٹری صاحب کو تذکرۂ شمع انجمن ہدیہ پیش کیا
اس جلسۂ میمنت آگین مین کاتب الحروف کو بھی شرکت دربار کی عزّت بخشی گئی تھی یہ ایک
عجیب حسن اتفاق ہے اس پر مین جسقدر بھی فخر کرون وہ کم ہے کہ اُس وقت مین
اعلی حضرت حضور شہریار دکن غفران مآب اور کاتب الحروف دونون کی عمر دس سال کی
تھی اور دونون کی ولادت ایک ہی سال یعنی ۱۲۸۳ھ ہجری مین ہوئی تھی وہذا ہو الفخر حقاً

فی الجملہ نسبتے بتو کافی بود مرا		بلبل ہمین کہ قافیۂ گل شود بس است	

انہین فرخندہ ایّام مین ہز اکسیلنسی کے خیمہ گاہ کے سامنے چند مرتبہ گھوڑ دوڑ ہوئی
رئیسۂ عالیہ اُن مین شریک نہ ہو سکین مگر نواب والاجاہ بہادر برابر شریک ہوتے رہے
ایک روز مشیر الدولہ سید یعقوب خان سفیر امیر یار قند سے اسی گھوڑ دوڑ کے میدان مین
ملاقات ہوئی۔ وہ نواب والاجاہ بہادر سے ملکر اور اُن کے فضائل علمی و اخلاقی سے

مُطلع ہوکر بیحد مسرور ہوئے۔ اور اُنھون نے شیخ الاسلام قسطنطنیہ کی خدمت مین بھیجنے کے لیئے نواب والاجاہ بہادر سے اُن کی بعض تالیفات طلب کین۔ جو نہایت شکریہ کیساتھ ہدیۃً پیش کردی گئین۔ سفیر صاحب موصوف نے قرآن حکیم کا ایک پاکیزہ نسخہ مطبوعہ استنبول نواب والاجاہ بہادر کو عنایت فرمایا۔ اور متعدد جلسون اور سوسائٹیون مین سفیر ممدوح نے نواب والاجاہ بہادر کا تذکرہ ان الفاظ مین فرمایا۔

"من فاضل محقق و مدقق باین مرتبہ کمالات جائے ندیدہ ام و نہ درخیال من خطور می کند۔ کہ درین زمانہ چنین صاحب علم دیگرے باشد"

ششم محرم ۱۲۹۴ھ ہجری کو رئیسۂ عالیہ دہلی سے اکبر آباد کو روانہ ہوئین۔ تقریباً پانچ روز اکبر آباد مین قیام رہا۔ یہان سے رئیسۂ عالیہ نے کرنل ولیم کنکیڈ صاحب بہادر پولٹیکل ایجنٹ بھوپال کو ایک یادداشت روانہ کی۔ اور اُس مین یورپین صاحبان ذی شان کو جو لشکر مئو اندور آگرہ ساگر ریوان اور ہوشنگ آباد وغیرہ مین مقیم تھے بھوپال مین مدعو کیا۔ تاکہ وہ دربار قیصری کی خوشی مین جو جلسہ بھوپال مین منعقد ہونے والا ہے۔ اُس مین شریک ہوکر جلسہ کو رونق بخشین۔ ہیژدہم محرم کو شنبہ کے دن رئیسۂ عالیہ اکبر آباد سے دار الاقبال بھوپال مین خیر و عافیت کے ساتھ ورود فرما ہوئین۔ چند روز گزرنے کے بعد صاحبان ذی شان کے اطلاعی خطوط بھوپال مین تشریف لانے اور جشن مسرت مین شریک ہونے کے متعلق آنا شروع ہوئے۔

جناب جنرل سرہنری ڈیلی صاحب بہادر اور جناب کرنل کنکیڈ صاحب بہادر

پولیٹیکل ایجنٹ بھوپال نے ایک ایک خریطۂ خط بنام والاجاہ اور رئیسۂ عالیہ مورخۂ
بست و سوم جنوری ۱۸۹۳ء ارسال کر کے سترہ ضرب سلامی کی رسم مبارکباد ادا کی
اور یہ تحریر فرمایا کہ یہ سلامی خاص نواب صاحب بہادر کی ذات کے لیے ہے۔
کسی دوسرے شخص کے واسطے مقرر نہوگی۔

ترتیب جشن

اُسی وقت سے جشن کی دھوم دھام شروع ہو گئی۔ اور کار پردازان ریاست
کے نام ضروری احکام صادر ہوے۔ مہمانون کے لوازم مہمانداری اور قیام و آسائش کیلیے
جابجا پُرتکلف شاندار خیمے نصب کیے گئے۔ افواج ریاست کو جدید قسم کی وردیان
تقسیم ہوئین۔ قلعۂ فتح گڈھ بالا قلعہ۔ قلعۂ کہنہ۔ شفاخانہ مدارس توشک خانہ اور
دفاتر عدالت وغیرہ آراستہ کیے گئے۔ جہانگیر آباد کی کوٹھی اور نور باغ رنگ برنگ کی
گلکاریون سے اور طرح طرح کے سرسبز و شاداب پھولون کے گملون سے اور رنگ برنگ
فرش فروش اور شیشہ آلات سے سجادیے گئے۔ پریڈ کا میدان درست اور ہموار کیا گیا۔
ہفتم صفر ۱۲۹۷ ہجری کو مہمانون کی آمد شروع ہوئی۔ دوازدہم صفر تک کل مہمانون
اور اُن کے ہمراہیون کی تعداد تقریباً ڈھائی ہزار تک ہو چکی۔ یازدہم صفر ۱۲۹۷ ہجری
مطابق ۲۵۔ فروری ۱۸۸۰ء کو وقت صبح جناب جنرل سر ہنری ڈیلی صاحب بہادر ایجنٹ
نواب گورنر جنرل بھوپال مین ورود فرما ہوئے۔ نواب والاجاہ بہادر نہایت تزک و احتشام

اور شاہانہ جلوس کے ساتھ صاحب ممدوح کے استقبال کے لئے حد معینہ یعنی لال گھاٹی تک
تشریف لے گئے۔ دورویہ سوار و پیادہ فوج صف بستہ تھی۔ توپخانہ، اسپی ماہی مراتب
باعلم و نشان قیصری جس پر العزت للہ کا طغرائے زرّین جلوس کی عظمت و جلالت کو
دوبالا کر رہا تھا۔ جلو مین تھا۔ نواب والاجاہ بہادر چار اسپہ بگھی پر رونق افروز تھے۔
نواب نظیر الدولہ احمد علی خان بہادر شوہر نواب ولیعہد صاحبہ۔ مدار المہام
محمد جمال الدین خان بہادر۔ میر نور الحسن خان بہادر مرحوم۔ اور کاتب الحروف
بھی ساتھ تھے۔ نظارگیان جلوس کے لئے یہ ایک عجیب پُر لطف منظر تھا۔ اور اُن کو
فضائے آسمانی مین چاند کے ارد گرد ستارون کے چمکنے کا گمان ہوتا تھا۔ جس وقت
صاحب رزیڈنٹ بہادر نواب والاجاہ بہادر کے قریب پہونچے۔ تو نہایت تپاک کیساتھ
اُن سے مصافحہ کیا۔ پھر چار اسپہ بگھی پر اُن کے ساتھ سوار ہو کر شہر کے بدھوارہ دروازے تک
تشریف لائے۔ بعد ازان صاحب ممدوح الشان رخصت ہو کر اپنی فرودگاہ یعنی جہانگیر آباد
کی کوٹھی پر تشریف لے گئے۔ اور نواب والاجاہ بہادر نے اپنے دار الامارت کی طرف
مراجعت فرمائی۔ بعد عصر قریب مغرب جناب جنرل ڈیلی صاحب بہادر ممدوح۔ رئیسۂ عالیہ
کے محل پر جلوہ فرما ہوئے۔ اور انعقاد جلسۂ ضیافت کا شکریہ ادا کر کے واپس تشریف لیگئے
دوازدہم[۱۲] صفر کو علی الصباح پھر نواب والاجاہ بہادر تمام اعیان و صنادید ریاست
کے ساتھ اُسی جاہ و جلال اور کوکبۂ شاہجہانی اور دبدبۂ سکندری کے ساتھ جناب
جنرل ڈیلی صاحب بہادر ممدوح کی ملاقات کے لئے تشریف لے گئے۔ اسسٹنٹ صاحب بہادر

نے میر منشیان محکمۂ محتشمۂ ایجنسی بھوپال اور رزیڈنسی اندور کی معیت میں صاحب ممدوح الشان کی جانب سے حدِ معینہ تک خیر مقدم کی رسم ادا کی۔ جب سواری کا شاندار جلوس جہانگیر آباد کی کوٹھی کے متصل پہونچا۔ تو سترہ ضرب توپون کی سلامی سر ہوئی۔ گارڈ آف آنر نے باقاعدہ سلامی ادا کی۔ پولیٹکل ایجنٹ صاحب بہادر نے نواب والاجاہ بہادر کو بگھی سے اُتارا اور جناب جنرل ڈیلی صاحب بہادر نے لب فرش تک استقبال کیا۔ اور مصافحہ کر کے صدر مقام تک لے گئے۔ بعد مزاج پُرسی دیر تک دوستانہ گفتگوئے مہر و اتحاد ہوتی رہی۔ قریباً ایک گھنٹہ ٹھہر کر نواب والاجاہ بہادر نے اُسی جاہ و جلوس کیساتھ معاودت فرمائی۔ سیز دہم صفر کو جنرل صاحب بہادر اور چند صاحبان عالیشان نواب والاجاہ بہادر کے ہمراہ سوار ہو کر شہر نو تعمیر شاہجہان آباد مین رونق افروز ہوئے۔ اور جنرل صاحب بہادر ممدوح نے اپنے دست خاص سے دربار قیصری کی یادگار مین محلہ قیصر گنج کا سنگ بنیاد رکھا۔ اسی تاریخ کی شام کو رئیسۂ عالیہ کی جانب سے جہانگیر آباد کی کوٹھی مین تمام صاحبان عالیشان کو خطاب قیصری کے آنر مین ایک عظیم الشان پُر تکلف ڈنر دیا گیا۔ کُل لیڈیز اور جنٹلمین ملا کر چالیس کے قریب تھے۔ انواع و اقسام کے اطعمۂ لذیذہ مغلی۔ ہندی اور انگریزی۔ طیار کیئے گئے تھے۔ ظروف بلوری و چینی و جرمن سلور وغیرہ زرنگار میز پر چنے ہوئے تھے۔ اور رنگا رنگ کے پھولون گلدستون۔ اور گلدانون سے میز کو مزین اور آراستہ کیا گیا تھا۔ بینڈ اپنے طرب انگیز دھیمے سرون اور خوش آئند نغمون سے دلون کو بیخود اور مسرور کر رہا تھا یہانتک کہ شب کے نو بجے علیا حضرت رئیسۂ عالیہ

کمال کر و فر اور عظمت و جلالت کے ساتھ جہانگیر آباد کی کوٹھی پر جلوہ افروز ہوئین۔
نواب والاجاہ بہادر صاحبان عالیشان کے ساتھ میز پر شریک جلسۂ ضیافت اور شغل
چائے نوشی سے محترم مہمانون کا ساتھ دے رہے تھے۔ جب تناول طعام سے فراغت ہو چکی
تو جناب جنرل سرہنری ڈیلی صاحب بہادر کھڑے ہوئے اور حسب ذیل اسپیچ دی۔

"مین کمال مسرّت کے ساتھ نواب بیگم صاحبہ اور نواب صاحب بہادر کی تندرستی
اور عافیّت کا خواہان ہون کہ اُنھون نے خطاب قیصر ہند کی تعظیم مین نہایت طیب خاطر
اور فراخ دلی کے ساتھ ضیافت کا اہتمام فرمایا۔ مین جانتا ہون کہ بیگم صاحبہ کو اس
سے زیادہ کبھی اس قدر فرحت حاصل نہین ہوئی ہوگی۔ جس قدر موجودہ صاحبان
و صاحبات کی تشریف آوری اور مہمانداری سے ہوئی ہے۔ تمام ضروریات ضیافت
اور ہر طرح کی چیز مجرد خواہش کے ساتھ مہتمان ضیافت فوراً مہیّا کر دیتے تھے۔ اور
مہمانداری کا کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہین کرتے تھے۔ حق مہمانداری پورے طور پر
ادا کیا جاتا تھا۔ مین بہت سی جگہ مہمان رہ چکا ہون۔ اور مین نے مہمانداری اور
ضیافت کے انتظامات دیکھے ہین۔ اور اُن کو پسند کیا ہے۔ مگر یہ مہمانداری جو مین نے
معائنہ کی ہے۔ نہایت خوشگوار اور دل خوش کن ہے۔ ہر شب کو ایک تازہ ترین لطف
حاصل ہوتا ہے۔ اور میز پر تناول طعام کے وقت نواب بیگم صاحبہ کا خلوص اور
محبّت خاص طور سے نمایان ہوتی تھی۔ جناب ممدوحہ نے ملکۂ معظّمہ کی نسبت اپنے اتحاد
قلبی کو بہت ہی شائستہ پیرایہ مین ظاہر فرمایا ہے اور مہمانداری کے ذریعہ سے۔

رجو ریاست بھوپال اور دولت انگلشیہ کے پیوند دوستی اور محبت مین ممد اور معاون
ہوا کرتی ہے) ملکہ معظمہ کا مرتبۂ اتحاد بہ نسبت سرداران دیگر کے حاصل کر لیا ہے۔
ملکہ معظمہ نے بہت بڑی توجہ فلاح ریاست بھوپال مین مبذول فرمائی ہے۔ اور گورنمنٹ ہند
نے فی الحال سترہ ضرب توپون کی سلامی سے جو نواب صاحب بہادر کی عزت افزائی
کی ہے اُس سے تمام لوگون پر ظاہر ہو گیا ہے۔ کہ بیگم صاحبہ کا کس قدر عالی درجہ اور بلند مرتبہ
ہے"۔ اِس تقریر کے ختم ہوتے ہی نواب والاجاہ بہادر کھڑے ہوئے۔ اُن کے ساتھ ہی تمام
صاحبان عالیشان بھی تعظیماً کھڑے ہو گئے۔ نواب والاجاہ بہادر نے صاحب ممدوح الشان
کے جواب مین یہ اسپیچ دی "صاحبان ذوی الاحترام۔ مین اوّل از تہ دل حضور فیض معمور
علیا حضرت ملکۂ معظمہ انگلستان و قیصرۂ ہندوستان کا شکریہ ادا کرتا ہون کہ حضور ممدوح
نے براہ افزائش مرتبۂ ریاست بھوپال دربار باعظمت و وقار دہلی مین بوساطت جناب
مستطاب معلی القاب لارڈ لٹن صاحب بہادر گورنر جنرل و ویسرائے کشور ہند سترہ ضرب
توپون کی سلامی اور تمغہ عطا فرمانے سے تمام قلمرو سلطنت برطانیہ مین میرا رتبہ ہمچشمون
مین بڑھا دیا۔ جنابہ عالیہ اور لارڈ صاحب بہادر ممدوح کے ادائے شکر کے بعد مین
صاحب والاشان رفیع المکان جنرل سر ہنری ڈیلی صاحب بہادر کا شکریہ ادا کرتا ہون
کہ اُن کے زمانۂ حکومت مین یہ مرتبہ عالی مجکو عطا فرمایا گیا۔ جسکی تقریب خوشی مین آج
جناب ممدوح اور دیگر صاحبان عالیشان اور کرنل کنکیڈ صاحب بہادر پولٹیکل ایجنٹ بھوپال
شریک بزم ضیافت ہین۔ مجکو امید ہے کہ جناب جنرل صاحب بہادر اور تمام صاحبان موصوف

اسی طرح میرے حال پر نظر لطف و مہربانی مبذول فرماتے رہینگے۔ اور مجکو ہر حال مین فرمانبردار سلطنت برطانیہ اور مطیع گورنمنٹ جنابہ عالیہ کا تصوّر فرمائینگے" اس اسپیچ کے بعد جناب جنرل ڈیلی صاحب بہادر نے اپنی زبان صداقت ترجمان سے نواب والاجاہ سے حسن انتظام ریاست بیدار مغزی۔ حزم و دانائی اور مستعدی کی غایت درجہ تعریف کی۔ اور ریاست بھوپال کی نسبت قیصرۂ ہند کی خصوصیت و عنایت کا اظہار کیا۔ اور فرمایا کہ سرکار بھوپال کی خوش انتظامی ضرب المثل اور مشہور آفاق ہے۔ اور یہ آپکی سلامی ایک عزت عظیم اور مرتبہ جلیل ہے۔ جو محض آپ کے علم و فضل اور خوش نظمی اور اُس جانفشانی کا نتیجہ ہے۔ جو آپ نے ریاست بھوپال کے بندوبست مین کی ہے۔ پھر فرمایا کہ مین آپ کو رئیس بھوپال جانتا ہون۔ آپ مین اور نواب بیگم صاحبہ مین کوئی فرق نہین سمجھتا۔ بالتحقیق معاملات ریاست مین آپ ہی سے مین گفتگو کرنا پسند کرتا ہون۔ مجکو سنین ماضیہ مین آپ سے متعدد مرتبہ ملاقات کرنے کا موقع ملا ہے۔ اور جب سے کہ مین آپ سے واقف ہوا ہون مین نے آپ کو بہت ہی سنجیدہ کاردان اور ذی فہم پایا ہے" اسکے بعد نواب والاجاہ بہادر نے۔ رئیسۂ عالیہ کی لکھی ہوئی اسپیچ حضار مجلس کو سُنائی۔ تمام صاحبان عالیشان اختتام اسپیچ کے وقت تک تعظیماً کھڑے رہے پھر نواب والاجاہ بہادر نے عطر و پان اور ہار زرتار تقسیم کیے۔ صاحبان ذی شان نے محظوظ ہوکر رئیسۂ عالیہ اور نواب والاجاہ بہادر کا جام صحت نوش فرمایا۔ اور رخصت ہوئے۔ سبز ۱۰ ماہ صفر کو شام کے وقت نواب والاجاہ بہادر نے بذات خاص علیا حضرت قیصرۂ ہند کے خطاب قیصری

کے آخر مین جناب جنرل صاحب بہادر اور صاحبان عالیشان کو نہایت شاندار ڈنر دیا۔
بعد فراغ طعام تمام صاحبان عالیشان نے نواب والاجاہ بہادر کا دلی شکریہ ادا کیا
اور جناب کرنل کنکیڈ صاحب بہادر پولیٹکل ایجنٹ بھوپال نے کھڑے ہوکر حسب ذیل
اسپیچ دی۔

ڈ لیڈیز اینڈ جنٹلمین۔ مین ہر لحظہ نواب والاجاہ بہادر کی صحت وعافیت کا خواہان
رہتا ہون اور یہ کہنا چاہتا ہون کہ نواب بیگم صاحبۂ عالیہ اور اُن کے شوہر والا گوہر
اور تمام خوان سالاران ضیافت نے جیسا کہ چاہیے تھا حق مہمانداری ادا کیا ہے۔ اور
تمام صاحبان وخواتین ذیشان کو ممنون فرمایا ہے۔ اِن سب سے بالاتر نواب صاحب بہادر
کا تا دیر شکر وسپاس واجب ہے۔ اِس لیئے کہ آنجناب ریاست بھوپال کے خیر خواہ اور
ہر حال مین نواب بیگم صاحبہ کے معاون خاص ہین۔ اور باعتبار تہذیب اخلاق اور
فضائل علمی کے یگانۂ آفاق ہین۔ آپ کی تالیفات وتصنیفات مشہور ومعروف عالم ہین۔
مین نے بچشم خود کارکنان مطبع ریاست کو آپ کی کتب مُصنفہ کے انطباع مین سرگرمی
کے ساتھ مستعد ومصروف دیکھا ہے آپ نے قرآن کریم کی تفسیر عربی زبان مین جو چار مجلد کلان
مین ہے اپنے ہاتھ سے نہایت خوش خط لکھی ہے۔ دربار دہلی کے موقع پر بھی آپکی کتب مُصنفہ
مدارس عربی مین داخل کرنے کے لیئے ارسال ہوئی ہین۔ اور ایک جلد اپنے تالیفات کی
آپ نے ہز اکسیلنسی لارڈ لٹن صاحب بہادر ویسرائے ہند کی خدمت مین بھی ہدیۃً پیش کی
ہے۔ جسکا ذکر جنرل ڈیلی صاحب بہادر فرمائینگے۔ مین اِس وقت دلی مسرت کے ساتھ

فیاض زمان نواب صاحب بہادر کو تصنیفات کی مبارکباد دیتا ہون - مین اُن کی مدح اور شکریہ صرف اِس لیئے ادا نہین کرتا کہ وہ نواب بیگم صاحبہ کے شوہر والا گوہر ہین - اور مین اُن کا مہمان ہون - بلکہ اُن کی شائستگی اخلاق احسان ذاتی اور کمالات علمی نے مجکو نواب صاحب ممدوح کا ثناخوان بنا دیا ہے" جب تقریر ختم ہو چکی تو والاجاہ نے تمام صاحبان فریشان اور صاحبات عالیات کو عطر و پان تقسیم کیا اور ایک ایک ہار زرنگار گلے مین پہنا کر تمام مہمانون کو ایک ایک کارچوبی کام کا بٹوہ جس مین طلائی اور نقرئی ورق کی الائچیان تھین تحفۃً دیا اور تمام مہمانون نے بکمال شادمانی شکریہ ادا کیا - شانزدہم صفر کو رئیسۂ عالیہ نے سیرگاہ اور تمام ایوانہائے شاہی کو شیشہ آلات اور فرشہائے گرانبہا سے بطرز نو آراستہ فرمایا - اور تمام مہمانان محترم کو بزم عیش و طرب مین شریک کر کے خانگی ایشیائی تکلفات اور سامان جاہ و حشم کا بہترین نمونہ دکھایا - اور تمام مہمانون کو ایک ایک شبیہ رئیسۂ عالیہ نے اپنی - اور نواب والاجاہ بہادر کی تحفۃً بطور یادگار محبت مرحمت فرمائی - جن پر فارسی اور انگریزی مین دستخط خاص اور مہر ثبت تھی - پھر سبکو عطر و پان اور پھولون کے ہار پہنا کر وداع کیا - ہفتدہم صفر کو تمام صاحبان عالیشان بھوپال سے روانہ ہو گئے - اور بہ نہایت خیر و خوبی کے ساتھ تقریب جشن اختتام کو پہونچی -

عطاے تمغہ و ورود فرمان عالیشان منجانب دارالخلافت علیہ عثمانیہ حرسہا اللہ تعالے بالامن والعافیہ

آخر سال ۱۲۹۵ھ ہجری مین خدائے قادر ذوالجلال کی مہربانی اور گورنمنٹ برطانیہ عظمےٰ کی عطوفت سے نواب والاجاہ بہادر کو ایک اور مزید عزت و وقار کی بشارت سلطنت اسلامیہ یعنی دولت علیۂ عثمانیہ کے جانب سے پہونچی۔ اور سارے شہر مین آفتاب عالمتاب کی روشنی کی طرح ایک سرے سے دوسرے سرے تک پھیل گئی۔ کہ اعلیٰ حضرت جلالتمآب ہز مجسٹی سلطان عبدالحمید خان غازی نے ریاست بھوپال کی حمیت اسلامی اور استمداد بیوگان و مجروحین ترک کے صلہ مین جو ہنگام جنگ روم و روس ظہور مین آئی۔ اور تفسیر فتح البیان مولفۂ نواب والاجاہ بہادر کو اعلیٰ حضرت سلطان المعظم نے ملاحظہ فرما کر اور محظوظ ہو کر علیا حضرت رئیسۂ عالیہ کے لئے تمغۂ شفقت۔ اور نواب والاجاہ بہادر کے لئے تمغۂ مجیدی درجہ دوم اور مدارالمہام منشی جمال الدین خان بہادر کے لئے تمغۂ درجہ سوم اپنے فرامین عالیشان کے ساتھ روانہ کیا ہے۔

چہاردہم جمادی الثانی ۱۲۹۶ھ (۱۸۷۹ء) کو پنجشنبہ کے دن بارگاہ خلافت سے وہ سب تمغے اور فرامین شرف آگین کمال احترام و احتشام کے ساتھ دارالاقبال ریاست بھوپال مین پہونچکر باعث شرف و افتخار ریاست اور نور افزائے چشم ارباب بصیرت ہوئے۔

انعقاد دربار گہربار

رئیسۂ عالیہ نے اس تقریب سعید کی مسرت مین ایک عظیم الشان دربار جشن منعقد فرمایا۔ اور تمام اہل دربار اور نظارگیان جشن کے سامنے تمغہائے شاہی کو سر دربار رئیسۂ عالیہ اور نواب والاجاہ بہادر اور مدار المہام صاحب بہادر نے زیب گلو فرمایا اور فرمان جلالت نشان کو پڑھکر سُنایا۔

فرمان جلالت نشان اعلیٰ حضرت خلیفۃ المسلمین سُلطان المعظم خلد اللہ ملکہٗ

از نوابۂ ہند رئیسۂ خطۂ بھوپال سیّدۃ المخدّرات الکلیلۃ المحصنات شاہجہان بیگم دامت عصمتہا۔ چون شوہر عالی گوہرش افتخار الاعالی والاعاظم مستجمع المعالی والمفاخم صدیق حسن خان دام علوہ باوصاف ممدوحہ ومقبولہ متصف بذات معالی صفات است در حق بزرگوارش اعتبار وتوجہ شاہانہ ما راست برائے دلالت از جانب سنی الجوانب ملوکانۂ ما از دوم رتبۂ نشان ذی شان مجیدی یک قطعہ بجناب مشار الیہ عطا شدہ۔ این برات عالیشان ما تصدیر شد۔ حرر فی الیوم العشرین من شہر الربیع الاول سنہ ست وتسعین ومائتین والف الہجرۃ انتہیٰ۔

خط عظمت نمط سیّد خیر الدین پاشا صدر اعظم

بعد از حمد خدائے متعال کہ تجلی ازلیتش بر صنوف عباد طورا طور بظہور آید محیّر عقول کردہ
است و تجلی خاص علم و عرفان کہ صاحبش با علائے درجات انسانیّت و مروت مترقی
و متشرف گند بر خواص شان ارزانی فرمودہ و پس از صلوٰۃ بے ہمال کہ مر ناطق بانا افصح
من نطق بالضاد سزاوار است عرضداشت این معظّم قدر آن عالی جناب کہ خیر الدین
نام است بانادی فیض مبادی آن وارث سرّ محمدی و مظہر علوم شرع احمدی الا و ہو
خلیل ملکہ بھوپال و افضل ارباب فضائل و کمال سیادت پناہ و دیانت اکتناہ رازی رقم
زمخشری قلم بیضاوی ہمم واحدی علم مقتدائے اہل تحقیق سید صدیق حسن جعل اللہ تعالی سعیہ
فی تفسیر القرآن مشکوراً و علہ فی جمیع الاعانۃ ارسالہا مبرورا آنکہ چون صیت جمیل فضائل
آنجناب در اقصائے مغرب بسامعۂ این مخلص معظم قدر اہل معارف رسیدہ بود محبت فواد
بمونہ نمائے فحوای الاذن تعشق قبل العین احیانا شدہ بود بعد از وفود این اخلاص شعار
بدربار شوکت قرار خلافت اسلامیہ امتثالا لامر ظل اللہ المنان کہ بر ذمت اُمّت محمدیہ
اقدم فرائض است و تشرف یافتن بہ مسند جلیل وکالت خلیفہ پیغمبر آخر الزمان طبقچہ سامعہ
مخلص مشتاق بدراری آبدار مدائح دیہم تان در عقد جمعیت محترمہ و باشعار کہ بعنوان
انجمن اسلام در مکارم و عوارف خود شرف امتیاز داشتہ است چنان می رسد کہ از
صافیتش صفوت و محبّت حاصلۂ فواد متضاعف شد زیرا کہ این ہمّت و بیداری است

دانشاندیش معرفت مآل حکمت اشتمال انما المؤمنون اخوة است لابد صدور شان سزاوار
تر است مر قدرشناسان اخوت اسلامیه و قیمت بنیان اتحاد دینیه را مانند آن واقف
سرائر دین محمدی که نکتهٔ حقیقت العلماء ورثة الانبیا همان این است و مامول
ارجمندان اسلامیه و خصوصاً از علماء ذوی الاقتدار اهل ایمان جهان چنان بود
باکمال خلوص دل راست بگوییم که از چنین طور عالی العال همت چنان شادمان و منت دار
شده بودم که براعهٔ اخلاص و ساحهٔ بیان ادراک امکان اختصاص نیافته بود در اثناء
این سرور ارادهٔ سنیهٔ حضرت خلافت پناهی شرف صادر بوده که از ممنونیت
همایونش مر آن حمیت آن اصحاب اعانات را آگاهی دهیم شک نیست که مبداء آن
اثر دیانت مندی چون محصول تاثیر نصح فضیلت تان است در غبت گران قیمت
ملکهٔ عصمت نشان و خواص شان شاد حصول التفات جهان و رجات حضرت خلافت پناهی
بر حق استیهال تان علیشان چنان حصول نمود که برای حضرت عصمت منقبت ملکه و ذوات عرافت مآب
تان دو وزیر و سفیر شان باین نسبت متوازن شده پس برای آن بفرمودند که برای چهار جناب عالی هم
چنین تشریفات پادشاهی ادا نمائیم که لایق شان و شوکت شان شده تا که شایان تر نموده
بقدر آن التفات عالیه شان فلهذا امتثال امر مطاع خلافت پناهی کرده ام و با نامهٔ
همایون خلافت پناهی که نوشته بود بجانب معالی مناقب ملکه چهار نشان از رتب متفاوته
و چهار برات شان که طرف سفید نامهٔ همایون مهر مخصوص پادشاهی و بالای علیای بر ذات
والا عزای خلافت پناهی مختوم و موشح اند بنا دی فضائل مبادی آنجناب عرافت مآل فرستادم

از مکارم اخلاق ہاشمیّت آن رازی ہم امید واثق این است کہ آن نشانہا
وبرا تہارا ہدیۂ خلیفۂ اسلامیہ شمارید وبکمال تعظیم قبول وبار یابش گہ ہریک برات
باسماء اربابش نوشتہ بود عطا بکنید واین مخلص را ہم از خاطر عاطر فراموش نہ فرمائید
وبمیامن عافیت زندگانی خود شادمان فرمائید والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۱۰ ربیع الآخر سنہ ۱۲۹۶ ہجریہ خیر الدین -

بعد ختم فرمان تمام صنادید ملک واعیان ریاست نے مبارک باددی
نظارگیان جشن نے غلغلۂ مسرّت بلند کیا۔ شعرائے پائے تخت نے قصائد و قطعات
تاریخی تہنیّت مین پیش کئے۔ پھر تقسیم عطر و پان اور ہار کے بعد دربار برخاست ہوا۔
مولانا محمد عباس صاحب رفعت مرحوم نے تاریخ عطائے تمغہ کے متعلق قطعۂ ذیل
نذر کیا۔

قطعہ

نواب فلک مرتبہ صدیق حسن خان
یاقوت درخشندۂ اکلیل سیادت

دردہر چو خورشید نظیرش نتوان یافت
در دانش و در علم و کمالات و شجاعت

سلطان سلاطین زمان پادشہ روم
بخشید بوے تمغہ مجیدی ز عنایت

زین مژدہ دل اہل صفا گشت طربناک
زین آب رخ اہل وفا یافت طراوت

تاریخ ورودش بدل آمد کہ نویسم
از جہت فطری خود عین ذکاوت

بے تعمیۂ دو تخرجہ تمغائے مہابت ۱۲۹۶ھ	عیسیٰ ز فلک گفت کہ بروقت تو بنویس

بار دیگر سفر کلکتہ

اِس جشن عظیم کے دو ڈھائی سال بعد ۱۸۸۲ء کو کرنل گننگیڈ صاحب بہادر پولٹیکل ایجنٹ بھوپال نے رئیسۂ عالیہ سے خواہش کی کہ بعض والیان ریاست نے درخواست دیگر ہزاکسیلنسی لارڈ رپن صاحب بہادر ویسرائے ہند سے شرف ملاقات حاصل کیا ہے۔ اگر آپ بھی جناب لارڈ صاحب بہادر موصوف سے شرف نیاز حاصل کریں تو بہت اچھا ہے۔ رئیسۂ عالیہ نے اُن کا مشورہ پسند فرما کر ہزاکسیلنسی سے شرف نیاز حاصل کرنے کی استدعا کی ویسرائے نے اُس کو نہایت خوشی کے ساتھ منظور فرمایا۔ رئیسۂ عالیہ نے اُسی وقت تیاری سامان سفر کے متعلق احکام صادر فرمائے۔ چہارم ربیع الآخر ۱۲۹۹ھ ہجری مطابق ۲۳ فروری ۱۸۸۲ء مع نواب والاجاہ بہادر و نواب ولیعہد صاحبہ و اخوان و ارکان و خدم و حشم نہایت تزک و احتشام کے ساتھ بھوپال سے کلکتہ روانہ ہوئیں۔ گورنمنٹ آف انڈیا کی جانب سے تمام لوازم جہانداری ادا ہوئے۔ یازدہم ربیع الآخر کو بخیر و عافیت کلکتہ کے ہوڑہ اسٹیشن پر رئیسۂ عالیہ نے نزول اجلال فرمایا۔ ہزاکسیلنسی ویسرائے کی جانب سے انڈر سکرٹیری صاحب اور ایڈی کانگ لارڈ صاحب بہادر ممدوح نے مراسم استقبال ادا کئے گارڈ آف آنر صف بستہ کھڑا تھا اُس نے باقاعدہ سلامی دی قلعۂ فورٹ ولیم سے

انیس ۱۹ ضرب توپین سلامی کی سر ہوئین۔ رئیسۂ عالیہ نے سرکلر روڈ پر ایک عالیشان کوٹھی مین جو ہز اکسلینسی ویسرائے کی جانب سے تجویز ہوئی تھی قیام فرمایا۔ شام کے وقت انڈر سکریٹری صاحب فیسرائے۔ اور کپتان صاحب بہادر ویسرائے کے جانب سے رئیسۂ عالیہ کی فرودگاہ پر تشریف لائے۔ اور رسم مزاج پرسی ادا کی بعد ازان گورنمنٹ ہند کے فارین ڈپارٹمنٹ سے دو پروگرام عالی جناب لارڈ صاحب بہادر کی ملاقات کے متعلق رئیسۂ عالیہ کے پاس پہونچے۔ ان مین رئیسۂ عالیہ کے نمبر نشست کے بعد والاجاہ بہادر کا نمبر رکھا گیا تھا۔ یہ امر خاطر عاطر نواب ولیعہد صاحبہ پر گران گزرا۔ اور اُنھون نے والاجاہ بہادر کو بُلا کر تبدیلی نمبر کے متعلق استفسار کیا۔ والاجاہ بہادر نے کہا کہ "نمبر نشست کے بارہ مین کوئی تحریک تحریراً یا تقریراً منجانب ریاست نہین کی گئی۔ جو پروگرام آیا وہ بجنسہٖ بھیجدیا گیا،، صاحب بہادر کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو وہ تشریف لائے۔ اور اُنھون نے فرمایا کہ نواب صاحب آپ کے والد ہین۔ اگر آپ کی نشست اُن کے بعد رکھی گئی۔ تو چندان مضائقہ نہین۔ نہایت افسوس ہے کہ اسی قسم کے بعض ناملائم اسباب جو رئیسۂ عالیہ کے ابتدائے عقد ثانی کے وقت سے پیدا ہوگئے تھے۔ مابعد کے واقعات نے اُن مین خواہ وہ کیسے ہی بقصر قاصر اور اضافی ہون نہ ذاتی، اور اضافہ کردیا۔ اور عام سکون و شادمانی کو عالم آشوب رنج و غم سے بدل دیا۔ لیکن رَضِینَا بِقَضَاءِ اللّٰہِ کے سوا کیا چارہ ہے۔ بہرحال رئیسۂ عالیہ

پروگرام کے مطابق ٹھیک چار بجے گورنمنٹ ہوس کے جانب روانہ ہوئین۔ نواب والاجاہ بہادر۔ نواب ولیعہد صاحبہ۔ نواب نظیر الدولہ احمد علی خان بہادر مرحوم۔ میان عالمگیر محمد خانصاحب اور کاتب الحروف ہمرکاب تھے۔ اسی دربار کے موقع پر رئیسۂ عالیہ نے میان عالمگیر محمد خانصاحب۔ میان صدر محمد خانصاحب مرحوم۔ میان نورالحسن خانصاحب مرحوم اور کاتب الحروف کو تمغۂ طلائی جس پر اسم مبارک نواب شاہجہان بیگم صاحبہ کا حرف "شین" منقوش ہے اپنے دست مبارک سے عطا فرمایا تھا۔ جب سواری ایوان گورنری کے زینہ تک پہونچی تو ہزاکسلنسی کے فارین سکرٹری اور ملٹری سکرٹری صاحبان نے زینہ پائین تک استقبال کیا۔ اور گارڈ آف آنر نے سلامی دی۔ اور اُنیس فیر توپ کے سر ہوئے۔ لب فرش تک بذات خاص ویسرائے ہند خود تشریف لائے۔ اور مصافحہ کیا۔ پھر والاجاہ بہادر سے ہاتھ ملایا۔ اور نواب ولیعہد صاحبہ سے گفتگو کرتے رہے۔ بعد ازان مطابق نمبرہاے نشست سب لوگ اپنی اپنی کرسی پر بیٹھ گئے۔ ہزاکسلنسی نے نہایت تپاک اور خوش اخلاقی کے ساتھ "خوش آمدید کہا" اور رسمی و عرفی گفتگو کے بعد حسب قاعدۂ مروجہ دربار برخاست ہوا۔ اور رئیسۂ عالیہ فرودگاہ پر واپس تشریف لائین۔ پندرہ ربیع الآخر کو ہزاکسلنسی ملاقات بازدید کے لیے فرودگاہ رئیسۂ عالیہ پر تشریف لائے۔ نواب والاجاہ بہادر نواب نظیر الدولہ بہادر۔ میان عالمگیر محمد خان اور راقم الحروف نے ایوان گورنری تک رئیسۂ عالیہ کی جانب سے استقبال کیا مطابق قاعدہ تجربہ

بعد سلام اور مزاج پرسی رئیسۂ عالیہ نے تاریخ بھوپال اور چند تحائف نذر پیش کئے
ہز اکسیلنسی نے بکمال مسرت خندہ پیشانی کے ساتھ اُن کا شکریہ ادا کیا۔ اور
بعد ادائے مراسم عرفی مراجعت فرمائے ایوان گورنری ہوئے۔ رئیسۂ عالیہ نے
بروز روانگی بھوپال ہز اکسیلنسی اور لیڈی لارڈ رپن صاحب بہادر سے رخصت ہونے
کے لئے ایوان گورنری مین تشریف لے گئین۔ ڈیسرائے اور لیڈی صاحبہ نے
خدا حافظ کہا اور بہ انڈر سکریٹری صاحب و ایڈی کانگ صاحب اور
فارین سکریٹری صاحب نے اسٹیشن ہوڑہ تک مشایعت کی۔ اس سفر مین ایک لاکھ
دس ہزار روپیہ صرف ہوئے۔

تالیفات مؤلف مآثر صدیقی

تحفۃ الاسلام

مشہور رسالہ درۃ العباسیہ کا اردو سلیس عام فہم ترجمہ جسکو مصر کے فاضل سید محمد آفندی نے بحکم وزیر سررشتہ تعلیمات مصر تالیف کیا اور اس کو خدیو معظم عباس حلمی پاشا کے نام نامی پر معنون کیا اس کتاب مین عقائد اسلام کی تعلیم سوال و جواب کے پیرایہ مین دیگئی ہے مصر اور ہندوستان کے مدارس مین داخل نصاب ہے کاغذ لکھائی چھپائی نہایت عمدہ قیمت ۸

نظام خانہ داری

خانہ داری کے ابتدائی اصول خانگی مجلس، اسراف، بخل، کفایت شعاری، حسن سلوک، میان بیوی کے تعلقات، حقوق زوجیت، بیجا رسوم وغیرہ وغیرہ ضروری مضامین بیان کئے گئے ہین قیمت ۳/

اسلام اور اسکا طریقہ عبادت

یہ کتاب عنوانات ذیل پر مشتمل ہے ہندوستان مین تقریباً ذرہ کشائی کے متعلق لوگون کا خیال، عبادات اسلامی کے فوائد قانون قدرت سمجھنے مین لوگونکا غلطی کرنا انسان اور خدا سے روح کا تعلق نماز کے فوائد و احکام قومی ترقیون کا راز وغیرہ وغیرہ قیمت ۳/

نظام الاسلام

اس کتاب مین تمام مہمات مسائل کو آیات قرآنی اور احادیث صحیحہ اور مستند دلائل سے بڑی جامعیت کے ساتھ سوال و جواب کے پیرایہ مین اس انداز سے بیان کیا گیا ہے کہ ایک معمولی سمجھ کا آدمی بخوبی سمجھ لے اور اسکا دل مطمئن ہو جاے یہی وہ کتاب ہے جو اس قرن کی انوکھی تصنیف کہی جا سکتی ہے جیسا کہ وکیل اخبار مطبوعہ ۱۰ سنہ ۱۹۱۱ع وغیرہ نے لکھا ہے یہی وہ کتاب ہے جسمین یہ ثابت کر دیا گیا ہے کہ مذاہب موجودہ مین صرف مذہب اسلام ہی ایسا مذہب ہے جو بالکل عقل و فطرت کے موافق ہے اور ہر طرح کی مادی اور روحانی ترقیون کا سرچشمہ ہے اسکا مطالعہ ہر شخص کے لئے خصوصاً گریجویٹ اور طلباے مدارس کے لئے نہایت ضروری ہے منشی رحمت اللہ صاحب رعد کے نامی پریس مین نہایت اہتمام سے یورپی فنشن کاغذ پر چھپی ہے قیمت غیر مجلد ۲/ع مجلد ۳/

[illegible]

ضروری مسائل کی تعلیم طلباے مدارس کے لئے بیحد مفید ہے قیمت ۱/

المدنیۃ فی الاسلام

اس کتاب مین آیات قرآنی اور احادیث صحیحہ سے سازوسامان دنیا اور دنیاوی ترقی کو تفصیل اور زبردست دلیلون سے ثابت کیا گیا ہے اور تمام مسلمانون کو اسلامی احکام سے سیدھا راستہ شخصی اور قومی ترقی کا بتلا دیا گیا ہے عبارت سادہ سلیس اور عام فہم ہے قیمت عہ

سیرۃ الاسلام

جسکو اسلام کے سچے اور پاک جذبات کی اپنی آنکھون سے زندہ تصویر دیکھنی ہو اور سچے مسلمان کی سیرت و خصلت سے آگاہ ہونا ہو وہ اس کتاب کو دیکھے اس کتاب کے تمام مضامین ایسے پُردرد اور پُرجوش لہجہ مین بطریق وعظ و نصیحت بیان کئے گئے ہین کہ پڑھکر دل پر مقناطیسی اثر پیدا ہوتا ہے۔ قیمت ۶ر

الحسن

مولانا محمد حسن صاحب مرحوم بلگرامی متوطن نیوتنی کی مشہور تالیف ہے جو نظم و نثر فارسی کے بادشاہ تھے یہ وہ بے مثل کتاب ہے کہ جس کے پڑھنے سے آدمی بلامحنت ناظم و ناثر اور وقائع نگار فارسی بن سکتا ہے قیمت ۸ر

خرمن گل

فارسی کا مشہور دیوان قیمت ۴ر

نالۂ دل

اُردو کا بے مثل دیوان قیمت ۴ر

تعلیم و تربیت

نواب صفی الدولہ حسام الملک ابو نصر میر محمد علی حسن خان صاحب کا پُرزور لکچر اپنے عہدہ آنریری ڈائرکٹری سررشتہ تعلیمات ریاست بھوپال کے زمانہ مین ایک خاص تعلیمی جلسہ کے موقع پر دیا قیمت ۳ر

[illegible]

نواب صاحب موصوف کا فصیح و بلیغ لکچر جو ندوۃ العلماء کے چوتھے سالانہ اجلاس مین دیا قیمت ۲ر

مآثر صدیقی

حصۂ اول اس حصہ مین ذکر نسب والاجاہی تا آنحضرت صلعم بہ تفصیل ہے۔ قسم اول قسم دوم

حصۂ دوم ذکر اکتساب علوم و فنون بشرح اسما اساتذہ درج ہے۔ قسم اول قسم دوم

حصۂ سوم ملازمت ریاست بھوپال و اعزاز بحصول خطاب نوابی و نظام مملکت و دیگر حالات ریاست پر مشتمل ہے قسم اول قسم دوم

حصۂ چہارم خدمات علوم دینیہ و تالیفات و تصنیفات پر مشتمل ہے۔ قسم اول قسم دوم

حصۂ پنجم ذکر اولاد و احفاد والاجاہی مرقوم ہے قسم اول قسم دوم

حصۂ ششم نقول اسناد منجانب گورنمنٹ و والیان ملک قسم اول قسم دوم

الملتمس

سید کلیم احمد ندوی منیجر شبلی بُک ڈپو بھوپال ہاؤس نمبر ۷ لال باغ لکھنؤ